رمضان کا تحفہ

قرآن، روزہ، تراویح، صدقہ اور اعتکاف سے متعلق

فضائل ومسائل

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(استاذ: دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

مکتبہ پیامِ امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، یوپی، الہند

U-143

جملہ حقوق محفوظ

نام : رمضان کا تحفہ

مصنف : مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

ناشر : مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ

اردو ایڈیشن : اضافہ شدہ تیسری بار

تعداد کتب : ۱۰۰۰

سال : ۲۰۲۳ء

قیمت : ۱۰۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi

Book Name:Bait Al maqdis ka Mukhtasar Tarruf

Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.

Website: www.islamicjpamn.org

E-Mail: tasneemlko2012@gmail.com, ataullah2012@gmail.com

Phone No. 9984490150, 9919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)	05222741539
۲۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی	0522-27415
۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳۱ (لکھنؤ)	9936635816
۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبل پور، مدھیہ پردیش	9424708020
۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 5 182-A گرین لینڈ کیمپس، پوکھر پور، کانپور	9935044343
۶۔ مکتبہ شباب جدید، ندوہ روڈ، لکھنؤ	9198621671
۷۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ جامع مسجد، دیوبند	8439650526

فہرست

مقدمہ.................................... ۱۴

فصل اول ۔ رمضان اور روزہ کی فضیلت ۱۶

رمضان کی فضیلت.................................... ۱۷

رمضان کے معنیٰ.................................... ۱۷

استقبال رمضان.................................... ۱۸

رمضان سے چھ ماہ قبل.................................... ۱۹

خوش نصیب بندے.................................... ۲۰

اُمور خیر میں تیزی.................................... ۲۱

شعبان میں رسولُ اللہ ﷺ کا خطاب.................................... ۲۱

رمضان کی پہلی رات.................................... ۲۵

ہلاک ہونے والے.................................... ۲۷

رمضان کا احترام.................................... ۲۸

ہر روز دعا کی قبولیت.................................... ۲۹

لفظ صیام کا مطلب.................................... ۲۹

روزے کی ابتداء.................................... ۳۰

اسلام کے ارکان کا حکم.................................... ۳۰

روزہ کی فرضیت.................................... ۳۱

سب سے افضل عبادت.................................... ۳۱

باب الرّیان.................................... ۳۲

جنت کے دروازوں سے پکار.................................... ۳۳

سحری کی فضیلت.................................... ۳۴

افطار کی فضیلت.................................... ۳۵

مبارک رات.................................... ۳۶

تراویح اور تہجد کی فضیلت.................................... ۳۷

قیامِ رمضان کی فضیلت.................................... ۳۷

لیلۃ القدر کے قیام کی فضیلت.................................... ۳۷

قیام اللیل.................................... ۳۸

صالحین کا طریقہ.................................... ۴۱

آخری عشرہ کی عبادات.................................... ۴۱

شب قدر کی فضیلت.................................... ۴۲

شبِ قدر کی خاص دعا.................................... ۴۲

شب قدر کی چند علامتیں.................................... ۴۳

اعتکاف کے معنیٰ.................................... ۴۴

اعتکاف کی حکمت.................................... ۴۴

مشروعیت اعتکاف.................................... ۴۴

اعتکاف کی قسمیں.................................... ۴۵

اعتکاف کی افضل جگہ.................................... ۴۸

اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ.................................... ۴۹

صدقۂ فطر کی فضیلت.................................... ۴۹

صدقۂ فطر نماز سے پہلے.................................... ۵۰

صدقۂ فطر کے لئے مالداری کا معیار.................................... ۵۰

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی فضیلت.................................... ۵۱

عید الفطر ۔ انعام کا دن.................................... ۵۱

فصل دوم ۔ قرآن مجید کی فضیلت ۵۳

قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت	۵۴
مَشَقَّت کے ساتھ قرآن	۵۵
قرآن مجید پڑھانے کی فضیلت	۵۵
حاملین قرآن اور اہل اللہ خواص ہیں	۵۶
قرآن کے عالم کا مرتبہ	۵۶
قابل رشک	۵۷
سورۂ فاتحہ کی فضیلت	۵۸
سورۂ فاتحہ افضل قرآن ہے	۵۸
سورۂ فاتحہ اور آخر سورۂ بقرہ کی فضیلت	۵۹
آیۃ الکرسی کی فضیلت	۵۹
سوتے وقت آیۃ الکُرسی پڑھنے کی فضیلت	۶۰
سورۂ مائدہ کی فضیلت	۶۳
سورۂ کہف کی فضیلت	۶۴
سورۂ ملک (تبارك الذی) کی فضیلت	۶۵
سورۂ زلزال کی فضیلت	۶۶
سورۂ اخلاص کی فضیلت	۶۶
معوذتین کی فضیلت	۶۷
سورۂ الکافرون کی فضیلت	۶۸
تین بار معوذات پڑھنے کی فضیلت	۶۹
فصل سوم-موت اور اس کے بعد کے حالات اور جنت وجہنم کا ذکر	۷۰
مؤمن کی مَوت اور اُس کے رب کا سلام	۷۱
مؤمن کے انتقال کے وقت کے حالات	۷۱
نافرمان کی مَوت کے وقت ذلت	۷۳

میدان حشر میں جمع ہونے کی صورت	۷۴
قیامت کے دن کا منظر	۷۵
جنت کی وسعت	۷۹
اہل جنت کی صَفوں کی تعداد	۸۰
جنت کے دروازوں کی تعداد آٹھ ہے	۸۰
اہل جنت کا کھانا	۸۱
اہل جنت کے کپڑے	۸۲
جہنم کے آگ کی کیفیت	۸۳
عذاب کی تکلیف	۸۳
جہنم کا داروغہ	۸۴
جہنم کی آگ کا درجۂ حرارت	۸۴
مختلف گناہوں کے مطابق عذاب	۸۴
قرآن میں جہنم کے مختلف درجات	۸۵
خوفناک آوازیں	۸۶
آگ کی دیواریں	۸۶
جہنم کی چہار دیواری	۸۶
جہنم کی بات چیت	۸۷
جہنم کی آنکھیں، کان اور زبان	۸۷
جہنم میں مَوت نہیں ہوگی	۸۷
جہنم میں سانپوں اور بچھوؤں کا عذاب	۸۸
بچھو کی ڈنک	۸۹
جہنمیوں کا کھانا پینا	۸۹
دوزخیوں کے کھانے کے لئے چار قسم کا کھانا	۹۰

دوزخیوں کو پینے کیلئے پانچ قسم کا پانی ۹۱

جہنم میں عذاب کی مختلف قسمیں ۹۲

جہنم کے عذاب کی شکلوں کا خلاصہ ایک نظر میں ۹۴

جہنم کی تفصیلات احادیث مبارکہ میں ۹۵

جہنم میں لے جانے والے اعمال ۹۷

جہنم سے بچنے کی شکلیں ۹۹

دعا ۹۹

فصل چہارم۔روزہ کی قسمیں اور اس سے متعلق مسائل ۱۰۱

روزہ کا مطلب ۱۰۲

روزہ کی قسمیں ۱۰۲

چاند دیکھنے کا بیان ۱۰۳

یوم الشک ۱۰۴

روزہ کی شرطیں ۱۰۴

روزہ کے شرائط وجوب ۱۰۵

شرائط صحت ۱۰۵

روزہ کے فرائض ۱۰۶

روزہ کے سنن و مستحبات ۱۰۶

روزہ کے فاسد ہونے کی چیزیں ۱۰۶

وہ چیزیں جن سے روزہ مکروہ ہوجاتا ہے ۱۰۷

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا ۱۰۸

نیت کا بیان ۱۰۹

نیت کا وقت ۱۰۹

سحری اور افطار ۱۰۹

سحر کھانا سنت ہے ۱۱۰

کس چیز سے افطار مستحب ہے ۱۱۱

افطار کی دعا ۱۱۱

افطار کروانے کا ثواب ۱۱۱

بغیر سحری کا روزہ ۱۱۲

ایسی مجبوریاں جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے ۱۱۲

شرعی سفر ۱۱۳

بیماری کی حالت میں ۱۱۴

حمل کی حالت میں ۱۱۴

دودھ پلانے والی عورت ۱۱۴

بھوک پیاس کی شدت ۱۱۵

ضعف اور بڑھاپا ۱۱۵

خوف وہلاکت ۱۱۶

جہاد ۱۱۶

بیہوشی ۱۱۶

جنون ۱۱۶

وہ صورتیں جن میں روزہ توڑ دینا جائز ہے ۱۱۷

قضا کا بیان ۱۱۸

کفارہ کا بیان ۱۱۸

روزے کا فدیہ ۱۱۹

روزہ کے فدیہ کی مقدار ۱۱۹

روزہ کے متفرق احکام وآداب ۱۱۹

نماز تراویح کا بیان ۱۲۱

نمازتراویح کا حکم ۱۲۱
شب قدر کا بیان ۱۲۲
صدقہ وخیرات کا بیان ۱۲۴
صدقۂ فطر ۱۲۴
صدقۂ فطر کا نصاب ۱۲۴
صدقۂ فطر کی مقدار ۱۲۵
صدقۂ فطر میں دینے والی چیزیں ۱۲۶
صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا وقت ۱۲۶
صدقۂ فطر کا مستحق ۱۲۶
اعتکاف کی تعریف ۱۲۷
اعتکاف کے ارکان وشرائط ۱۲۷
معتکف سے متعلق شرائط ۱۲۷
اعتکاف گاہ کی ایک شرط ۱۲۸
افضل اعتکاف ۱۲۸
اعتکاف کی قسمیں ۱۲۹
نذر کا اعتکاف ۱۲۹
سنّت اعتکاف ۱۳۱
نفل اعتکاف ۱۳۱
دوسرے عشرہ کا اعتکاف ۱۳۲
نابالغ کا اعتکاف ۱۳۳
کس کا اعتکاف میں بیٹھنا بہتر ہے ۱۳۳
اعتکاف اور مسلمانوں کی آبادی ۱۳۳
اعتکاف کے لئے مسجد باجماعت ۱۳۴

کتنی مسجدوں میں اعتکاف ضروری ہے ۱۳۵
اعتکاف میں بیٹھنے کا وقت ۱۳۶
معتکف کے حدود ۱۳۷
اعتکاف ٹوٹنے کی صورتوں کا بیان ۱۳۸
اعتکاف توڑنا کب جائز ہے ۱۳۹
اعتکاف نہ توڑنے کی صورتیں ۱۴۰
اعتکاف کے حالت میں مباح کام ۱۴۱
مکروہات اعتکاف ۱۴۲
معتکف کی آرام گاہ ۱۴۳
معتکف کے لئے وضو اور غسل کی جگہ ۱۴۳
مستحبات اعتکاف ۱۴۵
وہ امور جو معتکف کے لئے جائز ہیں ۱۴۵
نماز عید کا بیان ۱۴۵
دوسری خوشی ۱۴۶
عید کی نماز کا طریقہ ۱۴۷
عید کے مستحبات ۱۴۸
عید الاُضحیٰ کے خاص احکام ۱۴۹
فصل پنجم ۔ روزہ سے متعلق چند اہم مسائل ۱۵۰
چاند کی شہادت کے بعد افطار نہ کرنا ۱۵۱
رمضان میں ہر روزہ کی نیت کرنا ۱۵۱
رات سے نیت کرنا شرط نہیں ۱۵۱
نیت کا آخری وقت ۱۵۱
دل کے خیال کا نام نیت ۱۵۲

سحری کھانا نیت میں شمار ہوگا یا نہیں؟ ۱۵۲
نیت کا زبان سے ظاہر کرنا ضروری نہیں ۱۵۲
بغیر نیت کے بھوکا رہنے سے روزہ نہیں ہوگا ۱۵۳
نیت کرنے کے بعد بھی صبح صادق تک کھا سکتے ہیں ۱۵۳
دل میں نیت کر کے سونے کا حکم ۱۵۳
کن روزوں میں رات سے نیت ضروری ہے؟ ۱۵۳
نیت کر کے روزہ توڑنا ۱۵۴
اذان دیر میں ہونے پر دیر تک سحری کھاتے رہنا ۱۵۴
رمضان میں فجر کی جماعت جلدی کرنا ۱۵۵
روزے میں سُرمے، تیل اور خوشبو کا استعمال ۱۵۵
ناپاکی کی حالت میں روزہ رکھنا ۱۵۵
روزے میں کان کے اندر تیل یا پانی جانا ۱۵۵
ناک میں پانی چلا جانا ۱۵۶
آنکھ میں دوا ڈالنا ۱۵۶
کلّی کرنے کے بعد منہ میں پانی کے اثرات ۱۵۶
ناک کو حلق کی جانب چڑھانا ۱۵۶
روزے میں تھوک یا رال نگل جانا ۱۵۷
خون میں ملا ہوا تھوک نگل جانا ۱۵۷
مصنوعی دانت کا حکم ۱۵۷
پائیریا کی پیپ منہ میں چلی جانا ۱۵۷
ڈکار کے بعد منہ میں پانی آجانا ۱۵۸
خون روکنے کے لئے منجن کا استعمال ۱۵۸
مسواک کا ریشہ پیٹ میں چلا جانا ۱۵۸

رمضان کا تحفہ

ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر کا استعمال ۱۵۹
روزے میں قے کرنا ۱۵۹
قصداً قے میں سے کچھ منہ میں چلی جانا ۱۵۹
اپنے آپ قے ہوجانا ۱۶۰
روزے کی حالت میں بیوی سے بوس وکنار ۱۶۰
روزے میں میاں بیوی دونوں کی شرمگاہوں کا مل جانا ۱۶۰
روزے میں مذی کا نکلنا ۱۶۰
روزہ میں محض دیکھنے سے اِنزال ہوجانا ۱۶۱
رمضان میں جنابت کا غسل صبح کو کرنا ۱۶۱
روزہ میں خون نکلوانا ۱۶۱
قضاء روزہ رکھنے کا مناسب طریقہ ۱۶۱
قضاء رکھنے کا مناسب طریقہ ۱۶۲
قضاء رکھنے نہیں پائے تھے کہ دوسرا رمضان آگیا ۱۶۲
روزے میں کان کے اندر تیل ڈالنا ۱۶۲
کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کی وجہ ۱۶۲
روزے میں پیار کرنے کی وجہ سے انزال ہوجانا ۱۶۳
کیا ہاتھ سے منی نکالنا مفسدِ صوم ہے؟ ۱۶۳
پاخانے کے راستے سے کانچ نکلنا ۱۶۳
ملازم کو کام کی شدت سے روزہ توڑ دینا ۱۶۳
غروب آفتاب سمجھ کر افطار کر لینا ۱۶۴
نفل روزے کی نیت کے بعد واجب ہونا ۱۶۴
قضاء کے چند مسائل ۱۶۴
روزہ ٹوٹنے کے بعد کا حکم ۱۶۵

جن چیزوں سے قضاء اور کفّارہ دونوں واجب ہوتے ہیں...........	۱۶۵
صرف دو باتوں سے قضاء اور کفّارہ...........	۱۶۶
کفّارہ کے لئے روزے کی شرائط...........	۱۶۶
نیت پر ہی کفّارہ ہے...........	۱۶۷
صحبت کرنے سے کفّارہ واجب ہونا...........	۱۶۷
چھپ کر مسلمان ہونے والے کا روزہ توڑ دینا...........	۱۶۷
کفّارے کے مسائل...........	۱۶۸
قصداً روزہ توڑنے سے قضاء اور کفّارہ دونوں لازم...........	۱۷۰
کفارے میں تسلسل کا ہونا...........	۱۷۰
کھانا کھلانے میں تسلسل کی ضرورت نہیں...........	۱۷۱
بیماری یا رمضان کا، کفّارے کے درمیان آجانا...........	۱۷۱
کفّارے میں دو ماہ کا کھانا مقرر کر دینا...........	۱۷۱
کفّارہ میں مسکین کو دو وقت کھانا کھلانا...........	۱۷۱
کفّارے میں مہتمم مدرسہ کی وکالت...........	۱۷۲
حیض کی تعریف اور اس کے مسائل...........	۱۷۲
کفّارے کے روزے کے درمیان حیض آجانا...........	۱۷۳
روزے کی حالت میں شرمگاہ میں ٹیوب لگانا...........	۱۷۳

❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ الکریم۔ اما بعد:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے ایمانی شعور اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھا اس کے وہ سارے گناہ معاف کردئے جائیں گے جو اس سے پہلے ہو چکے ہیں''۔

(بخاری، مسلم)

ایمانی شعور کے ساتھ روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ ہو، روزہ سے تقویٰ اور مقام بندگی مطلوب ہو اور یہ یقین ہو کہ عمل کا اجر آخرت میں ضرور ملے گا اور خدا ہی اپنے علم و حکمت اور عدل و کرم کی بنیاد پر اجر دے گا۔

یہاں احتساب کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ کی رضا اور آخرت ہی کے لئے روزہ رکھا جائے اور ان تمام چیزوں سے روزہ کی حفاظت کی جائے جو اللہ کو ناپسند ہیں اور جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

روزہ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے، ''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آدمی کے کئے ہوئے تمام اعمال اس کے لئے ہیں مگر روزہ خاص اللہ کے لئے ہے''۔

قرآن و حدیث سے روزہ کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، جس کا حقیقی مقصد تقویٰ پیدا کرنا ہے، یعنی انسان کے اندر اللہ کا خوف اور اسکے حاضر و ناظر ہونے کا یقین پیدا ہو جائے اس کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے ضرورت تھی کہ ایک ایسی کتاب پیش کی جائے جسمیں رمضان المبارک اور قرآن مجید سے متعلق مستند روزہ کے احکامات کے ساتھ ساتھ کچھ اہم مسائل بھی ہوں۔

الحمد للہ اس کتاب میں روزہ کا مطلب، اسکی قسمیں، شرطیں فرائض، سنت، مستحبات، فاسد اور مکروہ ہونے کی وجوہات، سحری افطار، معذور او ر مسافر کا روزہ قضا،

کفارہ، فدیہ، تراویح کی نماز، شبِ قدر، صدقۂ فطر، اعتکاف کی قسمیں، شرطیں اور اسکے مسائل کا ذکر کرتے ہوئے عید کی نماز اور اسکے مستحبات کا ذکر ہے۔

اللہ پاک اسے قبول فرما کر پوری امت میں اس فریضہ کو مکمل طور سے زندہ فرما کر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

دعاؤں کا طالب

محمد سرور فاروقی ندوی
استاذ دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
۷/۶/۲۰۲۳ء

فصل اول

رمضان اور روزہ کی فضیلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان کی فضیلت

وقال اللہ تعالیٰ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (بقرۃ:۱۸۳)

ترجمہ: ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! لکھ دیا گیا ہے (یعنی فرض ہے) تم پر روزے، جیسے لکھا گیا تھا (یعنی فرض تھا) اُن لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بنو“۔

رمضان کے معنٰی

رمضان عربی زبان کا لفظ ہے جو ”الرمضاء“ سے نکلا ہے جس کے معنٰی گرمی کی تیزی اور شدت کے ہوتے ہیں، اِسی طرح رمضان میں روزہ کی وجہ سے انسان طویل وقت تک کھانے پینے سے پرہیز کرتا ہے جس کی وجہ سے اُس کے منہ اور پیٹ کے اندر کی فضاء گرم ہو جاتی ہے اِسی وجہ سے اِس کو رمضان کہا جاتا ہے۔

اور کچھ اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ چونکہ اِس مبارک مہینہ میں روزہ دار کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اِس لئے اِس کو رمضان کہا جاتا ہے یعنی یہ مہینہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس مہینہ کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا کر ختم کر دیتا ہے“۔ (التفسیر المظہری ۱/۳۳۳)

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: وَ هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَ اَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَ آخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ:۱/۵۴۳، کتاب الصوم، الفصل الثالث، حدیث: ۱۹۶۵)

ترجمہ: ”رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے: یہ وہ مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے خَلاصی کا ہے“۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَ الْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَ رَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ مَّا بَيْنَهُنَّ إِذَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ۔

(صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة و رمضان إلى رمضان مكفرات لما بينهن)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”پانچ نمازیں اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک کے درمیانی مدت کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ (بشرطیکہ) آدمی کبیرہ گناہوں سے اِجتناب کرے“۔ اور ایک روایت میں ہے ”جب تک کبیرہ گناہ نہ کرے“۔

استقبالِ رمضان

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رجب کا چاند دیکھتے تو یہ دعا فرماتے تھے:

”اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ“

ترجمہ: ”اے اللہ! ہمیں رجب اور شعبان کے مہینوں میں برکت عطا فرما اور رمضان تک ہمیں پہنچا“۔

(مسند الامام احمد: ۱/۲۵۹، و مجمع الزوائد: ۲/۱۶۵، کتاب الصلاۃ، باب ۲۱۹ فی الجمعة وفضلها، حدیث: ۳۰۰۶، وأیضاً کتاب الصیام، باب ۳ فی شهود البرکة وفضلها، حدیث: ۴۷۷۴)

فائدہ: جب شعبان کا مہینہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع شعبان سے ہی

روزہ رکھنے لگتے، اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ شعبان کے پورے مہینہ میں روزہ رکھتے اور جب رمضان کا مہینہ آجاتا تو پھر آپ ﷺ کی عبادت وتلاوت اور جُود وسخا میں بہت اضافہ ہوجاتا۔

بعض صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ اس نزول قرآن کے مبارک مہینہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سناتے تھے اور جب رمضان کی یہ مبارک ساعتیں ختم ہونے کے قریب ہوتیں تو آپ ﷺ کا اشتیاق اور بڑھ جاتا تھا، رمضان کے آخری دس دنوں میں آپ ﷺ معتکف ہوجاتے اور ذکر وعبادات کے لئے کمر کس لیتے اور راتوں کو خود بھی جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے۔

رمضان سے چھ ماہ قبل

بعض صحابہ وتابعین اور سلفِ صالحین کے اشتیاق واستقبال رمضان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ چھ مہینے پہلے سے ہی رمضان کے انتظار میں رہتے تھے اور چھ مہینے رمضان میں کی جانے والی عبادتوں کے قبولیت کی دعاء کرتے رہتے جس کا ذکر درج ذیل عبارت میں ہے:

”وَ قَدْ کَانَ سَلَفُ الْأُمَّةِ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِمْ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ سِتَّةَ اَشْهُرٍ أَنْ يُبَلِّغَهُمْ رَمَضَانَ ثُمَّ يَدْعُوْنَهُ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أُخْرٰى أَنْ يَتَقَبَّلَهُ مِنْهُمْ“

ترجمہ: ”اسلاف (رضوان اللہ علیہم) اپنے رب سے چھ ماہ دعاء کرتے رہتے کہ انہیں رمضان تک پہنچادے، پھر رمضان کے بعد چھ ماہ تک یہ دعاء کرتے رہتے، کہ اُن کی عبادتیں قبول ہوں“۔

(ثلاثون درساً من دروس الزمان فی شهر رمضان للشيخ سعيد عبد العظيم، ص: ۳۹، و جامعة الصيام للشيخ ناصر بن سليمان العمر، ص: ٦ والصيام للدكتور أحد بن عبد العزيز الحصين، ص: ۲۷)

فائدہ: انہی سلف صالحین سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر لوگوں کو اس بات کا یقینی علم

ہوجائے کہ رمضان کے مہینہ میں کتنی برکتیں ہیں تو لوگ تمنا کرنے لگیں گے کہ کاش پورا سال رمضان ہی ہوتا اس لئے ہمیں بھی پورے ذوق وشوق کے ساتھ اِس مبارک مہینہ کا استقبال کرنا چاہئے۔ آج بھی ہم اپنی آنکھوں سے اِس کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ ہر سال جب یہ ”مبارک مہینہ“ آتا ہے، تو دل کی اُجاڑ بستیاں آباد ہونے لگتی ہیں اور دل نرم ہوکر اللہ کی طرف رجوع ہونے لگتے ہیں۔

خوش نصیب بندے

اس ماہ میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی طرف رجوع ہونے اور گناہوں پر نادم ہوکر توبہ کرنے کا موقع دیتا ہے۔ یقیناً وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جو اِس مبارک مہینہ کو پائے اور اِس کی رحمت وبرکت سے بھرپور فائدہ اٹھائے اور وہ شخص بڑا بدبخت اور بدنصیب ہے جو اِس مبارک مہینہ میں بھی اللہ کی طرف رجوع نہ ہوا اور اس کی برکتوں اور رحمتوں کے حصول سے اپنے آپ کو دور رکھے جیسا کہ ارشاد ہے::

”إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَ كُمْ وَ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِ مَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَ لَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُوْمٌ“۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب ۲ ما جاء فی فضل شهر رمضان، حديث: ١٦٤٤)

ترجمہ: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بیشک یہ مہینہ تمہارے پاس آگیا ہے اِس مہینے میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار راتوں سے افضل ہے، جو شخص اِس مبارک مہینہ کی خیر سے محروم رہا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اِس کے خیر سے حقیقی محروم ہی محروم رہتا ہے“۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سنہرا موقع کسی کے لئے ”آخری موقع“ بھی ہوسکتا ہے، ہمارے رشتہ دار، عزیز واقارب اور دوست واحباب میں سے کتنے ایسے لوگ ہیں جو گزشتہ سال اِن دنوں ہمارے درمیان موجود اور زندہ تھے لیکن اب وہ ہمارے

درمیان موجود نہیں ہیں وہ ایسے عالم میں منتقل ہو چکے ہیں جہاں سے دوبارہ اِس دنیا میں نہیں آسکتے اور کل ہماری باری ہے پھر اپنے خالق و مالک رب ذوالجلال کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے کیئے ہوئے ہر عمل کا حساب پیش کرنا ہوگا، اِس لئے جس کسی کو بھی یہ مبارک مہینہ نصیب ہو تو وہ اِس کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرے۔

رمضان المبارک میں صحابہ و تابعین کا حال یہ ہوتا تھا کہ رات کا قیام اُن کے دن کے نشاط میں کوئی فرق نہیں ڈالتا تھا، وہ رمضان میں عبادت بھی کرتے اور دن میں مشقت بھی برداشت کرتے اور کبھی کبھی تو روزے کی حالت میں جہاد بھی کرتے، وہ اِن دنوں میں جائز غصہ کو بھی ضبط کرتے، اگر اُن میں سے کوئی شخص کسی کو گالی دیتا یا لڑنے کی باتیں کرتا تو اُس کا جواب وہ یہ دیتے کہ: ''میں روزہ سے ہوں''۔

اُمورِ خیر میں تیزی

جب رمضان کا مہینہ آتا تھا، تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعمالِ خیر میں آندھی سے بھی تیز رفتار ہو جاتے تھے، روزہ دار کو اِفطار کرانے، غلاموں کو آزاد کرانے غریبوں کی اِمداد کرنے اور بھوکوں کو کھانا کھلانے میں سبقت کرتے، چنانچہ اسی وجہ سے فقراء و مساکین رمضان کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔

جب رمضان ختم ہونے کو ہوتا تو اَسلاف رمضان کو ایک بہت ہی پیارے دوست کی طرح رخصت کرتے، اُن کے آنسو کسی طرح تھمتے نہ تھے، اور زبانوں پر یہ دعا جاری رہتی کہ یا اللہ رمضان سے یہ میری آخری ملاقات نہ ہو بلکہ ایسے مبارک ایام میری زندگی میں بار بار آتے رہیں۔

شعبان میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خطاب

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رمضان المبارک میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِيْ آخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ: یَا أَیُّھَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ، شَھْرٌ مُبَارَکٌ شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ أَلْفِ شَھْرٍ، جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہُ فَرِیْضَۃً وَ قِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعاً، مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ أَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ، وَمَنْ أَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ أَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ، وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ، وَ الصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ، وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ صَائِماً کَانَ لَہُ مَغْفِرَۃً لِذُنُوْبِہٖ وَ عِتْقَ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَ کَانَ لَہُ مِثْلُ أَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ أَنْ یَنْتَقِصَ مِنْ أَجْرِہٖ شَيْءٌ، قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یُعْطِي اللّٰہُ ھٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِماً عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَۃٍ أَوْ شَرْبَۃٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِماً سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَۃً لَا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَھُوَ شَھْرٌ أَوَّلُہُ رَحْمَۃٌ وَأَوْسَطُہُ مَغْفِرَۃٌ وَ آخِرُہُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِہٖ غَفَرَ اللّٰہُ لَہُ وَ أَعْتَقَہُ مِنَ النَّارِ۔

(صحیح ابن خزیمہ: ۳/۱۹۱-۱۹۲، کتاب الصیام، حدیث: ۱۸۸۷، و شعب الایمان للبیهقی ۳/۱۳۳۲، باب فی الصیام، فضائل شهر رمضان، حدیث: ۳۶۱۱)

ترجمہ: ''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شعبان کے آخر میں ہمارے سامنے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! یقیناً عظمت و برکت والا مہینہ تمہارے سر پر آ گیا ہے، اِس مہینہ میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں کی عبادت سے بھی زیادہ افضل ہے، اللہ تعالیٰ نے اِس مہینہ کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور اِس کی راتوں کی نماز کو نفل قرار دیا ہے، اِس مہینہ میں جو شخص نفلی عبادت اور نیکی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اُس کی وہ حیثیت ہوگی جو رمضان کے علاوہ دنوں میں ایک فرض ادا کرنے کی ہوتی ہے اور جو اِس ماہ میں ایک فریضہ ادا

کرے گا تو اُس نے گو یا ستر فرائض ادا کئے، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کرنے کا مہینہ ہے، اِس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ عمل اُس کے گناہوں کی معافی اور دوزخ سے نجات دلانے کا ذریعہ بن جائے گا اور روزہ دار کے اَجر میں کمی کئے بغیر اُس کے برابر اِفطار کرانے والے کو بھی اَجر و ثواب ملے گا، (راوی کہتے ہیں کہ) ہم نے عرض کیا یا رسولُ اللہ ﷺ! ہم میں سے ہر شخص تو اِس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ کسی روزہ دار کو افطار کرواسکے؟ تو رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ (مذکورہ) ثواب اُس شخص کو بھی عنایت کرے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی پلائے یا ایک کھجور اِفطار کرائے گا، اور جو شخص کسی روزہ دار کو مکمل آسودہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو میرے حوض کوثر سے اِس طرح سَیراب کرے گا کہ پھر جنت میں داخل ہونے تک اُسے پیاس محسوس نہیں ہوگی۔

یہ وہ مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت کا ہے، درمیانی حصہ بخشش و مغفرت کا اور آخری حصہ دوزخ سے آزادی کا اور جو شخص اِس مبارک مہینہ میں اپنے ماتحت غلام (مزدور، نوکر، اور اہل وعیال) کے ساتھ تخفیف، سہولت اور آسانی کا معاملہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت کردے گا اور اُسے جہنم کی آگ سے نجات دے دے گا''۔

فائدہ: اِس خطبۂ نبوی ﷺ میں رمضان المبارک کی سب سے بڑی اور پہلی عظمت اور فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ اِس میں ایک رات ہوتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یہی بات سورۃ القدر میں بھی فرمائی گئی ہے، بلکہ اِس پوری سورت میں اِس مبارک رات کی عظمت اور فضیلت ہی کا بیان ہے، اور اِس رات کی عظمت و اہمیت سمجھنے کے لئے بس یہی ایک سورت قدر کافی ہے۔

ایک ہزار مہینوں میں تقریباً تیس ہزار (۳۰۰۰۰) راتیں ہوتی ہیں اِس طرح لیلۃ القدر کی رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے اور

اُس کے قُرب اور رضا کے طالب بندے اِس ایک رات میں قُربِ الٰہی کی اتنی مسافت طے کر سکتے ہیں جو دوسری ہزار راتوں میں طے نہیں ہوسکتی۔

ہم جس طرح اپنی اِس مادی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ تیز رفتار ہوائی جہاز یا راکٹ کے ذریعہ ایک دن بلکہ ایک گھنٹے میں اِس سے زیادہ مسافت طے کرسکتے ہیں جتنی پُرانے زمانے میں سینکڑوں برس میں طے ہوا کرتی تھی۔

اِسی طرح رضائے الٰہی کے حصول کے سفر کی رفتار لیلۃ القدر میں اتنی تیز کردی جاتی ہے کہ جو سینکڑوں مہینوں میں حاصل نہیں ہوسکتی وہ اس ایک مبارک رات میں حاصل ہوجاتی ہے۔

عَنْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَ سُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الحلق، باب ۱۱ صفة إبلیس و جنوده، حدیث: ۳۲۷۷، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب ۱ فضل شهر رمضان، حدیث: ۱۰۷۹)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروا زے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے''۔

رمضان المبارک کی فضیلت دوسرے تمام مہینوں پر بہت زیادہ ہے، جس کا اندازہ قرآن و حدیث کی صریح نصوص سے بآسانی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی مہینہ میں اپنا آخری کلام قرآن مجید نازل فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ (البقرہ:۱۸۵)

ترجمہ: ''رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا''

یہ وہ مہینہ ہے جس کی پہلی رات سے جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش جنات و شیاطین کو قید کردیا جاتا ہے۔

رمضان کی پہلی رات

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَ مَرَدَةُ الْجِنِّ وَ غُلِّقَتْ أَبْوَابُ النِّيْرَانِ فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَيُنَادِیْ مُنَادٍ يَا بَاغِیَ الْخَيْرِ أَقْبِلْ وَيَا بَاغِیَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ۔

(سنن الترمذی، ابو اب الصوم، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان، حدیث: ٦٨٢)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جنات قید کر دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سارے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اُن میں سے کوئی بھی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اُس کا کوئی بھی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور اللہ کا منادی پکارتا ہے کہ اے خیر اور نیکی کے طالب قدم بڑھا کر آگے آؤ اور اے برائی کرنے والے ٹھہر جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے گنہگار بندوں کو دوزخ سے رہائی دی جاتی ہے اور یہ سب رمضان کی ہر رات میں ہوتا رہتا ہے“۔

أَخْبَرَنِی ابْنُ أَبِیْ أَنَسٍ مَوْلَی التَّيْمِيِّيْنَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ غُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَ سُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ، وَ فِیْ رِوَايَةٍ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان أو شهر رمضان، و صحیح مسلم، أول کتاب الصیام)

ترجمہ: ”حضرت ابن ابی انس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے

ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے‘۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ’جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں‘۔

اسی طرح ایک دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ رمضان المبارک کی پہلی رات کا چاند جب نمودار ہوتا ہے اور رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو اس مہینہ کی پہلی ہی رات کو بڑے بڑے شیاطین اور سرکش جنات کو باندھ دیا جاتا ہے، جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے، ماہِ رمضان کے ختم تک پھر کوئی دروازہ نہیں کھلتا، جنت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پورا مہینہ کھلے رہتے ہیں جو چاہے اپنے آپ کو کسی بھی دروازے سے جانے کا حقدار بنا لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک پکارنے والا پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے نیکی کرنے والے! آگے بڑھ، جلدی کر اور اے گناہ کرنے والے! رُک جا یا باز آ جا۔

یہ گناہوں کا مہینہ نہیں ہے، یہ نافرمانی کا مہینہ نہیں ہے، یہ توبہ اور مغفرت کا مہینہ ہے، یہ تو اپنے آپ کو جنتی بنانے کا مہینہ ہے، یہ نافرمانی کا مہینہ نہیں ہے، یہ توبہ اور مغفرت کا مہینہ ہے۔

نیز اس مہینہ کی ہر رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے بندوں کو جہنم سے آزادی دے دی جاتی ہے، اُمتِ مسلمہ کے کتنے ایسے خوش نصیب لوگ ہیں جن کے بارے میں اِس مہینہ کی راتوں میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما دیتے ہیں کہ یہ جہنم سے آزاد ہیں، اِس مہینہ میں جتنی گردنوں کو جہنم کے عذاب سے چھٹکارا ملتا ہے اتنا کسی اور مہینہ یا کسی اور دن یا رات میں نہیں ملتا، اِس لئے خاص طور پر اِس مہینہ میں خصوصی طور پر عذابِ جہنم سے پناہ مانگنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے اِس طرح دعاء کرنا چاہئے جیسے:

”اَللّٰهُمَّ أَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ وَرِقَابَ آبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَ أَجْدَادِنَا وَ أَزْوَاجِنَا وَ أَوْلَادِنَا وَ أَقَارِبِنَا وَ جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ، اَللّٰهُمَّ أَعْتِقْهُمْ جَمِيْعاً، اَللّٰهُمَّ أَعْتِقْ رِقَابَهُمْ مِنَ النِّيْرَانِ۔“

ترجمہ: ”اے اللہ! ہماری گردنوں کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرما،

نیز ہمارے والدین، آباء واجداد، ہماری بیوی، ہماری اولاد، عزیز واقارب اورتمام مؤمن ومسلم مردوں اورعورتوں کوبھی اے اللہ جہنم کی آگ سے بچا‘‘۔

ہلاک ہونے والے

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةِ رَضِیَ اللّٰهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أُحْضُرُوا الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقٰی دَرَجَةً قَالَ آمِیْنَ فَلَمَّا ارْتَقٰی الدَّرَجَةَ الثَّانِیَةَ قَالَ آمِیْنَ فَلَمَّا ارْتَقٰی الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ قَالَ آمِیْنَ، فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ الْیَوْمَ شَیْئاً مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ قَالَ: اِنَّ جِبْرِیْلَ علیہ السلام عَرَضَ لِیْ فَقَالَ: بُعْداً لِمَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیْكَ قُلْتُ آمِیْنَ، فَلَمَّا رَقِیْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ: بُعْداً لِمَنْ أَدْرَكَ أَبَوَیْهِ الْكِبَرَ أَوْ أَحَدَهُمَا فَلَمْ یُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ آمِیْنَ۔ (مستدرك الحاكم: ٤/١٥٣، كتاب البر و الصلة، حدیث: ١٧/٧٢٥٦)

ترجمہ: ’’حضرت کعب بن عُجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: منبر کے قریب ہوجاؤ، ہم حاضر ہوگئے، جب آپ ﷺ نے منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو فرمایا آمین، جب دوسرے پر قدم رکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا آمین، جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین، جب آپ ﷺ خطبہ سے فارغ ہوکر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ آج ہم نے آپ سے منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اُس وقت جبرئیل میرے پاس آئے تھے، جب پہلے درجہ پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا کہ ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کو رمضان کا مبارک مہینہ ملے پھر بھی اُس کی مغفرت نہ ہو، میں نے کہا آمین۔

پھر جب میں دوسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا ہلاک ہوجائے وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکرِ مبارک ہواور وہ آپ ﷺ پر دُرود پاک نہ بھیجے، میں نے کہا آمین۔

جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا تو انہوں نے کہا، ہلاک ہو وہ شخص جس نے اپنے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا پھر اُس کے والدین اسے جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے کہا آمین‘‘۔

فائدہ: والدین کے حقوق اہم ترین حقوق میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنی عبادات کے بعد والدین کے ساتھ حُسنِ سُلوک کا حکم دے کر اس مسئلہ کو واضح فرمادیا ہے کہ والدین کی رضامندی اور اُن کی دعائیں اولاد کے لئے حقیقی سعادت اور دنیاو آخرت کی فلاح ونجات ہے، وہ مسلمان بدبخت اور ہلاکت والا ہے جو اپنے ماں باپ کے حقوق ادا نہ کرے یا اُن کی بےادبی کرے یا کوئی ناراض کرنے والا عمل کرے۔

اِسی طرح جو شخص رمضان المبارک جیسا خیر و برکت کا مہینہ پائے جس میں ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے، توبہ کا دروازہ ہروقت کھلا رہتا ہے اور عطاو بخشش کے لئے رحمتِ حق بہانہ تلاش کرتی ہے، لیکن پھر بھی وہ اِس مہینہ کو غفلت و گناہوں میں گزاردے، اوراللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوکر اپنے گناہوں کی معافی نہ مانگے نیز اپنی بداعمالیوں اورکوتاہیوں کی وجہ سے وہ مغفرت سے محروم رہے تو یقیناً اُس سے بڑا محروم اور بدنصیب کون ہوگا؟ پھر جبرئیل امین کی دعاء اوررسولُ اللہ ﷺ کی اُس پر آمین کے بعد ایسے لوگوں کی ہلاکت و بربادی میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ان تینوں چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رمضان کا احترام

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُرْطٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَسَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَعَرَفَ حُدُوْدَهُ وَتَحَفَّظَ مِمَّا كَانَ یَنْبَغِیْ لَهُ أَنْ یَتَحَفَّظَ فِیْهِ كَفَّرَ مَا قَبْلَهُ۔ (مسند أحمد: ٣/٥٥)

ترجمہ: ’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ’’جو آدمی رمضان کے روزے رکھے، اُس کے حدود کو پہچانے اور

رمضان کا مکمل احترام کرے تو وہ اُس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے"۔

ہر روز دعا کی قبولیت

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اِنَّ لِلّٰہِ عُتَقَاءَ فِيْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ، لِکُلِّ عبد دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔

(مسند الامام أحمد: ۲/۲۵٤، مسند المکثرین، مسند أبي هريرة، حديث: ۷٤٤۳)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رمضان المبارک کی ہر شب و روز میں اللہ کے یہاں سے (جہنم کے) قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے ہر شب و روز میں ایک دعاء قبول ہوتی ہے"۔

وقال تعالیٰ: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ (سورہ بقرہ آیت: ۱۸۳)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ"۔

لفظ صیام کا مطلب

لفظ صیام کے لغوی معنیٰ کسی امر سے رکے رہنا ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص بولنے یا کھانے سے رکے رہے یا بولنا یا کھانا چھوڑ دے تو اسے لغت میں صَائم کہتے ہیں۔ اس کی مثال قرآن مجید میں اس طرح: "اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا"۔

ترجمہ: "میں نے اللہ سے صوم کی منت مانی ہے"

یعنی خاموش رہنے اور کلام نہ کرنے کی اور شریعت میں الصوم یا روزہ یہ ہے کہ آدمی صبح صادق سے سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور شہوتِ نفسانی کے پورا کرنے سے روزہ کی نیت کے ساتھ رکا رہے۔

اور دن کی میعاد صبح صادق کا ظاہر ہوجانے سے آفتاب کے غروب ہوجانے تک ہے۔

● رمضان المبارک کا روزہ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے اس لئے رمضان کا روزہ ہر مسلمان عاقل بالغ مرد عورت پر جس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو فرض عین ہے، جب تک کوئی عذر نہ ہو، چھوڑنا درست نہیں۔

● اور اگر روزہ کی منّت (نذر) مانے تو وہ روزہ فرض ہوجاتا ہے اسی طرح قضاء اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اس کے علاوہ سبھی قسم کے روزے نفل ہیں جنہیں رکھنے پر ثواب ہے نہ رکھنے پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

● البتہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اور عید الاضحیٰ کے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

روزے کی ابتداء

روزے کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے ہی سے شروع ہوگئی تھی۔ چنانچہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں "ایام بیض" یعنی ہر ماہ کی تیرہویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے فرض تھے۔

یہود اور نصاریٰ اور یونانیوں کے یہاں بھی روزہ کا وجود ملتا ہے۔

ہندو اور، بدھ مذہب میں بھی وَرت (روزہ) کا تصور ہے اسی طرح پارسیوں کے یہاں بھی روزے کو بہترین عبادت سمجھا گیا ہے۔

الغرض دنیا کے تمام مذاہب میں روزے کی فضیلت اور اہمیت پائی جاتی ہے۔

یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر قوم و ملت میں روزے کا وجود کسی نہ کسی شکل میں ملتا ہے۔

اسلام کے ارکان کا حکم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے بعد تیرہ سال تک مکہ معظّمہ ہی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام سناتے اور تبلیغ کرتے رہے شروع میں ایمان لانے اور بت پرستی چھوڑنے کے علاوہ کوئی دوسرا حکم نہ تھا۔

اسلام کے ارکان میں سب سے پہلے نماز فرض ہوئی پھر مکہ معظّمہ سے ہجرت فرمانے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔تو وہاں بہت سے احکامات آنا شروع ہوئے انہی میں سے ایک حکم روزے کا بھی تھا۔

روزے کی تکلیف چونکہ نفس پر شاق گذرتی ہے اس لئے اس کو فرضیت میں تیسرا درجہ دیا گیا۔

اسلام نے احکام کی فرضیت میں پہلے نماز جو ذرا ہلکی عبادت ہے۔اس کو فرض کیا اس کے بعد زکوٰۃ کو اور زکوٰۃ کے بعد روزہ کو۔

سب سے پہلے عاشورہ یعنی محرم کی دس تاریخ کا روزہ فرض تھا اس کے بعد رمضان شریف کے روزوں کا حکم ہوا (اور عاشورہ کی فرضیت ختم ہوگئی)۔

● روزے کے اندر شروع میں اتنی سہولت اور رعایت تھی کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھ لے اور جو چاہے ایک روزہ کے بدلے کسی غریب کو ایک دن کھانا کھلادے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی کمزوریوں پر نظر فرماتے ہوئے آہستہ آہستہ روزوں کی عادت ڈلوائی چنانچہ جب کچھ زمانہ گذر گیا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کی عادت ہوگئی تو معذور اور بیمار لوگوں کے سوا باقی سب لوگوں کے حق میں یہ اختیار ختم کردیا گیا ہے۔

روزہ کی فرضیت

اور ہجرت سے ڈیڑھ سال بعد دس شعبان ۲ھ کو مدینہ منورہ میں رمضان کے روزوں کو فرضیت کا حکم نازل ہوا اور ان کے علاوہ کوئی روزہ فرض نہ رہا۔اس کا فرض ہونا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج۱ ص ۸۷۲ و ج۱ ص ۸۷۵۔زاد المعاد ج۱ ص ۱۶۰)

سب سے افضل عبادت

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ أَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقُلْتُ: مُرْنِیْ بِأَمْرٍ آخُذُہٗ

عَنْكَ قَالَ: عَلَیْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّہٗ لَا مِثْلَ لَہٗ۔

(سنن النسائی، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن أبی یعقوب فی حدیث أبی أمامۃ فی فضل الصائم)

ترجمہ: ’’حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے عرض کیا آپ مجھے کسی ایسی بات کا حکم کریں جو میں آپ سے (نصیحت) حاصل کروں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ’’روزے رکھا کرو کیونکہ اُس کی مثل کوئی (چیز) نہیں‘‘۔

باب الرّیان

عَنْ سَھْلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: إِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا یُقَالُ لَہُ الرَّیَّانُ، یَدْخُلُ مِنْہُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا یَدْخُلُ مِنْہُ أَحَدٌ غَیْرُھُمْ یُقَالُ: أَیْنَ الصَّائِمُوْنَ؟ فَیَقُوْمُوْنَ، لَا یَدْخُلُ مِنْہُ أَحَدٌ غَیْرُھُمْ، فَإِذَا دَخَلُوْا أُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْہُ أَحَدٌ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیِّ أَیْضًا فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ أَبْوَابٍ فِیْھَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُہٗ إِلَّا الصَّائِمُوْنَ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلنَّسَائِیِّ: مَنْ دَخَلَ فِیْہِ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ یَظْمَأْ أَبَدًا۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، و صحیح مسلم کتاب الصیام، باب فضل الصیام، و صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ أبواب الجنۃ، و سنن النسائی کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی محمد بن أبی یعقوب فی حدیث أبی أمامۃ فی فضل الصائم)

ترجمہ: ’’حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ’’جنت کے ایک دروازہ کو ’’ریان‘‘ کہا جاتا ہے قیامت کے دن اُس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے اُن کے علاوہ اُس سے کوئی داخل نہیں ہوگا۔کہا جائے گا روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوجائیں گے ان کے علاوہ اُس دروازے سے کوئی اور داخل نہیں ہوگا۔جب وہ داخل ہوجائیں گے تو اُسے بند کردیا جائے گا پھر کوئی اور اُس سے داخل نہیں ہوگا‘‘۔

● اور ’’بخاری‘‘ کی ایک روایت میں ہے ’’جنت کے آٹھ دروازے ہیں، اُن میں سے ایک کا نام ’’باب الریان‘‘ ہے اُس سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے‘‘۔

- اور ''نسائی'' کی روایت میں ہے کہ ''جو اُس دروازہ سے داخل ہوگا وہ پیے گا اور جس نے پی لیا اُس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی''۔

جنت کے دروازوں سے پکار

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَاللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا عَلٰى أَحَدٍ مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: نَعَمْ وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ۔

(صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الريان للصائمين، و صحيح مسلم، كتاب الزكوٰة، باب من جمع الصدقة وأعمال البر)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''جو شخص اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا اُسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہتر ہے، پس جو شخص نمازیوں میں سے ہوگا اُسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا۔

اور جو جہاد کرنے والوں میں سے ہوگا اُس کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا اور جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا اُسے باب الریان سے پکارا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اُس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا''۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اُن دروازوں میں سے کسی ایک سے بھی پکارا جانے والا نقصان و خسارہ میں نہیں رہے گا (کیونکہ اصل مقصد تو جنت میں داخل ہونا ہے) لیکن کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا

جس کو اِن تمام دروازوں سے پکارا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں اور مجھے امید ہے کہ تو بھی انہی میں سے ہوگا''۔

سحری کی فضیلت

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تَسَحَّرُوْا فَإِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً۔

(صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، و صحيح مسلم كتاب الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه)

ترجمہ: ''عبدالعزیز بن صہیب رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''سحری تناول کیا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے''۔

عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ مَوْلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَصْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحَرِ۔

(صحيح مسلم كتاب الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه)

ترجمہ: ''حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابو قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے روزوں کے درمیان فرق صرف سحری کھانے کا ہے (یعنی وہ سحری نہیں کھاتے ہم سحری کھاتے ہیں)''۔

عَنْ أَبِيْ عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ قَالَتْ أَيُّهُمَا الَّذِيْ يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ قُلْنَا: عَبْدُاللّٰهِ (يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ) قَالَتْ: كَذٰلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَادَ أَبُوْ كُرَيْبٍ: وَالْآخَرُ أَبُوْ مُوْسٰى۔

(صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه)

ترجمہ: ”حضرت ابوعطیہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو ہم نے عرض کیا، اُم المومنین! محمد ﷺ کے صحابۂ کرام میں سے دو آدمی ہیں اُن میں سے ایک نماز اور اِفطار میں جلدی کرتے ہیں جبکہ دوسرے صاحب نماز اور افطار میں دیر کرتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا۔ نماز اور اِفطار میں جلدی کون کرتا ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں، ہم نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ اور ابوکُریب نے یہ زیادہ بیان کیا ہے کہ دوسرے صاحب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ۔

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة أیام من شوال اتباعاً لرمضان)

ترجمہ: ”حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اُس کے بعد شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے تو یہ سارے زمانے کے روزے رکھنے کی مانند ہے (یعنی ہمیشہ روزے دار کی طرح ہے)“۔

افطار کی فضیلت

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ إِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَجَاءَ بِخُبْزٍ وَ زَيْتٍ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَ أَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَ صَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الأطعمة، باب الدعاء لرب الطعام إذا أكل عنده) (روایت صحیح لغیرہ)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے روٹی اور زیتون کا تیل آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ پس آپ ﷺ نے اُسے تناول فرمایا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”روزے داروں نے

تمہارے پاس اِفطار کیا۔ نیک لوگوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لئے بخشش کی دعا کی“۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا۔

(جامع الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء فی فضل من فطر صائماً)

ترجمہ: ”حضرت زید بن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کرایا تو اُس کو روزہ دار کے برابر اجر ملے گا اور روزہ دار کے اَجر سے کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی“۔

مبارک رات

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَ لَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُوْمٌ۔

(سنن ابن ماجه أبواب ما جاء فی الصیام، باب ما جاء فی فضل شهر رمضان حدیث: ۱۶۴۴)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک یہ مہینہ تمہارے پاس آچکا ہے اور اِس میں ایک ایسی رات (یعنی شب قدر) ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اِس (رات) سے محروم ہو جائے وہ بڑے خیر سے محروم ہو گیا اور اُس کے خیر سے محروم نہیں کیا جاتا مگر حقیقی محروم“

فائدہ: اِس مبارک رات (یعنی شب قدر) کے علاوہ بھی اِس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکتیں اور رحمتیں اِتنی زیادہ مقدار میں نازل ہوتی ہیں کہ اِس سے وہی شخص محروم رہتا ہے جو بدبخت اور حقیقی محروم ہو، چنانچہ آپ ﷺ نے اُس شخص کے حق میں بددعاء فرمائی جو رمضان کا مبارک مہینہ پائے مگر پھر بھی دعاء و اِستغفار کرکے اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت نہ کرالے۔

عَنْ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِنَّهَا لَيْلَةٌ صَبِيْحَتُهَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ۔

(ترمذی کتاب الصوم باب: ۷۲ ماجاء فی لیلۃ القدر حدیث: ۷۹۳)

ترجمہ: ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب قدر وہ رات ہے جس کی صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعائیں نہیں ہوتیں“۔

تراویح اور تہجد کی فضیلت

رسولِ کریم ﷺ کے بارے میں احادیث میں آتا ہے کہ قیام اللیل میں آپ ﷺ اتنی دیر تک نماز میں قیام کرتے کہ قدم مبارک پرورم آجاتا تھا۔

قیامِ رمضان کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جس شخص نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں“۔

لیلۃ القدر کے قیام کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ يَّقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(صحیح البخاری، کتاب صلاۃ التراویح و کتاب الصوم، باب من صام رمضان إیمانا واحتسابا۔
صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”جو شخص

ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کریگا تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں“۔

فائدہ: لیلۃ القدر (شب قدر) کی فضیلت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی سورۂ قدر ایک مکمل سورہ ہے جس میں ایک رات کی عبادت ہزار مہینے (یعنی ۸۳ سال ۴ ماہ) کی عبادت سے افضل ہے۔ اِس رات میں اللہ تعالیٰ سال بھر میں پیش آنے والے اُمور (موت، پیدائش، رزق، مصائب، وغیرہ) تمام معاملات لوحِ محفوظ سے فرشتوں کے سُپرد کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ إِنَّآ أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝۳ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝۴ (الدخان: ۲۔۴)

ترجمہ: ”قسم ہے واضح کتاب کی۔ بیشک ہم نے نازل کیا ہے اسے ایک بابرکت رات میں، بیشک ہم ہیں ڈرانے والے۔ اِس (رات) میں فیصلہ کیا جاتا ہے، ہر پُرحکمت کام کا“۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝۴ (القدر: ۴)

ترجمہ: ”نازل ہوتے ہیں فرشتے اور روح (جبرئیل) اِس (رات) میں، اجازت سے اپنے رب کی ہر کام کے لئے“۔

قیام اللیل

قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيْلَ لَهُ: غُفِرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ: أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔

(صحیح بخاری حدیث: ۴۸۳۶۔۴۸۳۷، صحیح مسلم حدیث: ۲۸۱۹)

ترجمہ: ”نبی کریم ﷺ نماز میں اِس قدر لمبا قیام فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کے دونوں پیر مبارک پرورم آجاتا تھا، کسی نے عرض کیا کہ آپ کے تو تمام اَگلے پچھلے گناہ معاف

کر دیئے گئے ہیں پھر اِس قدر زحمت اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ کیامیں اللہ کاشکرگزار بندہ نہ بنوں؟''

وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

(صحیح البخاری حدیث ۳۷، و کتاب الصلاۃ التراویح حدیث: ۲۰۰۹۔۲۰۰۸، وصحیح مسلم حدیث: ۷۵۹)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جوشخص ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح اورتہجد) پڑھے تو اُس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے''۔

وعَنْ عَبدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ عزوجلّ فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ وَسَنَنْتُ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔ (مسند احمد حدیث: ۱۶۶۰)

ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جس میں وہ رسولُ اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں اور قیامِ رمضان میں نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے، لہٰذا جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور راتوں میں قیام کیا وہ اس طرح گناہوں سے پاک ہوگا جیسا کہ پیدائش کے دن تھا''۔

فائدہ: رمضان کے مہینہ میں ہر روز عشاء کی نماز کے بعد جو نماز تراویح ادا کی جاتی ہے اس کا شمار نبی کریم ﷺ کی اہم ترین سنتوں اور رمضان المبارک کی اہم ترین عبادتوں میں ہوتا ہے، جس کی آپ ﷺ نے بہت زیادہ ترغیب دی ہے۔

صحیح احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رمضان میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو تین رات نماز پڑھائی، پھر اس خوف سے کہ کہیں یہ فرض نہ ہوجائے چھوڑ دی، امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں باضابطہ

جماعت کے ساتھ نمازِ تراویح کا اہتمام فرمایا۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان الخ)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ فِی اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ تعالىٰ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب ۲۳ فی اللیل ساعۃ مستجابۃ فیھا الدعاء حدیث: ۷۵۷)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: بیشک رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اُس وقت جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی بھلائی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرمادیتے ہیں اور یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے''۔

فائدہ: قیام اللیل یعنی نماز تہجد کا اجروثواب اِس قدر ہے کہ اگر کسی مسلمان کو اُس کی حقیقت کا اندازہ ہوجائے تو وہ زندگی میں کبھی اِس اہم عمل کو نہ چھوڑے، اِس کے اجروثواب کے بارے میں فرمایا کہ:

قَالَ: وَعَنْ عبد الله بن عمرو بن العاصؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ الله ﷺ فِی الْجَنَّةِ غُرَفٌ يُرىٰ ظَاهِرُهَا مِنْ بَاطِنِهَا وَبَاطِنُهَا مِنْ ظَاهِرِهَا، فَقَالَ أَبُوْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِیّ: لِمَنْ هِیَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ وَبَاتَ قَائِمًا وَّالنَّاسُ نِيَامٌ۔ (مستدرک الحاکم: ۱/۸۰، کتاب الایمان حدیث: ۲۷۰)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما رسولُ اللہ ﷺ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایسے کمرے اور بالاخانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے صاف جھلک رہا ہوگا، ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یہ بالاخانے کن لوگوں کے لئے ہوں گے یارسولَ اللہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اُن لوگوں کے لئے ہوں گے جن کی زبان سے اچھی باتیں نکلتی ہوں (یعنی اُن کی زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچتی ہو) اور جوضرورت مندوں کو کھانا کھلاتے ہوں اور جو رات میں تہجد پڑھتے ہوں اس وقت جب کہ لوگ سوتے ہوں''۔

صالحین کا طریقہ

قیام اللیل صالحین کا طریقہ، عاملین کی سنت، گناہ گاروں کے گناہ کا کفارہ اور فاسق و فاجر کی ہدایت کا ذریعہ ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ وَمُكَفِّرَةٌ لِلسَّيِّآتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ۔

(الترمذی کتاب الدعوات، باب ۱۰۳ فی دعاء النبی ﷺ، حدیث: ۳۵۴۹)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں کو رات کی نماز یعنی تہجد ضرور پڑھنی چاہئے اِس لئے کہ یہ تم سے پہلے کے صالحین کا طریقہ رہا ہے، یہ تمہارے رب کی قربت کا سبب ہے، گناہوں کے ختم ہونے اور برائیوں سے رُکنے کا ذریعہ ہے''۔

آخری عشرہ کی عبادات

رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں عبادات وغیرہ کا اہتمام بہت زیادہ کرتے تھے، اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ۔ (صحیح مسلم کتاب الاعتکاف حدیث: ۱۱۷۵)

ترجمہ: ''اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں ایسی عبادت ومجاہدہ کرتے جو دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے''۔

عَنْ عَائِشَه رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيىٰ لَيْلَهُ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر حدیث: ۲۰۲٤، مسلم کتاب الاعتکاف حدیث: ۱۱۷٤)

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا

رمضان کا تحفہ

آخری عشرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادات اور ذکر ودعاء میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگا دیتے (تا کہ وہ بھی اُن راتوں کی برکتوں سے فائدہ اٹھا لیں)''۔

شب قدر کی فضیلت

شب قدر جو سب سے عظیم اور برکتوں والی رات ہے وہ عموماً اِسی رمضان کی آخری دس راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی ہے۔

عَنْ عَائِشَه رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔

(صحیح بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر حدیث: ۲۰۲۰، صحیح مسلم کتاب الصیام حدیث: ۱۱۶۹)

ترجمہ: ''اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو''

فائدہ: رمضان کے آخری دس دن وہ مبارک دن ہیں جن کی ایک رات ''شب قدر'' ہوتی ہے، اس لئے آپ ﷺ پوری طرح اپنے آپ کو عبادت کی طرف راغب کر لیتے اور دوسروں کو بھی رغبت دلاتے تھے اور جتنی محنت ومشقت اور کثرت عبادت ان دنوں میں کیا کرتے دوسرے دنوں میں نہیں کرتے تھے اور شب قدر کی عظمت واہمیت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس سلسلہ میں قرآن مجید میں مستقل ایک سورت نازل فرمائی اور فرمایا کہ اِس مبارک رات میں قرآن کا نزول ہوا، یہ رات اپنی فضیلت وعظمت اور عبادت کے اجر وثواب کے لحاظ سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس رات اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور جبریل امین بھی اترتے ہیں اور یہ رات برکتوں والی اور امن وسلامتی والی رات ہے۔

شبِ قدر کی خاص دعا

شریعت میں شب قدر کی کوئی خاص عبادت متعین نہیں ہے لیکن ذکر وتلاوت، تسبیح و

تقدیس، درود و استغفار اور نوافل وغیرہ میں اِس رات کو گزارے اور اِس رات دعاؤں کا بھی اہتمام کرے، اِس سلسلہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ملتی ہے جو مسند احمد، ترمذی، اور ابن ماجہ میں مذکور ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولُ اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں شب قدر کو پاؤں تو اس رات میں کیا دعاء مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا کرو:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ"

(الترمذی، کتاب الدعوات باب: ۸۵ حدیث: ۳۵۱۳)

ترجمہ: "اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے پس تو میری خطائیں معاف فرمادے"۔

فائدہ: یہ ایک جامعہ دعا ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے اس کے علاوہ بھی اپنی حاجات سے متعلق ہر قسم کی دعائیں مانگ سکتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ خصوصی توجہ فرماتے ہیں۔

شب قدر کی چند علامتیں

امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس میں وہ رسولُ اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ "شب قدر معتدل رات ہوتی ہے، نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی، اِس رات کوئی ستارہ شیطان کو مارنے کے لئے نہیں پھینکا جاتا، اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اُس میں شعاعیں نہیں ہوتیں"۔

عَنْ عَبْدِاللہِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةٌ سَمْحَةٌ طَلِقَةٌ لا حَارَّةٌ وَ لا بَارِدَةٌ تَطْلُعُ الشَّمْسُ صَبِیْحَتَهَا ضَعِیْفَةً حَمْرَاءَ۔

(صحیح الجامع، حدیث: ۵۴۷۵ بحوالہ صفة صوم النبی ﷺ فی رمضان، ص: ۶۸ شعب الایمان للبیھقی: ۳/۱۳۶۰ باب: ۲۳ فی الصیام، التماس لیلة القدر فی الوتر من العشر الا واخر من شھر

رمضان حدیث: ۳۶۹۳)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب قدر درمیانی رات میں ہوتی ہے، یہ نہ گرم ہوتی ہے اور نہ ٹھنڈی، اس کی صبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی سرخی کمزور اور ہلکی ہوتی ہے"۔

اعتکاف کے معنیٰ

اعتکاف باب افتعال سے استعمال ہوا ہے، جس کے لغوی معنیٰ: ٹھہرنے، رکنے، کسی چیز کو لازم پکڑنے، کسی جگہ بیٹھ جانے اور جم جانے کے ہیں چونکہ مادہ اس کا ع، ک، ف ہے جو باب "نصر" اور "ضرب" سے بھی آتا ہے۔

اعتکاف کی حکمت

چونکہ اللہ تعالیٰ علیم، خبیر اور حکیم بھی ہے، اُس کا ہر فیصلہ اور ہر حکم حکمت سے لبریز ہوتا ہے، کوئی بھی حکم حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا، اسی طرح اعتکاف کا مقصد اور اِس کی روح دل کو اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کر لینے کا نام ہے کہ گھریلو الجھنوں سے الگ ہو کر مسجد میں یکسو ہو جائے اور غیر کی طرف سے منقطع ہو کر اِس طرح اُس کی عبادت میں لگ جائے کہ خیالات، تفکرات، کی جگہ اللہ تعالیٰ کا پاک ذکر اور اُسی کی محبت دل میں سما جائے، حتیٰ کہ مخلوق کے ساتھ اُنس و محبت کے بدلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ الفت و محبت اور انس پیدا ہو جائے۔

مشروعیت اعتکاف

اعتکاف کی مشروعیت کا ذکر قرآن میں اس طرح آیا ہے:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ۔ (البقرة: ۱۸۷)

ترجمہ: "اور جب تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو"۔

اسی طرح رسولُ اللہ ﷺ سے بھی اِس کی مشروعیت ثابت ہے، اس سلسلہ

میں بہت سی حدیثیں کُتب حدیث میں موجود ہیں، یہاں پر صرف ایک حدیث کے تذکرہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَه رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عزوجل ثُمَّ اعْتَکَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ۔

(صحیح البخاری، ابواب الاعتکاف باب: ۱ الاعتکاف فی العشر الاواخر الحدیث: ۲۰۲۶، صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف باب: ۱ اعتکاف العشر الاواخر رمضان حدیث: ۱۱۷۲)

ترجمہ: ”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام تک رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرماتے رہے، اور آپ ﷺ کے بعد ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا“۔

- اور علامہ ابوبکر بن محمد بن ابراہیم بن المنذر نیساپوری (م: ۳۱۸ھ) نے اس کی مشروعیت پر اجماع نقل کیا ہے اور اُمت میں سے کسی نے بھی اِس کی مشروعیت کا انکار نہیں کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: الاجماع للنیساپوری، ص: ۵۳)

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب اعتکاف (۲) سنت اعتکاف (۳) مستحب اعتکاف۔

واجب اعتکاف

واجب اعتکاف اسے کہتے ہیں، جس کے کرنے کی کسی شخص نے نذر مان لی ہو، مثلاً یہ کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا، تو اس کام کے ہونے کے بعد اعتکاف کرنا واجب ہو جاتا ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد:

”مَنْ نَذَرَ أَنْ یُطِیْعَ اللّٰهَ فَلْیُطِعْهُ“

(بخاری، کتاب الایمان والنذور باب: ۲۸ النذر فی الطاعة حدیث: ۶۶۹۶)

ترجمہ: ”جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر مانے وہ اسے پوری کرتے ہوئے اللہ کی اطاعت ضرور کرے“۔

فائدہ: اگر نذر کو دن و تاریخ کے ساتھ خاص کیا ہوگا تو اسی تاریخ و دن میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور مطلق نذر مانی ہوگی، دن و تاریخ کی تعیین نہ کی ہوگی تو اس بات کی گنجائش ہے کہ حسب سہولت جب چاہے اُسے پورا کرے، لیکن جلد سے جلد کرنا بہتر ہے اور پسندیدہ ہے کیوں کہ زندگی و موت کا کوئی ٹھکانا نہیں کہ کب زندگی کا آخری دن ہو جائے اور یہ واجب ادائیگی سے رہ جائے۔

سنت اعتکاف

دوسری قسم اعتکاف کی سنت مؤکدہ ہے اور اِس کا وقت رمضان کا آخری عشرہ ہے، نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا اور ایک دفعہ آپ ﷺ اس اعتکاف کو نہ کر سکے تو شوال کے آخری عشرہ میں اِس اعتکاف کی قضاء کی، چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ وَاِذَا صَلّٰی الْغَدَاةَ دَخَلَ مَکَانَهُ الَّذِیْ اعْتَکَفَ فِیْهِ، قَالَ فَاسْتَأْذَنَتْهُ عَائِشَةُ أَنْ تَعْتَکِفَ فَأَذِنَ لَهَا، فَضَرَبَتْ فِیْهِ قُبَّةً فَسَمِعَتْ بِهَا حَفْصَةُ فَضَرَبَتْ قُبَّةً، وَسَمِعَتْ زَیْنَبُ بِهَا فَضَرَبَتْ قُبَّةً أُخْرٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْغَدَاةِ أَبْصَرَ أَرْبَعَ قِبَابٍ فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَأُخْبِرَ هُنَّ، فَقَالَ مَا حَمَلَهُنَّ عَلٰی الْبِرِّ؟ آلْبِرُّ؟ انْزَعُوْهَا فَلَا أَرَاهَا، فَنُزِعَتْ فَلَمْ یَعْتَکِفْ فِیْ رَمَضَانَ حَتّٰی اعْتَکَفَ فِیْ آخِرِ الْعَشْرِ مِنْ شَوَّال۔

(بخاری، ابواب الاعتکاف باب: ۱۴ الاعتکاف فی شوال حدیث: ۲۰۴۱)

ترجمہ: ”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف کیا کرتے تھے اور جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو اس جگہ تشریف لے جاتے جہاں آپ ﷺ اعتکاف کیا کرتے تھے انہوں نے (راوی نے) بیان کیا کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی نبی کریم ﷺ سے اعتکاف کرنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرما دی، اِس لئے انہوں نے بھی اپنے لئے مسجد میں ایک خیمہ لگا لیا، اُم المؤمنین

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے بھی اپنے لئے ایک خیمہ لگا لیا، اُم المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے بھی اپنے لئے الگ خیمہ نصب کرلیا، صبح کو جب آپ ﷺ تشریف لائے تو چار خیمے پر نظر پڑی، دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ کو حقیقت حال کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اس کے لئے کیا داعیہ تھا؟ کیا نیکی کرنے چلی ہیں؟ نہیں ہٹا دو، اب میں انہیں نہ دیکھوں، چنانچہ وہ ہٹا دیئے گئے اور آپ ﷺ نے بھی اِس سال رمضان میں اعتکاف نہیں کیا بلکہ شوال کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا''۔

فائدہ: شوال میں نبی کریم ﷺ نے رمضان کے اعتکاف کی قضاء کے طور پر کیا تھا، رمضان میں آپ ﷺ نے اس لئے اعتکاف نہیں کیا تا کہ ازواج مطہرات اوران کے واسطے سے دوسری مسلمان عورتوں کو اِس سلسلہ میں اسلامی نقطۂ نظر کا علم ہوجائے۔۔۔دوسری طرف حسنِ معاملات کا اتنا اہتمام تھا کہ جب انہیں روکنا چاہا تو خود بھی نہیں کیا۔

اِس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مسجد میں عورتوں کے اعتکاف کو پسند نہیں فرمایا اور بصراحت روکا بھی نہیں لیکن کچھ ایسے کلمات ارشاد فرمائے جس سے اس کی نا پسندیدگی ظاہر ہوجائے۔

مستحب اعتکاف

تیسرا مستحب اعتکاف اسے کہتے ہیں جو مذکورہ دونوں کے اعتکاف کے علاوہ ہو یعنی نہ نذر کا ہو اور نہ ہی رمضان کے آخری عشرہ کا، ان دونوں کے علاوہ جب بھی اعتکاف کیا جائے گا تو وہ مستحب اعتکاف کہلائے گا، اور اِس میں وقت کی بھی تحدید نہیں بلکہ چند لمحوں کے لئے بھی یہ اعتکاف کیا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ جب بھی مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیئے تا کہ مسجد میں جتنی دیر ٹھہرے گا اعتکاف کا بھی ثواب اِس کو ملتا رہے گا، بعض تابعین اور سلف صالحین سے ثابت ہے کہ وہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو

اعتکاف کی نیت ضرور کرلیا کرتے تھے۔

- اعتکاف کی تینوں قسموں پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَقْسَامٍ: وَاجِبٌ بِالنَّذْرِ بِلِسَانِهِ وَبِالشُّرُوْعِ وَبِالتَّعْلِيْقِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْكَمَالِ، وَسُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فِي الْعَشْرِ الأَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ أَيْ سُنَّةُ كِفَايَةٍ كَمَا فِي الْبُرْهَانِ وَ غَيْرِهِ لِاقْتِرَانِهَا بِعَدَمِ الإِنْكَارِ عَلَى مَنْ لَمْ يَفْعَلْهُ مِنَ الصَّحَابَةِ، مُسْتَحَبٌّ فِي غَيْرِهِ مِنَ الأَزْمِنَةِ۔ (الدر المختار مع الرد: ۴۳۰/۳ باب الاعتکاف)

ترجمہ: ''اس کی تین قسمیں ہیں، زبان کے ذریعہ نذر ماننے یا شروع کردینے یا کسی چیز پر معلق کرنے کی وجہ سے اعتکاف واجب ہوجاتا ہے، جیسا کہ ابن الکمال نے ذکر کیا ہے، اور رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنتِ مؤکدہ کفایہ ہے، جیسا کہ برہان میں لکھا ہے، سنت مؤکدہ کفایہ اِس لئے ہے کہ صحابہ میں سے جن حضرات نے اسے نہیں کیا اُن پر کوئی نکیر واعتراض نہیں کیا گیا اور اس کے علاوہ دیگر اوقات میں اعتکاف کرنا مستحب ہے''۔

اعتکاف کی افضل جگہ

اعتکاف تو کسی بھی مسجد میں ہوسکتا ہے جہاں پانچوں وقت کی نمازیں ادا کی جاتی ہوں، لیکن سب سے افضل اعتکاف مسجدِ حرام میں ہے پھر مسجدِ نبوی میں پھر مسجد اقصیٰ میں پھر جامعہ مسجد میں جیسا کہ علامہ کاسانی کا بیان ہے:

فَأَفْضَلُ الاِعْتِكَافِ أَنْ يَكُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ثُمَّ فِي مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثُمَّ فِي الْمَسْجِدِ الأَقْصَى ثُمَّ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ ثُمَّ فِي الْمَسَاجِدِ الْعِظَامِ الَّتِي كَثُرَ أَهْلُهَا وَعَظُمَ۔ (بدائع الصنائع: ۲۱/۳)

ترجمہ: ''سب سے بہتر اور اچھا مسجد حرام میں اعتکاف کرنا ہے، پھر مسجد مدینہ یعنی رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں، اس کے بعد مسجد اقصیٰ میں پھر جامع مسجد میں پھر ان بڑی

مسجدوں میں جہاں لوگوں کی بڑی تعداد ہو"۔

اعتکاف سنت مؤکدہ کفایہ

● جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت موکدہ کفایہ ہے یعنی ایک یا چند لوگ اعتکاف کرلیں تو سب بریٔ الذمہ ہوجائیں گے اور اگر کسی نے بھی اعتکاف نہیں کیا تو سبھی سنت کو چھوڑنے والے کہلائیں گے، جس طرح اعتکاف سنت کفایہ ہے اُسی طرح مسجدوں میں تراویح کی جماعت بھی سنتِ کفایہ ہے۔

(ملاحظہ ہو: ردالمحتار مع الدر: ۲/۴۹۵ مبحث: صلاۃ التراویح، باب الوتر والنوافل)

فائدہ : علامہ شامی کا قول اعتدال والا معلوم ہوتا ہے، پس جو حکم تراویح کا ہے وہی حکم اعتکاف کا بھی ہونا چاہئے یعنی اگر ایک محلہ میں کئی مسجدیں ہوں تو بہتر یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف ہو، لیکن اگر ان میں سے ایک مسجد میں بھی اعتکاف کرلیا جائے تو پورے محلہ کے لوگ ترکِ سنت کے گناہ سے انشاء اللہ بری ہوجائیں گے لیکن اعتکاف کی کوشش کرنا چاہئے جس سے عبادات میں یکسوئی ہوجاتی ہے۔

صدقۂ فطر کی فضیلت

صدقۂ فطر کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ہے:

عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُنَادِيًا فِي فُجَاجِ مَكَّةَ، أَلَا أَنَّ صَدَقَةَ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ

(صحيح الترمذي حديث: ٦٧٤ ـ صحيح البخاري حديث: ١٥٠٣، سنن النسائي حديث: ٢٥٠٤)

ترجمہ: "حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے والد سے اور وہ عمرو کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ کی گلیوں میں ایک منادی بھیجا کہ وہ اعلان کردے کہ سنو! ہر مسلمان پر صدقۂ فطر واجب ہے، خواہ مرد ہو یا عورت،

آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا"۔

صدقۂ فطر نماز سے پہلے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِّلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الفطر)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے دار کی بے ہودہ اور بے حیائی کی باتوں سے طہارت (یعنی معافی) کے لئے اور مسکینوں کے کھانے کے لئے فطرہ کی زکوٰۃ (صدقۃ الفطر) کو ضروری فرمایا جو اس کو نماز سے قبل ادا کرے تو وہ زکوٰۃ مقبول ہے اور جو نماز کے بعد ادا کرے وہ عام صدقات کی طرح ایک صدقہ ہے۔

فائدہ: صدقہ فطر ہر مسلمان مرد و عورت جوان، بچے، بوڑھے، بیمار و تندرست پر واجب ہے۔ جو ایک صاع فی شخص کو ادا کرنا چاہئے اور اس کے مصارف زکوٰۃ کے مصارف جیسے ہیں یعنی

(۱) فقراء (۲) مساکین (۳) مؤلف القلوب (۴) زکوٰۃ وصول کرنے والے (۵) راستے میں لوٹ لئے جانے والے کو (۶) قیدی (۷) مقروض (۸) مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں۔

صدقۂ فطر کے لئے مالداری کا معیار

صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے مالداری شرط ہے یعنی جس شخص کے پاس اپنی اور اپنے اہل وعیال کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کے علاوہ ساڑھے باون تولہ (612.35 گرام) یعنی تقریباً 613 گرام چاندی یا ساڑھے سات تولہ (87.479 گرام) یعنی تقریباً 87.5 گرام سونا یا اتنی مقدار میں مال یا رقم ہو کہ ساڑھے باون تولہ (یعنی 612.35 گرام) چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو اُس پر صدقۂ فطر واجب ہوجائے گا۔

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی فضیلت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَ لَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ: مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوْا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ۔ (سنن أبي داؤد، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين)

ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے اور اہل مدینہ کے دو دن مقرر تھے۔ جن میں وہ خوشی منایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا ”یہ دو دن کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ دو دن ہمارے جاہلیت کے تہوار ہیں ہم ان میں کھیلا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ نے اِن دو دنوں کے بدلے تمہیں دو بہترین دن عطا فرما دیئے ہیں۔ یعنی ایک عیدالاضحیٰ اور دوسرے عیدالفطر کا دن۔“

عیدالفطر۔ انعام کا دن

عید کا دن درحقیقت ”يَوْمُ الْجَائِزَةِ“ یعنی انعام کا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو انعام سے نوازتا ہے، اُن کے گناہوں کو وہ نہ صرف معاف کر دیتا ہے بلکہ ان کی جگہ نیکیاں لکھ دیتا ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْقَدْرِ نَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ قَائِمٍ أَوْ قَاعِدٍ يَذْكُرُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدِهِمْ (يَعْنِيْ يَوْمَ فِطْرِهِمْ) بَاهٰى بِهِمْ مَلَائِكَتَهُ، فَقَالَ: يَا مَلَائِكَتِيْ! مَا جَزَاءُ أَجِيْرٍ وَفّٰى عَمَلَهُ؟ قَالُوْا: رَبَّنَا جَزَاؤُهُ أَنْ يُوَفّٰى أَجْرُهُ، قَالَ: مَلَائِكَتِيْ! عَبِيْدِيْ وَ اِمَائِيْ قَضَوْا فَرِيْضَتِيْ عَلَيْهِمْ ثُمَّ خَرَجُوْا يَعْجَبُوْنَ اِلَيَّ بِالدُّعَاءِ، وَ عِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ وَ كَرَمِيْ وَ عُلُوِّيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَأُجِيْبَنَّهُمْ، فَيَقُوْلُ: ارْجِعُوْا فَقَدْ

غَفَرْتُ لَكُمْ وَ بَدَّلْتُ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ، قَالَ: فَيَرْجِعُوْنَ مَغْفُوْرًا لَهُمْ۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب: ۲۳ فی الصیام فی لیلۃ العیدین و یومہما حدیث: ن ۳۷۱۷)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب شب قدر آتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، اور ہر اُس شخص کے لئے خیر و بھلائی کی دعائیں کرتے ہیں، جو اللہ کی یاد میں مشغول ہو چاہے وہ حالت قیام یعنی نماز پڑھ رہا ہو یا بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول ہو، پھر جب عیدالفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے درمیان اپنے روزہ دار بندوں پر فخر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے میرے فرشتو! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہو سکتا ہے جس نے ایمانداری کے ساتھ اپنے کام کو پورا کر دیا ہو؟

فرشتے کہتے ہیں کہ اس کا بدلہ یہی ہے کہ اسے پورا پورا بدلہ دے دیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں اور میری بندیوں نے اپنے اوپر عائد ہونے والے فریضے (روزے) کو پورا کر دیا ہے، پھر دعاء کرنے کے لئے (مسجد کی طرف) نکلے ہیں، میری عزت و جلال کی قسم اور میرے کرم و بخشش کی قسم اور میری رفعت شان اور بلندیٔ مقام کی قسم میں ضرور اُن کی دعائیں قبول کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ جاؤ (اب بخشے بخشائے) واپس لوٹ جاؤ! میں نے تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا، (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا کہ پھر لوگ بخشے بخشائے (اپنے اپنے گھروں کو) واپس لوٹ جاتے ہیں“۔

نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز کے لئے اہتمام سے جائے اور وہاں شور و غل نہ کرے بلکہ جہاں جگہ مل جائے بیٹھ کر ذکر و دعا میں مصروف رہے۔

فصل دوم
قرآن مجید کی فضیلت

قرآن مجید سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ (بقرہ:۱۲۱)

ترجمہ: وہ لوگ جن کو دی ہم نے کتاب، وہ پڑھتے ہیں اُسے جیسا کہ اُس کے پڑھنے کا حق ہے، وہ لوگ ایمان لاتے ہیں اُس پر اور جو کوئی کفر کرتا ہے اس کے ساتھ، سو وہی ہیں خسارہ اٹھانے والے۔

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ۔ قَالَ: وَأَقْرَأَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتّٰى كَانَ الْحَجَّاجُ، قَالَ: وَذَاكَ الَّذِيْ أَقْعَدَنِيْ مَقْعَدِيْ هٰذَا۔ وَمِنْ طَرِيْقِ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ بِلَفْظٍ: إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن۔ باب خیر کم من تعلم القرآن و علمہ)

ترجمہ: ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے'۔

''حضرت سعد بن عبیدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبدالرحمٰن سُلمی رضی اللہ عنہ نے خلافت عثمان کے زمانہ سے لے کر حجاج بن یوسف کے زمانہ تک لوگوں کو قرآن شریف پڑھایا۔ ابو عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے کہ اِس حدیث شریف کی وجہ سے میں اس جگہ بیٹھا ہوں (قرآن شریف پڑھانے کے لیے)''۔

''حضرت سفیان بن علقمہ بن مُرثِد رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حضرت ابو عبدالرحمٰن سُلمی رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ بیان کئے ہیں کہ تم میں سب سے افضل وہ شخص

ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔"

مَشَقَّت کے ساتھ قرآن

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ۔ وَلَفْظُ الْبُخَارِيِّ: مَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَمَثَلُ الَّذِيْ يَقْرَأُهُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيْدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل الماہر بالقرآن والذی یتتعتع فیہ۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب "یوم ینفخ فی الصور فتأتون أفواجا)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کا ماہر قیامت کے دن معزز نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو شخص قرآن کریم اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اُس کے پڑھنے میں اُسے مَشقت ہوتی ہے، اُس کے لئے دوگنا اجر ہے۔"

بخاری شریف کی روایت اِس طرح ہے:

"جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور قرآن مجید اُس کو خوب یاد ہو تو وہ قیامت کے دن معزز نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے، اُس کو یاد کرتا ہے اور وہ پڑھنے میں مَشقت اٹھاتا ہے تو اُس کے لئے دوگنا اجر و ثواب ہے"۔

قرآن مجید پڑھانے کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً..... اَلْحَدِيْثَ وَ فِيْهِ: مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو کسی مؤمن کی تکلیف دور کرتا ہے۔۔ اور آگے کی حدیث میں ہے: "جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کے کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اُس کا مذاکرہ کرتے، یا درس دیتے ہیں تو اُن پر اللہ کی طرف سے سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ اپنے پاس موجود فرشتوں میں اُن کا ذکر کرتا ہے۔ اور جس کو اُس کا عمل پیچھے کر دے، اُس کا نسب یا خاندان اُس کو آگے نہیں کر سکتا۔ (یعنی اللہ کے یہاں مقام عمل کی وجہ سے ہوتا ہے حَسَبْ وَنَسَبْ کی وجہ سے نہیں)"۔

حاملینِ قرآن اور اہل اللہ خواص ہیں

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنَّ لِلّٰهِ أَهْلِيْنَ مِنَ النَّاسِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ! مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهُ۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک لوگوں میں سے اللہ کے اہل (یعنی اللہ کے گھر والے) ہیں۔ انہوں نے عرض کیا، وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ حاملین قرآن، اور اللہ والے اس کے خواص ہیں۔"

قرآن کے عالم کا مرتبہ

عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ يَسْتَعْمِلُهُ عَلٰى مَكَّةَ فَقَالَ: مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلٰى أَهْلِ الْوَادِيْ؟ فَقَالَ: ابْنَ أَبْزٰى قَالَ: وَمَنِ ابْنُ أَبْزٰى؟ قَالَ: مَوْلًى مِنْ مَوَالِيْنَا قَالَ: فَاسْتَخْلَفْتَ

عَلَيۡهِمۡ مَوۡلىً؟ قَالَ: إِنَّهٗ قَارِیٌٔ لِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنَّهٗ عَالِمٌ بِالۡفَرَائِضِ قَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمۡ ﷺ قَدۡ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَرۡفَعُ بِهٰذَا الۡكِتَابِ أَقۡوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيۡنَ۔ (صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمہ)

ترجمہ: ”حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نافع بن عبد الحارث کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کا حاکم مقرر کیا تھا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مقام اصفہان پر ملے تو انہوں نے اُن سے دریافت کیا کہ تم نے وادی والوں میں سے اہل مکہ پر کس کو حاکم (اپنا جانشین) مقرر کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابن ابزیٰ کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ابن ابزیٰ کون ہے؟

انہوں نے جواب دیا، ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا قاری اور اس کے فرائض کا عالم ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو پھر حدیث سنو بے شک تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ اِس کتاب (قرآن مجید) کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو سُرخُرو فرماتا ہے اور اِسی کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ذلیل کرتا ہے۔“

قابل رشک

عَنۡ أَبِیۡ هُرَيۡرَةَ أَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا حَسَدَ إِلَّا فِی اثۡنَتَيۡنِ: رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الۡقُرۡآنَ فَهُوَ يَتۡلُوۡهُ آنَاءَ اللَّيۡلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، فَسَمِعَهٗ جَارٌ لَّهٗ فَقَالَ: لَيۡتَنِیۡ أُوۡتِيۡتُ مِثۡلَمَا أُوۡتِیَ فُلَانٌ، فَعَمِلۡتُ مِثۡلَ مَا يَعۡمَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُهۡلِكُهٗ فِی الۡحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ: لَيۡتَنِیۡ أُوۡتِيۡتُ مِثۡلَمَا أُوۡتِیَ فُلَانٌ فَعَمِلۡتُ مِثۡلَ مَا يَعۡمَلُ۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن۔ باب اغتباط صاحب القرآن)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صرف دو لوگوں پر رشک کرنا جائز ہے، ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن

سکھایا ہوا اور وہ رات و دن اُس کی تلاوت کرتا ہوا اور اُس کا پڑوسی سن کر کہتا ہو کاش کہ میں بھی اس شخص کی مانند قرآن کی تعلیم دیا جاتا تو میں اُس کی طرح قرآن پر عمل کرتا اور دوسرا وہ شخص قابل رشک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہوا اور وہ اُس مال کو حق کی راہ میں خرچ کرتا ہو تو اُس کو دیکھ کر کوئی شخص کہے کہ کاش مجھے بھی اُس کی طرح مال ملتا تو میں بھی اُسی کی طرح عمل کرتا۔“

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

عَنۡ أَبِیۡ هُرَيۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ: أُمُّ الۡقُرۡآنِ هِیَ السَّبۡعُ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡآنُ الۡعَظِيۡمُ۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ما جاء فی فاتحۃ الکتاب)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا: اُم القرآن (سورۂ فاتحہ) ہی سبع مثانی (بار بار دہرائی جانے والی سات آیتیں) اور قرآن عظیم ہے“

فائدہ: یہ سورہ جتنی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے اتنی کوئی سورت نماز میں تلاوت نہیں کی جاتی اِسی لئے اِس کا نام سبع مثانی ہے۔

سورۂ فاتحہ افضل قرآن ہے

عَنۡ أَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِیۡ مَسِيۡرٍ فَنَزَلَ وَنَزَلَ رَجُلٌ إِلٰی جَانِبِهٖ قَالَ فَالۡتَفَتَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ: أَلَا أُخۡبِرُكَ بِأَفۡضَلِ الۡقُرۡآنِ، قَالَ: فَتَلَا عَلَيۡهِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ۔ (المستدرک للحاکم ۱/۵۶۰)

ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ ایک جگہ ٹھہر گئے تو ایک شخص اور بھی آپ ﷺ کے پڑوس میں ٹھہر گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا میں تجھے افضل قرآن کی خبر نہ دوں؟ وہ شخص کہتا ہے کہ پھر آپ ﷺ نے اُس پر اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ یعنی سورۂ

فاتحہ تلاوت فرمائی۔''

سورۂ فاتحہ اور آخر سورۂ بقرہ کی فضیلت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَمِعَ نَقِيْضاً مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ۔ فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَ قَالَ: أَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ أُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَ خَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيْتَهٗ۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین۔ باب فضل الفاتحۃ و خواتیم سورۃ البقرۃ)

ترجمہ: ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اُوپر ایک دروازہ کھلنے کی آواز سُنی اُس پر انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا، یہ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو آج ہی کھلا ہے اِس سے قبل کبھی نہیں کھلا، اس دروازے سے ایک فرشتہ اترا، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا، یہ فرشتہ آج ہی نازل ہوا ہے، اِس سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا، اِس نے سلام کے بعد کہا، آپ کو اُن دو روشنیوں کی خوشخبری ہو، جو آپ ہی کو دی گئی ہیں، آپ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کا آخر، اِن میں سے آپ جو حرف بھی پڑھیں گے آپ کو (اُس کا اجر) عطا کیا جائے گا۔''

آیۃُ الکرسی کی فضیلت

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِيْ أَيُّ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟۔ قَالَ قُلْتُ: اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! أَتَدْرِيْ أَيُّ آيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ أَعْظَمُ؟۔ قَالَ قُلْتُ: اللّٰهُ لَا اِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ: فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَ قَالَ: وَ اللّٰهِ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ

أَبَا الْمُنْذِرِ، وَزَادَ أَحْمَدُ وَ غَيْرُهٗ، وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ لَهَا لِسَاناً وَ شَفَتَيْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکھف و آیۃ الکرسی و مسند أحمد۔ ۵/۱۴۱)

ترجمہ: ''حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوالمنذر! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے پاس قرآن کریم میں سب سے افضل آیت کونسی ہے؟ وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوالمنذر! کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کے پاس قرآن کریم میں سب سے افضل آیت کونسی ہے؟ وہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار سے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابوالمنذر! اللہ آپ کو علم مبارک کرے۔

اور مسند احمد وغیرہ میں یہ بات زیادہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اِس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں یہ عرش کے پائے کے پاس بادشاہ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے۔''

سوتے وقت آیۃَ الکُرسی پڑھنے کی فضیلت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَ كَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ، فَأَتَانِيْ آتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهٗ وَ قُلْتُ: وَ اللّٰهِ لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قَالَ: إِنِّيْ مُحْتَاجٌ، وَ عَلَيَّ عِيَالٌ، وَلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَ عِيَالًا، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ: أَمَا إِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَ سَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ أَنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إِنَّهٗ سَيَعُوْدُ، فَرَصَدْتُّهٗ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَأَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ: دَعْنِيْ فَإِنِّيْ مُحْتَاجٌ، وَعَلَيَّ عِيَالٌ، لَا أَعُوْدُ فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ

فَأَصْبَحْتُ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: یَا أَبَا هُرَیْرَةَ مَا فَعَلَ أَسِیْرُكَ؟ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ شَكَا حَاجَةً شَدِیْدَةً وَّ عِیَالًا، فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ قَالَ: اَمَا إِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ: لَأَرْفَعَنَّكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ هٰذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ، إِنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ۔ قَالَ: دَعْنِیْ أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ یَّنْفَعُكَ اللّٰہُ بِهَا قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَ: إِذَا أَوَیْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ، فَاقْرَأْ آیَةَ الْكُرْسِیِّ: ”اللّٰہُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ“ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰیَةَ فَإِنَّكَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْكَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ، وَلَا یَقْرَبَنَّكَ شَیْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ فَأَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَا فَعَلَ أَسِیْرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَعَمَ أَنَّهٗ یُعَلِّمُنِیْ كَلِمَاتٍ یَّنْفَعُنِیَ اللّٰہُ بِهَا فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَهٗ قَالَ: مَا هِیَ؟ قُلْتُ: قَالَ لِیْ إِذَا أَوَیْتَ إِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آیَةَ الْكُرْسِیِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْآیَةَ ”اللّٰہُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ“ وَ قَالَ لِیْ: لَنْ یَّزَالَ عَلَیْكَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَّلَا یَقْرَبَكَ شَیْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَ كَانُوْا أَحْرَصَ شَیْءٍ عَلَى الْخَیْرِ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: أَمَا إِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكَ وَ هُوَ كَذُوْبٌ۔ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ؟ قَالَ: لَا قَالَ: ذَاكَ شَیْطَانٌ۔

(صحیح البخاری، کتاب الوکالة، باب إذا وکل رجلا)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقۂ فطر کی حفاظت پر مقرر فرمایا، تو ایک شخص میرے پاس آ کر اس میں سے چلو بھر بھر کر کھجوریں لینے لگا میں نے اُس کو پکڑ لیا۔ اور کہا کہ تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اُس نے کہا کہ میں محتاج ہوں، صاحب اولاد اور سخت ضرورت مند ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اُس پر رحم کرتے ہوئے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ابوہریرہ! گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟

میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اُس نے اپنی سخت محتاجی اور بال بچوں کا ذکر کیا، میں نے رحم کرتے ہوئے اُس کو چھوڑ دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار! اُس نے تم سے جھوٹ بولا ہے، وہ پھر آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمانے سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پھر آئے گا، میں اُس کی تاک میں تھا اور ایسا ہی ہوا، وہ آ کر اناج سے لپیں بھرنے لگا، میں نے اُسے پکڑ کر کہا کہ اب تو ضرور تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا وہ کہنے لگا میں محتاج ہوں، بال بچوں والا ہوں، آئندہ نہیں آؤں گا میں نے پھر ترس کھاتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا، صبح رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: ابوہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول ﷺ! اُس نے سخت محتاجی اور بال بچوں کا ذکر کیا اِس لئے میں نے رحم کرتے ہوئے اُس کو چھوڑ دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: خبردار ہو جاؤ وہ جھوٹا ہے پھر آئے گا۔ میں تیسری بار اس کی تاک میں رہا، وہ پھر آیا اور اناج سے لپ بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑا اور کہا، میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تیسری مرتبہ ہے تُو ہر بار کہتا ہے کہ میں اب نہیں آؤں گا اور آ جاتا ہے۔

کہنے لگا، مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ آپ کو بہت فائدہ دے گا میں نے کہا کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ اُس نے کہا، جب آپ سونے کے لئے اپنے بستر پر جائیں تو آیۃ الکرسی (اللّٰہُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) پوری آخر آیت تک پڑھ لیا کریں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حفاظت کرنے والا آپ کی حفاظت کرے گا اور صبح تک شیطان آپ کے قریب بھی نہیں آئے گا۔

یہ سُن کر میں نے اُس کو چھوڑ دیا، پھر صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: گزشتہ رات تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! اُس نے کہا، میں آپ کو چند کلمات سکھا دیتا ہوں جن سے اللہ آپ کو فائدہ دے گا، میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔

آپ ﷺ نے پوچھا، اُس نے کیا کلمات سکھائے؟ میں نے کہا اُس نے یہ بتایا کہ تو سوتے وقت آیۃ الکرسی شروع (اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ) سے لے کر آخر تک پڑھ لیا کر اور کہنے لگا، ایسا کرنے سے اللہ کی طرف سے ایک نگہبان تم پر مقرر رہے گا اور شیطان صبح تک تمہارے قریب بھی نہیں آئے گا۔ (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ اچھی بات کے بڑے طالب تھے، اِس لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اس نے سچ کہا، حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے، ابوہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ تین دن تک تمہاری ملاقات کس سے ہوتی رہی ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔“

سورۂ مائدہ کی فضیلت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَأُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا۔ قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: ”اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا“ (المائدۃ:۳) قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ۔

(صحیح البخاری، کتاب الإیمان۔ باب زیادۃ الإیمان و نقصانہ، و صحیح مسلم، کتاب التفسیر، باب فی تفسیر آیات متفرقۃ)

ترجمہ: ”یہود کے ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا امیر المؤمنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے، جس کو تم پڑھتے ہو، اگر ہم یہودیوں کے یہاں نازل ہوتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ کونسی آیت ہے؟ اُس نے کہا یہ آیت:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا

ترجمہ: ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔“

تشریح: ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ہم اِس آیت کے نازل ہونے کے دن کو جانتے ہیں، اور اُس جگہ کو جانتے ہیں جہاں یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ (اُس وقت) آپ ﷺ جمعہ کے دن مقام عرفہ میں موجود تھے“۔

سورۂ کہف کی فضیلت

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَ إِلٰى جَانِبِهِ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ، فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَ تَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ۔ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ: تِلْكَ السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ مَعَ الْقُرْآنِ أَوْ عَلَى الْقُرْآنِ۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل الکھف۔ و جامع الترمذی، أبواب فضائل القرآن۔ باب ما جاء فی فضل سورۃ الکھف)

ترجمہ: ”حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی (اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) سورہ کہف پڑھ رہے تھے، اُن کے ایک طرف ایک گھوڑا دو رسیوں سے بندھا ہوا تھا، اُس وقت اوپر سے ایک بادل آیا اور نزدیک سے نزدیک تر ہونے لگا۔ اُن کا گھوڑا بدکنے لگا تو جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اُس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

وہ بادل کا ٹکڑا سکینت تھی جو قرآن کی تلاوت کی وجہ سے اُتری تھی۔ اور ترمذی شریف کی روایت میں ہے۔ یہ سکینت قرآن کے ساتھ یا قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَضَاءَ لَهُ مِنَ النُّوْرِ فِيْمَا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔

(المستدرک للحاکم الدارمی ۲/۴۵۴) (روایت صحیح ہے)

ترجمہ: ’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھی، اُس کے لئے اس سے لے کر بیت اللہ شریف تک روشنی ہو جاتی ہے‘‘۔

فائدہ: اس سورہ کی ابتدائی دس آیات حفظ کرنے والا اور اس کے مطابق اعتقاد رکھنے والا دجال جیسے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

سورۂ ملک (تبارك الذی) کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: سُوْرَةٌ مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُوْنَ آیَةً تَشْفَعُ لِصَا حِبِهَا حَتّٰی غُفِرَ لَهٗ ’’تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ‘‘ وَ لَفْظُ التِّرْمَذِیِّ: إِنَّ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْآنِ ثَلَاثُوْنَ آیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَهٗ وَهِیَ سُوْرَةُ: تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ۔

(سنن أبی داؤد، کتاب شهر رمضان، باب فی عدد الآی، و جامع الترمذی، أبواب فضائل القرآن۔ باب ماجاء فی فضل سورة الملك، روایت حسن لغیره)

ترجمہ: ’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن میں ایک تیس آیتوں والی سورت ہے، وہ اپنے پڑھنے والے کے لئے سفارش کرے گی، یہاں تک کہ اس کو معاف کر دیا جائے گا۔ یہ سورت (تبارک الذی بیدہ الملک) ہے۔

اور ترمذی شریف کے الفاظ ہیں: قرآن میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیات ہیں، جو (اپنے پڑھنے والے) آدمی کے لئے سفارش کرے گی۔ یہاں تک کہ اس کو معاف کر دیا جائے گا۔ اور وہ سورت (تبارك الذی بیده الملك) ہے۔

فائدہ: سورہ ملک کی تلاوت کرنا عذاب قبر سے نجات کا باعث ہے اس لئے رات کو سوتے وقت باوضو سونا، تسبیح فاطمی پڑھنا معوذتین تین تین بار پڑھ کر جسم پر ہاتھ پھیرنا، سورہ سجدہ و سورہ کافرون اور مسنون دعائیں پڑھنا۔

سورۂ زلزال کی فضیلت

حَدِیْثُ أَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعاً: اَلْخَیْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ، الْحَدِیْثَ مُطَوَّلًا وَ فِیْ آخِرِهٖ: وَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ: مَا أُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآیَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ، وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۔

(الزلزلة: ٧، ٨) (صحیح البخاری، کتاب الزکوٰة، باب إثم مانع الزکوٰة۔ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰة باب اثم مانع الزکوٰة)

ترجمہ: ’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں ایک وہ جو آدمی کے لئے اجر کا باعث ہے اور ایک وہ جو آدمی کے لئے (غربت سے) پردہ ہے اور ایک وہ جو آدمی کے لئے بوجھ (گناہ کا سبب) ہے حدیث طویل ہے اور اس کے آخر میں ہے اور رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے بارے میں سوال کیا گیا (کہ ان کا کیا حکم ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر گدھوں کے بارے میں اس منفرد اور جامع آیت کے سوا اور کچھ نازل نہیں کیا گیا۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝٧ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ۝٨

ترجمہ: ’’جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا قیامت والے دن وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا‘‘۔

سورۂ اخلاص کی فضیلت

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ یُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَكَأَنَّ الرَّجُلَ یَتَقَالُّهَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو اللّٰه أحد)

ترجمہ: ''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک شخص سے سنا کہ وہ رات میں ''قل ھو اللہ احد'' بار بار پڑھ رہے تھے صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس کا ذکر کیا گویا کہ انہوں نے اسے قلیل سمجھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ سورت قرآن مجید کے ایک تہائی حصہ کے برابر ہے۔''

معوذتین کی فضیلت

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: أَلَمْ تَرَ آيَاتٍ أُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ و فِيْ رِوَايَةٍ: أُنْزِلَ أَوْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ آيَاتٌ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ: الْمُعَوِّذَتَيْنِ۔

(صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ المعوذتین)

ترجمہ: ''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ کو اُن آیات کا پتہ نہیں جو رات کو نازل ہوئی ہیں اور مرتبہ کے اعتبار سے اُن جیسی اور آیات کبھی نہیں دیکھی گئیں؟ ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الفَلَقِ'' اور ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ''۔

اور ایک روایت میں ہے: مجھ پر ایسی آیات نازل کی گئی ہیں کہ مرتبہ کے اعتبار سے اِن جیسی اور آیات کبھی نہیں دیکھی گئیں اور وہ ہیں المُعَوِّذَتَین۔''

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عنه قَالَ: كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ: يَا عُقْبَةُ قُلْ، فَقُلْتُ: مَاذَا أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قَالَ: يَا عُقْبَةُ قُلْ، قُلْتُ: مَاذَا أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَسَكَتَ عَنِّيْ۔ فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ ارْدُدْهُ عَلَيَّ فَقَالَ: يَا عُقْبَةُ قُلْ۔ قُلْتُ: مَاذَا أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ'' فَقَرَأْتُهَا حَتّٰى أَتَيْتَ عَلٰى آخِرِهَا ثُمَّ قَالَ: قُلْ، قُلْتُ: مَاذَا اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ قَالَ: قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، فَقَرَأْتُهَا حَتّٰى أَتَيْتُ عَلٰى آخِرِهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عِنْدَ ذٰلِكَ: مَا سَأَلَ سَائِلٌ

بِمِثْلِهِمَا وَ لَا اسْتَعَاذَ مُسْتَعِيْذٌ بِمِثْلِهِمَا۔

(سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب ما جاء فی سورتی المعوذتین)

ترجمہ: ''حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عقبہ! کہو۔ میں نے عرض کیا، اللہ کے رسول! کیا کہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا: عقبہ! کہو۔ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! میں کیا کہوں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ میں نے دعا کی کہ یا اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بات کریں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! کہو میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! میں کیا کہوں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو (قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ) میں نے یہ سورت آخر تک پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس وقت فرمایا: کسی مانگنے والے نے اِن جیسی دو سورتوں کے ساتھ نہیں مانگا اور کسی پناہ لینے والے نے اِن جیسی دو سورتوں کے ساتھ پناہ نہیں لی۔ (یعنی اِن جیسی پناہ مانگنے کی اور سورتیں نہیں ہیں)

(سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب ما جاء فی سورتی المعوذتین)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ إِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهٗ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَيْهِ وَ أَمْسَحُ بِيَدِهٖ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیمار ہو جاتے تو مُعَوِّذات (یعنی قُلْ اعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق و قُلْ اعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس) کی سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے اور پھونک لیتے اور جب مرض الوفات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر برکت کی امید سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر پھیر دیتی تھی''۔

سورۃ الکافرون کی فضیلت

عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ لِنَوْفَلٍ: اِقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَا

فِرُوْنَ ثُمَّ نَمْ عَلٰی خَاتِمَتِهَا فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب مایقول عند النوم)

ترجمہ: ''حضرت فروہ بن نوفل رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت نوفل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سوتے وقت ''قُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْن'' پڑھا کرو اِس لئے کہ وہ شرک سے بری کرنے والی ہے۔''

تین بار معوذات پڑھنے کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ إِذَا اٰوٰی إِلٰی فِرَاشِهٖ كُلَّ لَیْلَةٍ جَمَعَ كَفَّیْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْهِمَا فَقَرَأَ فِیْهِمَا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَ قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ یَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ، یَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰی رَأْسِهٖ وَ وَجْهِهٖ وَ مَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ یَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات جب بستر پر آرام فرماتے، تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد'' قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَق'' اور ''قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس'' تینوں سورتیں مکمل پڑھ کر اُن پر پھونکتے، اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا جسم پر پھیرتے، پہلے سر چہرے اور اپنے جسم کے سامنے والے حصے پر ہاتھ پھیرتے۔ یہی عمل تین دفعہ کرتے''۔

❁❁❁

فصل سوم
موت اور اس کے بعد کے حالات
اور
جنت وجہنم کا ذکر

مؤمن کی مَوت اور اُس کے رب کا سلام

جب اللہ تعالیٰ کسی مؤمن کی روح قبض کرانا چاہتا ہے تو وہ موت کے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اُس بندہ کو میرا اسلام پہونچاؤ۔ جب مَوت کا فرشتہ آتا ہے تو اُس بندے سے کہتا ہے کہ تمہارے رب نے تم کو سلام کہا ہے۔

اسی طرح فرشتے بھی اس بندے سے کہتے ہیں، اے اللہ کے دوست! تم پر سلام ہو۔ اِس گھر سے نکلو جسے تم نے (خواہشات نفسانی کو قربان کر کے) ویران کر دیا ہے اور اُس گھر میں چلو جسے تم نے (اپنی عبادت سے) آباد کیا ہے۔

آپ ﷺ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لئے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اسکے اعمال پہنچتے ہیں، اور دوسرے دروازے سے اُس کا رزق اترتا ہے۔ جب مؤمن مرجاتا ہے تو یہ دروازے اُس کی موت پر روتے ہیں۔

مؤمن کے انتقال کے وقت کے حالات

”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیہقی نے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ جب بندہ مؤمن دنیا سے انتقال کر کے آخرت کا سفر کرنے کو ہوتا ہے تو اُس کے پاس فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے حسین وجمیل اور سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں اُن کے پاس جنتی کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے یہ فرشتے اتنے ہوتے ہیں کہ جہاں تک اُس کی نظر پہونچے فرشتے بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں اور اُسے گھیرے رہتے ہیں اور مَوت کا فرشتہ آتا ہے اور اُس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے پاکیزہ روح! اللہ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکل کر چل“۔

”اِس طرح اُس کی روح سہولت اور آسانی سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ (مشکُ) سے پانی بہتا ہوا نکل آتا ہے۔ بس اُسے مَوت کا فرشتہ لے لیتا ہے اور دوسرے فرشتے (جو وہاں دور تک بیٹھے رہتے ہیں) پَل بھر بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑتے اور اسے لے کر اس کو جنتی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔

اِس خوشبو کے متعلق رسولُ اللہ ﷺ کے اقوال میں سے ہے کہ زمین پر جو بھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مُشک کی پائی گئی ہے ویسی ہی خوشبو ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اُس روح کو لے کر فرشتے آسمان کی طرف چڑھنے لگتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر سے اُن کا گذر ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کیا ہی اچھی خوشبو ہے۔ یہ فرشتے مَیت کا نام بہت تعظیم وتکریم سے لے کر اُس کا تعارف کراتے ہیں، یہاں تک کہ پہلے آسمان پر پہنچ جاتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور روح کو لے کر اوپر چلے جاتے ہیں۔

یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں ہر آسمان کے فرشتے اُسے دوسرے آسمان تک رخصت کرتے ہیں اور جب ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ میرے بندے کا نام علیین میں لکھ دو اور اب زمین پر ہی اِسے لوٹا دو اور میں اِسے زمین ہی سے قیامت کے دن دوبارہ زندہ کروں گا۔

اِس کے بعد روح زمین پر واپس آجاتی ہے اور مَیت کے جسم میں داخل کر دی جاتی ہے۔

اِس کے بعد دو فرشتے قبر میں اِس کو بیٹھا کر سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ محمد ﷺ کون تھے؟ وہ اُن کے صحیح صحیح جوابات دیتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں بیشک تو سچ کہتا ہے۔

اِس کے بعد اللہ کی طرف سے آواز آتی ہے میرے بندے کے لئے جنت کا فرش بچھا دو اِس کو جنت کا لباس پہنا دو۔

اس کے لئے جنت کا دروازہ کھولتے ہی بہترین ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے اور قبر کو جہاں تک نظر جاتی ہے وہاں تک کُشادہ کردی جاتی ہے پھر اِس کے بعد میت کے نیک اعمال ایک حسین اور خوبصورت شخص کی شکل میں آتے ہیں اور مَیت سے دوستی کا وعدہ کرتے ہیں اور خوشی کی بشارت دیتے ہیں''۔(خلاصہ بیہقی)

نافرمان کی مَوت کے وقت ذلت

رسولُ اللہ ﷺ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ کافر کی مَوت کے وقت سیاہ چہرے والے فرشتے آسمان سے آکر اِس کے اردگرد بیٹھ جاتے ہیں اور اِس کی نگاہ جہاں تک جائے دکھائی دیتے ہیں۔ اِس کے بعد مَوت کا فرشتہ میت کے سر کی طرف بیٹھ کر کہتا ہے کہ اے خبیث روح! اللہ کی ناراضگی اور غضب کی طرف نکل کر چل۔

یہ سنتے ہی اس کی روح خوف سے اس کے سارے جسم میں دوڑنے لگتی ہے، مگر سختی سے اِس کی روح زبردستی جسم سے نکال لی جاتی ہے اور وہ فرشتے اِس کی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔

اس وقت اس روح سے مَرے سڑے ہوئے جانور کی طرح بدبو آنے لگتی ہے فرشتے اِس کو لے کر آسمان کی طرف چلتے ہیں اور وہ آسمان کا دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں، مگر آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ اور حکم ہوتا ہے کہ اِس کا نام سجین میں لکھ دو اِس کے بعد اِس کی روح زمین پر پھینک دی جاتی ہے۔

اور جسم میں داخل کر کے فرشتے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے مجھے معلوم نہیں، پھر پوچھتے ہیں، تیرا دین کیا ہے؟ وہ لاعلمی ظاہر کرتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ کے متعلق سوال کرتے ہیں تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں اُس وقت اللہ کی طرف سے آواز آتی ہے، میرے بندے نے جو کچھ کہا بالکل جھوٹ کہا اِس کے نیچے آگ کا بستر بچھا دو اور دوزخ کا ایک دروازہ کھول دو۔

دروازہ کھلتے ہی دوزخ کی گرمی اور آگ کے شعلے لپکنے شروع ہوجاتے ہیں پھر اِس کو قبر اتنی زور سے دبوچتی ہے کہ ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں داخل ہوجاتی ہیں پھر اِس کے اعمال بد ایک ایسے گندے اور بُری شکل میں آتے ہیں کہ ان کے جسم سے بدبو آتی ہے اور اس کو عذاب اور مصیبت کی خبر سناتے ہیں۔

میدانِ حشر میں جمع ہونے کی صورت

رسولُ اللہ ﷺ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز لوگ تین طرح سے جمع کئے جائیں گے۔

(۱) ایک پیدل جماعت (۲) دوسری سوار جماعت (۳) تیسری وہ جماعت ہوگی جو اپنے چہروں کے بَل چلیں گے، سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ ﷺ وہ لوگ چہروں کے بَل کیسے چلیں گے؟

جواب میں رسولُ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک جس ذات پاک نے اُن کو قدموں پر چلایا وہ اِس پر قادر ہے کہ ان کو چہروں کے بَل چلادے پھر فرمایا کہ خبردار وہ (چہروں کے بَل اِس طرح چلیں گے کہ) زمین سے اُبھرے ہوئے حصے اور کانٹوں تک سے اپنے چہروں کے ذریعے بچاؤ کریں گے''۔

اللہ تعالیٰ کو سب کچھ قدرت ہے وہ اپنی مخلوق کے جسم کے ہر حصے کو اُس کی ہر خدمات میں استعمال کر سکتے ہیں۔ دنیا ہی میں دیکھ لیا جائے کہ بعض چیزیں چار پیروں اور بعض دو پیروں پر چلتی ہیں اور بعض صرف اپنے پیٹ سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:'' فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِىْ عَلٰى بَطْنِهٖ ج '' وہ لوگ جن کے ایک ہاتھ ہیں وہ اُسی ایک ہاتھ سے دونوں ہاتھوں کا کام کر لیتے ہیں جو لوگ نابینا ہوتے ہیں اُن کی قوت وسماعت اور حس و اِدراک اکثر تیز ہوتی ہیں جن سے بڑی حد تک بینائی نہ ہونے کی تلافی ہوجاتی ہے، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کافروں کو چہرے کے بَل چلائیں گے۔

قیامت کے دن کا منظر

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ نَاسٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ؟، قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهٗ سَحَابٌ قَالُوْا لَا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَالِكَ، يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ، فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا، فَلْيَتَّبِعْهُ، فَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ، وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ وَيَتَّبِعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ وَتَبْقٰى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَأْتِيْهِمُ اللهُ فِي غَيْرِ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَإِذَا أَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَأْتِيْهِمُ اللهُ فِي الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ رَبُّنَا فَيَتَّبِعُوْنَهٗ وَيُضْرَبُ جِسْرُ جَهَنَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُ وَ دُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَبِهٖ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا نَعَمْ۔ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللهُ فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ مِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَ مِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهٖ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَهٗ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَمَرَ الْمَلَائِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْهُمْ فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِعَلَامَةِ اٰثَارِ السُّجُوْدِ وَ حَرَّمَ اللهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ أَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءٌ يُقَالُ لَهٗ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ عَلَى النَّارِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَاصْرِفْ

وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللهَ فَيَقُوْلُ لَعَلَّكَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ أَنْ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ فَيُصْرَفُ وَجْهُهٗ عَنِ النَّارِ ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَا رَبِّ قَرِّبْنِيْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ أَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لَا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ ابْنَ اٰدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهٗ فَيُعْطِي اللهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ أَلَّا يَسْأَلَهٗ غَيْرَهٗ فَيُقَرِّبُهٗ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَإِذَا رَاٰى مَا فِيْهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا رَبِّ أَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ أَوَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَلَّا تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهٗ وَيْلَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا أَغْدَرَكَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ أَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ أَذِنَ لَهٗ بِالدُّخُوْلِ فِيْهَا فَإِذَا دَخَلَ فِيْهَا قِيْلَ لَهٗ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ تَمَنَّ مِنْ كَذَا فَيَتَمَنّٰى حَتّٰى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ فَيَقُوْلُ لَهٗ هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَذٰلِكَ الرَّجُلُ اٰخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا۔

(صحیح البخاری: ۶۵۷۳۔ کتاب الرقاق، باب الصراط جسر جھنم)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا سورج کو دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے جبکہ اُس پر کوئی بادل (ابر) وغیرہ نہ ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ!

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا جب کوئی بادل نہ ہوتو تمہیں چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ پھر تم اللہ تعالیٰ کو اُسی طرح قیامت کے دن دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا اور کہے گا کہ تم میں سے جو شخص جس چیز کی پوجا کیا کرتا تھا وہ اُسی کے پیچھے لگ جائے، چنانچہ جو لوگ سورج کی پرستش کیا کرتے تھے وہ اُس کے پیچھے لگ جائیں گے اور جو

لوگ چاند کی پوجا کرتے تھے وہ اُن کے پیچھے لگ جائیں گے اور آخر میں یہ اُمت باقی رہ جائے گی اور اِس میں منافقین کی جماعت بھی ہوگی، اُس وقت اللہ تعالیٰ اُن کے سامنے اُس صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے نہ ہوں گے اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔

لوگ کہیں گے تم سے اللہ کی پناہ۔ ہم اپنی جگہ پر اُس وقت تک رہیں گے جب تک کہ ہمارا پرَوردگار ہمارے سامنے نہ آجائے۔ جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اُسے پہچان لیں گے (کیونکہ وہ حشر میں ایک بار اُس کو پہلے دیکھ چکے ہوں گے) پھر حق تعالیٰ اُس صورت میں آئے گا جس کو وہ پہچانتے ہوں گے اور اُن سے کہا جائے گا (آؤ میرے ساتھ) میں تمہارا رب ہوں! لوگ کہیں گے کہ یہ تو ہمارا رب ہے، پھر اُسی کے پیچھے ہو جائیں گے اور جہنم پر پُل بنا دیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں گا جو اُس پُل کو پار کروں گا اور اُس دن رسولوں کی دعا یہ ہوگی کہ اے اللہ! مجھ کو سلامت رکھ۔ اے اللہ! مجھ کو سلامت رکھ اور وہاں سعدان کے کانٹے ہوں گے۔ تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں، دیکھے ہیں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ پھر سَعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے البتہ اُس کی لمبائی چوڑائی اللہ کے سِوا اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ لوگوں کو اُن کے اعمال کے مطابق اُچک لیں گے اور اِس طرح اُن میں سے بعض تو اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض کا عمل رائی کے دانے کے برابر ہوگا، پھر وہ نجات پا جائیں گے۔ آخر جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلے سے فارغ ہو جائے گا اور جہنم سے انہیں نکالنا چاہے گا جنہیں نکالنے کی اُس کی مَشِیَّت ہوگی۔ یعنی وہ جنہوں نے کلمہ (لا اِلہ الا اللہ) کی گواہی دی ہوگی۔

اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ ایسے لوگوں کو جہنم سے نکال لیں۔ فرشتے انہیں سجدوں کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ابن آدم کے جسم میں سجدوں کے نشان کو کھائے۔ چنانچہ فرشتے اِن لوگوں کو نکالیں گے۔

یہ جل کر کوئلے ہو چکے ہوں گے پھر اِن پر پانی چھڑکا جائے گا جسے (ماء الحیاۃ) یعنی زندگی بخشنے والا پانی کہتے ہیں۔ اُس وقت وہ اِس طرح تروتازہ ہو جائیں گے جیسے سیلاب کے بعد زرخیز زمین میں دانہ اُگ آتا ہے۔ ایک ایسا شخص باقی رہ جائے گا جس کا چہرہ جہنم کی طرف ہوگا اور وہ کہے گا اے میرے رب! اِس کی بدبو نے مجھے پریشان کر دیا ہے اور اس کی لپٹ نے مجھے جُھلسا دیا ہے اور اس کی تیزی نے مجھے جلا ڈالا ہے، تھوڑا سا میرا منہ آگ کی طرف سے دوسری طرف پھیر دے۔ وہ اسی طرح اللہ سے دعا کرتا رہے گا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں تیرا یہ مطالبہ پورا کر دوں تو کہیں تو کوئی دوسری چیز مانگنی شروع نہ کر دے۔ وہ شخص عرض کرے گا نہیں، تیرے عزت کی قسم! میں اِس کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں مانگوں گا۔

چنانچہ اُس کا چہرہ جہنم کی طرف سے دوسری طرف پھیر دیا جائے گا۔ اب اس کے بعد وہ کہے گا۔ اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے ابھی یقین نہیں دلایا تھا کہ اِس کے سوا اور کوئی چیز نہیں مانگے گا۔

افسوس! ابن آدم! تُو بہت زیادہ وعدہ خلاف ہے۔ پھر وہ برابر اِسی طرح دعا کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر میں تیری یہ دعا قبول کر لوں تو تُو پھر اِس کے علاوہ کچھ اور چیز مانگنے لگے گا۔

وہ شخص کہے گا نہیں، تیری عزت کی قسم! میں اِس کے سوا اور کوئی چیز تجھ سے نہیں مانگوں گا اور وہ اللہ سے عہد و پیمان کرے گا کہ اِس کے سوا اب کوئی اور چیز نہیں مانگے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ جب وہ جنت کے اندر کی نعمتوں کو دیکھے گا تو جتنی دیر تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ شخص خاموش رہے گا، پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تو نے یہ یقین نہیں دلایا تھا کہ اب تو اِس کے سوا کوئی چیز نہیں مانگے گا۔ اے ابن آدم! افسوس ہے کہ تو کتنا وعدہ خلاف ہے۔ وہ شخص عرض کرے گا:

اے میرے رب! مجھے اپنی مخلوق کا سب سے بدبخت بندہ نہ بنا۔ وہ برابر دعا کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہنس دے گا۔ جب اللہ ہنس دے گا تو اُس شخص کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ جب وہ اندر چلا جائے گا تو اُس سے کہا جائے گا کہ فلاں چیز کی خواہش کرو، چنانچہ وہ پھر خواہش کرے گا یہاں تک کہ اُس کی خواہشات پوری کی جاتی رہیں گی اور اتنی ہی زیادہ نعمتیں اور دی جاتی رہیں گی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا ہوگا''۔

جنت کی وسعت

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٣﴾

ترجمہ: ''اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف اور ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے یہ ان لوگوں کے واسطے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں''۔ (سورہ آل عمران: ۱۳۳)

فائدہ: جنت بہت بڑی جگہ ہے اس کی وسعت کا اندازہ ادنیٰ درجے کے جنتی کو جو کچھ ملے گا اس کی وسعت کو سامنے رکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔

جنت جس کی لمبائی اور چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے، اُس تنگ قید خانے کے بدلے بیچ دیتا ہے جو تکلیف دہ چیزوں سے بھرا ہے، اور جنت کی کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں کو یہاں کی تھوڑی سی دولت کے بدلے پیچھے ڈال دیتا ہے۔

مگر اِس عظیم نقصان کا احساس قیامت کے دن ہی ہوگا، جس دن مجرمین حسرت اور شرمندگی کی وجہ سے افسوس کریں گے، اُس دن پرہیزگاروں کو اللہ تعالیٰ کے یہاں مہمان بنا کر جمع کیا جائے گا اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسا ہانکا جائے گا، اور آواز لگانے والا مطیع وفرمانبرداروں کے بارے میں عام اعلان کرے گا کہ 'یہ ہیں اللہ کے خاص انعام و

اکرام کے حقدار بندے، یہ جنت کے وارث، یہ جنت کے باغات میں گھومتے پھریں گے، اور چارپائی پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے، حور وغلمان سے باتیں کررہے ہوں گے اور قسم قسم کے پھلوں کے مزے لیں گے۔

اہل جنت کی صفوں کی تعداد

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِئَةُ صَفٍّ: ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ.

(رواہ الترمذی رقم الحدیث ٢٥٤٦)

ترجمہ: ''حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اہل جنت کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی، اِس امت کی اُن میں سے ۸۰ صفیں ہوں گی اور ۴۰ صفیں باقی اُمتوں کی ہوں گی''۔

جنت کے دروازوں کی تعداد آٹھ ہے

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ (زمر: ۷۳)

ترجمہ: ''اور لے جایا جائے گا اُن لوگوں کو جو ڈرتے رہے اپنے رب سے، جنت کی طرف گروہ در گروہ، یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور کھولے جاچکے ہوں گے (پہلے ہی) اس کے دروازے اور کہیں گے! اُن سے اس کے منتظمین سلام ہو تم پر، بڑے اچھے رہے تم، سو داخل ہو جاؤ جنت میں ہمیشہ کے لئے''۔

فائدہ: صاحب فتح الباری لکھتے ہیں کہ حدیث سے چار دروازوں کا علم ہوتا ہے۔ (۱) باب الصلوٰۃ (۲) باب الجہاد (۳) باب الصدق (۴) باب الریان۔

اِس کے بعد لکھتے ہیں کہ پانچواں باب الحج یقیناً ہوگا اور چھٹا دروازہ ان حضرات کے لئے ہوگا جو غصے کو پی جاتے ہیں اور ساتواں دروازہ ''معاف کرنے والوں کا'' توکل کرنے والے اس دروازے سے داخل ہوں گے۔

● ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ آٹھواں دروازہ ذکر کرنے والوں کا باب العلم ہوگا۔ واللہ اعلم ''ھذا کلہ فی الفتح''۔

پھر لکھتے ہیں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں جن دروازوں کا ذکر ہے یہ جنت کے اصل (ابتدائی بڑے) پھاٹکوں کے علاوہ اندرونی دروازے ہوں کیونکہ اعمال صالحہ آٹھ سے بہت زیادہ ہیں ہر عمل صالح کا اگر دروازہ ہو تو بہت دروازے ہونے چاہئے اِس لئے اعمال صالحہ کے دروازے اندرونی دروازے ہوں گے۔

اہل جنت کا کھانا

وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ. وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ. (الواقعہ۲۰)

ترجمہ: اور اس قسم کے میوے جو وہ پسند کریں گے اور پرندوں کا گوشت جو وہ چاہیں گے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَاكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَا يَتْفِلُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ "قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ جُشَاءٌ" وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ.
(رواہ مسلم رقم: ۷۱۵۲)

ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بے شک اہل جنت، جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن وہ نہ تھوکیں گے اور نہ پیشاب کریں گے۔ نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ

ناک صاف کریں گے۔ صحابہ نے عرض کیا پھر اُن کا کھانا کہاں جائے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک ڈکار آئے گی سب ختم اور پسینہ مشک کے خشبو کی طرح ہوگا، ان کو تسبیح اور حمد کا اس طرح الہام ہوگا جس طرح سانس آتی جاتی ہے''۔

فائدہ: ڈکار سے کھانے کا فُضلہ اور پسینہ سے پانی کا فضلہ خارج ہوگا۔ تسبیح وحمد کی وجہ سے کوئی پریشانی نہ ہوگی اور ہر سانس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر وذکر کرتا رہے گا۔

اہل جنت کے کپڑے

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ. (الحج:۲۳)

ترجمہ: اس میں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور اس میں ان کا لباس ریشم (کا ہوگا)۔

يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ. (الکھف:۳۱)

ترجمہ: انہیں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور وہ کپڑے پہنیں گے سبز باریک ریشم کے اور دبیز ریشم کے، اُس میں مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ ثِيَابَ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَتُنْسَجُ نَسْجًا أَمْ تُشَقَّقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ قَالَ: فَكَانَ الْقَوْمُ عَجِبُوْا مِنْ مَسْأَلَةِ الْاَعْرَابِيِّ فَقَالَ: مَا تَعْجَبُوْنَ مِنْ جَاهِلٍ يَسْأَلُ عَالِمًا، قَالَ: فَسَكَتَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ ثِيَابِ الْجَنَّةِ؟ قَالَ أَنَا، قَالَ لَا بَلْ تُشَقَّقُ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ. (مسند احمد ج:۲ ص۲۳)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک صاحب آئے اور کھڑے ہو کر سوال کیا یا رسول اللہ بتائیں کہ جنتیوں کے کپڑے بُنے جائیں گے یا جنت کے پھلوں سے نکلیں گے۔ لوگ اس سوال کی وجہ سے تعجب میں پڑ گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کس وجہ سے تعجب کر رہے ہو، کیا تعجب کی وجہ یہ ہے کہ ایک ناواقف نے جاننے والے سے پوچھا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر خاموش رہے، پھر پوچھا کہ سائل کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسی بات نہیں (کہ وہ کپڑے بنے جائیں گے) بلکہ وہ کپڑے تو جنت کے پھلوں سے نکلیں گے''۔

جہنم کے آگ کی کیفیت

جہنم کی آگ کا ذکر سورۃ المدثر، سورۃ الاعلیٰ، سورۃ المرسلات، سورۃ اللیل، سورۃ الغاشیہ، سورۃ القارعہ، سورۃ بنی اسرائی اور سورۃ الھمزہ میں تفصیل سے دیا گیا ہے۔

جہنم میں سب سے بڑا عذاب آگ کا ہی ہوگا جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دنیا کی آگ سے انہتر (٦٩) درجہ زیادہ گرم ہے۔ (مسلم)

قرآن مجید میں اس آگ کو سورہ اعلیٰ میں آیت نمبر ١٢ میں نَارُ الْكُبْرٰى یعنی ''بہت بڑی آگ'' کہا گیا ہے۔

سورہ ہمزہ آیت نمبر ٥ میں نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ یعنی ''اللہ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ'' کہا گیا ہے۔

سورہ الیل آیت نمبر ١٤ میں نَارًا تَلَظّٰى یعنی ''آگ کی لپٹ'' کہا گیا ہے۔

سورہ غاشیہ آیت نمبر ٤ میں نَارٌ حَامِيَةٌ یعنی ''بھڑکتی ہوئی آگ'' کہا گیا ہے۔

عذاب کی تکلیف

اگر انسان کو محض جلا ڈالنا مطلوب ہوتا تو اُس کے لئے دنیا کی آگ ہی کافی تھی جس میں انسان چند لمحوں کے اندر اندر جل کر ختم ہو جاتا ہے لیکن جہنم کی آگ تو کافروں اور مشرکوں کو مستقل عذاب دینے کے لئے بھڑکائی گئی ہے، لہٰذا دنیا کی آگ سے کئی درجہ زیادہ گرم ہونے کے باوجود وہ آگ جہنمیوں کا قصہ تمام نہیں کرے گی بلکہ انہیں مسلسل عذاب اور عقاب میں مبتلا رکھے گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا سورہ مدثر آیت نمبر ٢٨ میں ارشاد ہے: (لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ) یعنی ''نہ جان لے گی نہ جان چھوڑے گی'' دوسری جگہ سورہ اعلیٰ آیت نمبر ٤ میں ارشاد مبارک ہے: لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى یعنی ''اس آگ میں کافر نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا''

جہنم کا داروغہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں ایک انتہائی بدصورت اور بری شکل کا آدمی دکھایا گیا جو مسلسل آگ جلا رہا تھا اور اس کے ارد گرد دوڑ دوڑ کر اسے بھڑکا رہا تھا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا ''یہ کون ہے؟'' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا (إِنَّهُ مَالِكٌ خَازِنُ جَهَنَّمَ) یعنی ''اس کا نام مالک ہے اور یہ جہنم کا داروغہ ہے۔'' (بخاری)

گویا جہنم کا داروغہ آج بھی جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے اور قیامت تک مسلسل بھڑکاتا رہے گا۔ جہنمیوں کے جہنم میں چلے جانے کے بعد بھی جہنم کی آگ کو بھڑکانے کا یہ عمل مسلسل جاری رہے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا یعنی ''جہنم کی آگ جیسے ہی دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔'' (بنی اسرائیل، :٩٧)

جہنم کی آگ کا درجۂ حرارت

جہنم کے آگ کی گرمی کا صحیح اندازہ لگانا تو مشکل ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کی روشنی میں جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ٦٩ درجے زیادہ گرم بتائی گئی ہے، سادہ سا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی آگ کا اگر کم از کم درجہ حرارت ٢٠٠٠ ڈگری سنٹی گریڈ شمار کیا جائے تو جہنم کی آگ کا درجہ حرارت ایک لاکھ ٣٨ ہزار ڈگری سنٹی گریڈ ہوگا۔

آگ کے درجہ حرارت کا انحصار اُس ایندھن پر ہوتا ہے جو اُسے جلانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے بعض صورتوں میں یہ درجۂ حرارت ٢٠٠٠ سنٹی گریڈ سے کہیں زیادہ ہو جاتا ہے۔

سورہ بقرہ آیت نمبر ٢٤ میں اللہ تعالیٰ نے جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر کو کہا ہے،

ممکن ہے انسانوں کو ایندھن اِس لئے کہا گیا ہو کہ وہ بھی اِس آگ میں جل کر ختم نہیں ہوں گے بلکہ پتھروں کی طرح ان کا وجود بھی باقی رہے گا۔(واللہ اعلم بالصواب)

اس شدید گرم آگ سے جہنمیوں کے لباس بنائے جائیں گے، اسی آگ سے اُن کے بستر تیار کئے جائیں گے، اسی آگ سے اُن کے لئے چھتریاں اور قناتیں بنائی جائیں گی اور اسی آگ سے اُن کے لئے فرش بنائے جائیں گے۔ عذاب الیم کی ایسی بدترین جگہ پر اِس انسان کی زندگی کتنی مصیبت زدہ ہوگی اس کا اندازہ خود لگایا جاسکتا ہے۔

مختلف گناہوں کے مطابق عذاب

عَنْ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ إِنَّ مِنْهُم مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ إِلٰی کَعْبَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ إِلٰی حُجْزَتِهٖ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ اِلٰی عُنُقِهٖ۔

(رواہ مسلم، کتاب الجنۃ و صفۃ نعیمھا، باب جھنم اعاذنا اللہ منھا: ۷۱۶۹)

ترجمہ: ’’حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ’’بعض لوگوں کو آگ ٹخنوں تک جلائے گی، بعض لوگوں کو کمر تک جلائے گی اور بعض لوگوں کو گردن تک جلائے گی۔‘‘

قرآن میں جہنم کے مختلف درجات

جہنم میں مختلف قسم کے عذاب ہوں گے جن کا ذکر قرآن میں درج ذیل طریقہ سے آیا ہے:

۱۔ جہنم کا ایک درجہ ’’اَلْجَحِیْمَ‘‘ (بھڑکتی ہوئی آگ کا گڑھا) ہے جس کا ذکر سورہ نازعات آیت نمبر ۳۷ سے ۳۹ تک میں کیا گیا ہے۔

۲۔ ’’اَلْحُطَمَةُ‘‘ (چکنا چور کردینے والی) ہے جس کا ذکر سورۃ الہمزۃ: آیت نمبر ۴۔۶ میں کیا گیا ہے۔

۳۔ ’’هَاوِيَةٌ‘‘ (گہری کھائی) اس کا ذکر سورۃ القارعۃ آیت ۸ نمبر میں کیا گیا ہے۔

۴۔ ’’سَقَرَ‘‘ (سخت جھلسا دینے والی) اس کا ذکر سورہ مدثر آیت نمبر ۲۷ میں کیا گیا ہے۔

۵۔ ’’لظٰی‘‘ (بھڑکتی ہوئی آگ کی لپیٹ) اس کا ذکر سورہ المعارج آیت ۱۵ میں کیا گیا ہے۔

۶۔ ’’سَعِیْرٌ‘‘ یعنی (دہکتی ہوئی آگ) اس کا ذکر سورۃ الملک آیت نمبر ۱۱ میں کیا گیا ہے۔

۷۔ ’’زمھریر‘‘ یعنی (شدید سردی کا عذاب) اس کا ذکر سورۃ الدھر آیت نمبر ۱۱ میں کیا گیا ہے۔

۸۔ جہنم کی ایک وادی کا نام ’’وَیل‘‘ (ہلاکت اور بربادی) ہے جس کا ذکر سورۃ المرسلات آیت نمبر ۳۰ میں کیا گیا ہے۔

خوفناک آوازیں

جہنمیوں کے درد سے جو آوازیں نکلیں گی اس کا ذکر سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۰ میں اور سورۃ الفاطر آیت نمبر ۳۶ اور سورۃ النساء آیت نمبر ۵۶ میں اور سورۃ المومنون آیت نمبر ۱۰۴ میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔

آگ کی دیواریں

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ؕ (الکھف:۲۹)

ترجمہ: ’’ظالموں کے لئے ہم نے وہ آگ تیار کررکھی ہے جس کے شعلے انہیں گھیر لیں گے‘‘۔

جہنم کی چہار دیواری

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَّهُ قَالَ لَسُرَادِقُ النَّارِ أَرْبَعَةُ جُدُرٍ بَيْنَ كُلِّ جِدَارٍ مِثْلُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً۔

(رواہ ابویعلی، شرع السنۃ الجز، الخامس عشر، رقم الصفحۃ ۲۵۱)

ترجمہ: ’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنم کا احاطہ چار دیواروں پر مشتمل ہے ہر دیوار کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہے جس کا ذکر سورۃ ق آیت نمبر ۳۰ میں اور سورۃ الفرقان آیت نمبر ۱۲ میں کیا گیا ہے‘‘۔

جہنم کی بات چیت

جہنم اللہ تعالیٰ کے حکم سے بات کرے گی:

يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ۝ (ق:۳۰)

ترجمہ: "قیامت کے روز ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی ہے تو وہ کہے گی کیا اور کچھ ہے؟"

جہنم کی آنکھیں، کان اور زبان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهٗ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُوْلُ اِنِّيْ وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "قیامت کے روز جہنم سے ایک گردن نکلے گی، اُس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں گے جس سے وہ سنے گی اور اس کے زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی اور کہے گی۔ میں تین آدمیوں کو عذاب دینے کے لئے مسلط کی گئی ہوں، پہلا اللہ کے مقابلے میں سرکش اور اُس سے عناد رکھنے والے کے لئے دوسرا اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو پکارنے والے کے لئے اور تیسرا تصویریں بنانے والے کے لئے"۔

جہنم میں مَوت نہیں ہوگی

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُهٗ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اُتِيَ بِالْمَوْتِ كَالْكَبْشِ الْاَمْلَحِ فَيُوْقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُذْبَحُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ فَلَوْ اَنَّ اَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَلَوْ اَنَّ اَحَدًا مَاتَ حُزْنًا لَمَاتَ اَهْلُ النَّارِ۔

(رواہ الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی خلود اہل الجنۃ واہل النار (۲۰۷۳/۲)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز موت کو ایک چتی دار مینڈھے کی شکل میں جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کیا جائے گی اور اُسے ذبح کر دیا جائے گا جنتی اور جہنمی لوگ اُسے دیکھ رہے ہوں گے اگر خوشی سے مرنا ممکن ہوتا تو جنتی خوشی سے مَر جاتے اور اگر غم سے مَرنا ممکن ہوتا تو جہنمی غم سے مرجاتے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اَرٰى مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ السَّمَاءَ اَطَّتْ وَحَقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَى الصُّعُدَاتِ تَجَارُوْنَ اِلَى اللّٰهِ۔ (رواہ ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحزن والبکاء)

ترجمہ: "حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے بے شک آسمان چرچرا رہا ہے اور اُسے چرچرانا ہی چاہئے کیونکہ اُس میں کہیں بھی ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جہاں کسی فرشتے کا سر سجدہ میں نہ ہو۔ اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو اور زیادہ روؤ، بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور اللہ کی پناہ طلب کرو اور جنگلوں اور صحراؤں کی طرف نکل جاؤ۔

فائدہ: مسند احمد کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نے جنت اور جہنم دیکھی ہے۔

جہنم میں سانپوں اور بچھوؤں کا عذاب

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَارِثِ بْنِ جَزْءٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِي النَّارِ حَيَّاتٍ كَاَمْثَالِ اَعْنَاقِ الْبُخْتِ تَلْسَعُ اِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ

حَمُوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا وَ اِنَّ فِيْ النَّارِ عَقَارِبٌ كَاَمْثَالِ الْبِغَالِ الْمُوْكَفَةِ تَلْسَعُ اِحْدَاهُنَّ اللَّسْعَةَ فَيَجِدُ حَمُوَتَهَا اَرْبَعِيْنَ سَنَةً۔

(رواہ احمد، مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفتن باب صفة النار و اهلها الفصل الثالث)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن حارث بن جز رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہنم میں بختی اونٹ (اونٹوں کی ایک قسم) کے برابر سانپ ہوں گے اُن میں سے ایک سانپ کے کاٹنے سے جہنمی چالیس سال تک زہر کا اثر محسوس کرتا رہے گا۔ جہنم میں بچھو خچروں کے برابر ہوں گے اُن میں سے ایک بچھو کے کاٹنے سے چالیس سال تک جہنمی زہر کا اثر محسوس کرتا رہے گا''۔

بچھو کی ڈنک

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ (زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ) قَالَ زِيْدُوْا بِالْعَقَارِبِ اَنْيَابُهَا كَالنَّخْلِ الطِّوَالِ۔

(رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد الجزء العاشر کتاب صفة النار باب زيادة اهل النار من العذاب)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اللہ کے ارشاد (زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ) ''ہم اُن کے عذاب میں مزید عذاب کا اضافہ کردیں گے''۔ (نحل:۸۸) کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ (جہنمیوں کے عذاب میں اضافہ کے لئے) بچھوؤں کے ڈنک لمبی کھجوروں کے برابر بڑھا دیئے جائیں گے''۔

جہنمیوں کا کھانا پینا

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ (الدخان:۴۳۔۴۸)

ترجمہ: ''بیشک زقوم (تھوہر) کا درخت۔ گنہگار کا کھانا ہے۔ جو مثل تلچھٹ کے ہے

اور پیٹ میں کھولتا رہتا ہے۔ مثل تیز گرم پانی کے اِسے پکڑ لو پھر گھسیٹتے ہوئے بیچ جہنم تک پہنچاؤ پھر اِس کے سر پر سخت گرم پانی کا عذاب بہاؤ''۔

دوزخیوں کے کھانے کے لئے چار قسم کا کھانا

جہنمیوں کو جہنم میں درج ذیل چار قسم کے کھانے دیئے جائیں گے:

(۱) زَقُّوم (یعنی تھوہر)

(۲) ضَرِيع (کانٹے دار گھاس)

(۳) غِسْلِيْن (زخموں سے نکلنے والی غلاظت)

(۴) ذَا غُصَّة (حلق میں پھنس پھنس کر اترنے والا کھانا)

(۱) زَقُّوْمِ (یعنی تھوہر): ۔یہ بدبودار کڑوا، کانٹے دار جہنمیوں کا کھانا ہوگا جس کا ذکر سورۃ الدخان آیت نمبر ۴۳ میں کیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا لَفَسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا مَعِيْشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ تَكُوْنُ طَعَامُهٗ۔

(رواہ احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجه، جامع صغیر للالبانی الجز الخامس رقم الحدیث: ۱۵۲۶)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تھوہر کا ایک قطرہ دنیا میں گرا دیا جائے تو ساری دنیا کے جانداروں کے اسباب زندگی (یعنی خوراک کی چیزیں) تباہ کردے گا پھر اُس شخص کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی تھوہر ہو''۔

(۲) ضَرِيْع (کانٹے دار گھاس): ۔ جہنمیوں کو کھانے کے لئے کانٹے دار گھاس اور جھاڑیاں دی جائیں گی جس کا ذکر سورۃ الغاشیۃ آیت نمبر ۵ میں کیا گیا ہے۔

(۳) غِسْلِيْنَ (یعنی زخموں سے نکلنے والی غلاظت): ۔جہنمیوں کو کھانے کے لئے زخموں سے نکلنے والی غلاظت دی جائے گی جس کا ذکر سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۳۵ میں کیا گیا ہے۔

(۴) ذَا غُصَّةٍ (حلق میں پھنس پھنس کر اترنے والا کھانا):۔ جہنمیوں کو کھانے کے لئے ایسے کھانے دیئے جائیں گے جو حلق میں پھنسنے والا کھانا ہوگا جس کا ذکر سورۃ مزمل آیت نمبر ۱۲ میں کیا گیا ہے۔

دوزخیوں کو پینے کیلئے پانچ قسم کا پانی

جہنمیوں کو پینے کے لئے درج ذیل پانچ قسم کے مشروبات دیئے جائیں گے:

(۱) مَآءٌ حَمِیۡمٌ (کھولتا ہوا پانی)

(۲) مَآءٌ صَدِیۡدٌ (زخموں سے بہنے والی پیپ اور خون)

(۳) مَآءٌ کَالۡمُهۡلِ (تیل کی تلچھٹ جیسا کھولتا ہوا پانی)

(۴) غَسَّاقٌ (سیاہ زہریلا بدبودار مشروب)

(۵) طِیۡنَةُ الۡخَبَالِ (جہنمیوں کا پسینہ)

(۱) مَآءٌ حَمِیۡمٌ (یعنی کھولتا ہوا پانی):۔ جہنمیوں کو کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جس کا ذکر سورۃ الصافات آیت نمبر ۶۶ میں کیا گیا ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ زقوم کا درخت اور کھولتے پانی کے چشمے دوزخ کے کسی خاص علاقے میں ہوں گے جب جہنمیوں کو بھوک اور پیاس لگے گی تو انہیں اس مقام کی طرف ہانک دیا جائے گا اور پھر دوزخ میں اپنے ٹھکانے کی طرف واپس لایا جائے گا۔

حضرت ضحاک فرماتے ہیں کہ یہ کھولتا ہوا پانی تب سے جوش مار رہا ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور اس وقت تک جوش مارتا رہے گا جب تک کہ اسے دوزخیوں کو پلایا اور اُن کے سروں پر پلٹا نہ جائے۔

● ابن زید فرماتے ہیں حمیم وہ پانی ہے جو دوزخیوں کی آنکھوں سے جہنم میں نکلے گا اور حوضوں میں جمع ہوگا یہی ان کو پلایا جائے گا۔ اور سورۂ رحمٰن میں جو حَمِیۡمٍ اٰنٍ کا ذکر ہے اُس کے

متعلق حضرت حَسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ وہ چیز جو حرارت میں انتہاء کو پہنچ جائے اس کے بعد حرارت کے بڑھنے کا کوئی امکان نہ ہو تو اہل عرب اسے حَمِیۡمٍ اٰنٍ سے تعبیر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے جو مِنۡ عَیۡنٍ اٰنِیَةٍ فرمایا ہے اس گرم چشمہ کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت سے بھڑکایا ہوا ہے جب سے جہنم کو پیدا فرمایا ''اس کی گرمی انتہا کو پہنچ چکی ہے''۔

(۲) مَآءٌ صَدِیۡدٌ (یعنی زخموں سے بہنے والی پیپ اور خون) :۔ یہ جہنمیوں کو پینے کے لئے دیا جائے گا جس کا ذکر سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۱۶ میں کیا گیا ہے۔

(۳) مَآءٌ کَالۡمُهۡلِ (یعنی تیل کی تلچھٹ جیسا کھولتا ہوا پانی) :۔ یہ پانی جہنمیوں کو دیا جائے گا جس کا ذکر سورۃ الکھف آیت نمبر ۲۹ میں کیا گیا ہے۔

(۴) غَسَّاقٌ (یعنی سیاہ زہریلا بدبودار مشروب) :۔ یہ جہنمیوں کو پینے کے لئے دیا جائے گا جس کا ذکر سورۃ ص آیت نمبر ۵۶ میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔

جہنم میں عذاب کی مختلف قسمیں

جہنم میں مختلف قسم کا عذاب دیا جائے گا جس کا ذکر اختصار سے صرف سورتوں کے حوالے کے ذریعہ درج کیا جاتا ہے جیسے:

❶ بعض مجرموں کو گندھک کا پائجامہ اور کھجلی کا کرتہ پہنایا جائے گا جس کا ذکر سورہ الحج آیت نمبر ۱۹ میں کیا گیا ہے۔

❷ جہنمیوں کو ''آرام'' کرنے کے لئے آگ کے بستر دئے جائیں گے جس کا ذکر سورہ الاعراف آیت نمبر ۴۱ میں کیا گیا ہے۔

❸ جہنمیوں کے ''قالین'' بھی آگ کے ہوں گے جس کا ذکر سورہ زمر آیت نمبر ۱۶ میں کیا گیا ہے۔

❹ جہنمیوں کا اوڑھنا بچھونا آگ ہی کا ہوگا جس کا ذکر سورہ العنکبوت آیت نمبر ۵۵ میں کیا گیا ہے۔

❺ جہنمیوں کے اوپر آگ کی چھتریاں ہوں گی جس کا ذکر سورہ زمر آیت نمبر ۱۶ میں کیا گیا ہے۔

۶ جہنمیوں کو آگ کے طوق، آگ کی ہتھکڑیاں اور آگ کی بیڑیوں کا عذاب بھی ہوگا جس کا ذکر سورہ حاقہ آیت نمبر ۳۰، اور سورہ الدہر آیت نمبر ۴ میں کیا گیا ہے۔

۷ فرشتے کافروں کو زنجیروں میں باندھ کر جہنم میں گھسیٹیں گے جس کا ذکر سورہ مومن آیت نمبر ۷۱ میں کیا گیا ہے۔

۸ عَذَابُ الْاِلْقَاءِ فِیْ مَکَانٍ ضَیِّقٍ (آگ کی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں ٹھونسنے کا عذاب) یعنی مجرم لوگ انتہائی تنگ و تاریک کوٹھریوں میں مشکیں کس کر ٹھونسے جائیں گے اور وہ خواہش کریں گے کہ کاش انہیں موت آجائے جس کا ذکر سورہ الفرقان آیت نمبر ۱۳ میں کیا گیا ہے۔

تشریح : سورہ الفرقان کی اس آیت کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس طرح کیل کو مشکل سے دیوار میں گاڑا جاتا ہے، اسی طرح جہنمیوں کو زبردستی تنگ جگہ میں ٹھونسا جائے گا۔ (ابن کثیر)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّ جَھَنَّمَ لَتُضَیِّقُ عَلَی الْکَافِرِ کَتُضَیُّقِ الزَّجِّ فِی الرُّمْحِ۔ (شرح السنۃ ۱۵-۲۵۱)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جہنم کافر کے لئے اس قدر تنگ کی جائے گی جس طرح نیزے کی اوپری لکڑی سختی سے گاڑی جاتی ہے''۔

۹ اسی طرح جہنمیوں کے چہرے جہنم میں آگ پر اُلٹ پلٹ کر کے بھونے جائیں گے۔

۱۰ اسی طرح (سورہ الاحزاب آیت نمبر ۶۶ میں عَذَابُ السَّمُوْمِ وَالْیَحْمُوْمِ یعنی سخت زہریلی گرم ہوا اور سخت کالے زہریلے دھوئیں کا عذاب) جس کا ذکر سورہ احزاب آیت نمبر ۶۶ میں دیا گیا ہے۔

۱۱ کافروں کو جہنم میں جھلسا دینے والی سخت گرم ہوا کا عذاب دیا جائے گا جس کا ذکر سورہ الطور آیت نمبر ۲۶ میں کیا گیا ہے۔

۱۲ عَذَابُ شِدَّةِ الْبَرْدِ (شدید سردی کا عذاب) جس کا ذکر (سورہ الدھر آیت نمبر ۱۱) میں کیا گیا ہے۔

۱۳ عَذَابَ الْھُوْنِ فِی النَّارِ (جہنم میں ذلت اور رسوائی کا عذاب) جس کا ذکر سورہ احقاف آیت نمبر ۲۰ میں کیا گیا ہے۔

۱۴ بعض کافروں کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا جائے گا جس کا ذکر سورہ علق آیت نمبر ۱۵ میں کیا گیا ہے۔

۱۵ اسی طرح عَذَابُ الظُّلُمَاتِ فِی النَّارِ (جہنم میں شدید اندھیرے اور تاریکی کا عذاب) یعنی کافروں کو جہنم میں ڈال کر اس کے دروازے اس قدر سختی سے بند کر دیئے جائیں گے کہ جہنمی صدیوں تک شدید اندھیرے اور تاریکی میں آگ کا عذاب جھیلتے رہیں گے کہیں سے روشنی کی معمولی سی کرن بھی نہ دیکھ پائیں گے جس کا ذکر سورہ البلد آیت نمبر ۱۹ اور سورہ ہمزہ آیت نمبر ۵ میں کیا گیا ہے۔

۱۶ فرشتے کافروں کو منہ کے بل الٹا کر کے جہنم میں گھسیٹیں گے جس کا ذکر سورہ قمر آیت نمبر ۴۸ میں کیا گیا ہے۔ بعض مجرموں کو قبر سے ہی منہ کے بل اٹھا کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا جس کا ذکر سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۹۷ میں کیا گیا ہے۔

جہنم کے عذاب کی شکلوں کا خلاصہ ایک نظر میں

درج ذیل عذاب کی شکلیں قرآنی آیات کے مفہوم کا خلاصہ ہے:

۱ جہنم کو دیکھتے ہی کافروں کے چہرے کالے سیاہ ہو جائیں گے۔ (سورہ یونس:۲۷)

۲ جہنمی عذاب سے تنگ آکر موت طلب کریں گے، لیکن انہیں موت نہیں آئے گی۔ (فرقان:۱۳)

۳ جہنم کی آگ جہنمیوں کے چہرے کا گوشت جلا ڈالے گی اور اُن کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔ (سورہ مومنون:۱۰۴)

۴ جہنم کی آگ نہ زندہ چھوڑے گی نہ مَرنے دے گی۔ (سورہ اعلیٰ:۱۳)

۵ جہنم کی آگ لوگوں کو چکنا چور کر دے گی۔ (سورہ ہمزہ:۴)

۶ جہنم میں کافروں کو پھینک کر اوپر سے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ (سورہ ہمزہ:۸-۹)

۷ جہنم میں کافر چیخیں ماریں گے (اور شور اس قدر ہوگا کہ) کانوں میں پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔(سورہ انبیاء:۱۰۰)

۸ جہنمیوں کو تھوہر کا زہریلا کانٹے دار اور بدبودار درخت کھانے کے لئے دیا جائے گا۔(سورہ دخان:۴۳)

۹ جہنمیوں کے زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ نیز کھولتا ہوا پانی جہنمیوں کو پینے کے لئے دیا جائے گا۔(سورہ ابراہیم:۱۶۔۱۷)

۱۰ جہنمیوں کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔(سورہ حج:۲۰)

۱۱ جہنمیوں کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے باندھ دیئے جائیں گے اور آگ کے شعلے اُن کے چہروں پر برسائے جائیں گے۔(سورہ ابراہیم:۴۹۔۵۰)

۱۲ جہنمیوں کے لئے آگ کا اوڑھنا اور آگ کا بچھونا ہوگا۔(سورہ اعراف:۴۱)

۱۳ جہنمیوں کے لئے آگ کی چھتریاں اور آگ کے فرش ہوں گے۔(سورہ زمر:۱۶)

۱۴ جہنمیوں کے لئے آگ کی قناتیں ہوں گی۔(سورہ کہف:۲۹)

۱۵ جہنمیوں کی گردنوں میں (آگ کے) بھاری طوق ڈالے جائیں گے۔(سورہ حاقہ:۳۰)

۱۶ جہنمیوں کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈالی جائیں گی۔(سورہ مزمل:۱۲)

۱۷ جہنمیوں کو سخت زہریلی گرم ہوا اور سخت زہریلے گرم دھویں کا عذاب بھی دیا جائے گا۔(سورہ واقعہ:۴۱۔۴۴)

۱۸ جہنم میں جہنمیوں کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔(سورہ قمر:۴۸)

۱۹ جہنمیوں کو آگ کے پہاڑ ''صعود'' پر چڑھنے کا عذاب دیا جائے گا۔(سورہ مدثر:۱۷)

۲۰ جہنمیوں کو لوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارا جائے گا۔(سورہ حج:۱۹)

جہنم کی تفصیلات احادیث مبارکہ میں

۱ جہنم میں گرایا گیا پتھر ستر سال بعد جہنم کی تہ میں پہنچتا ہے۔ (مسلم)

۲ جہنم کے ایک احاطہ کی دو دیواروں کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ (ابو یعلی)

۳ جہنم کو میدان حشر میں لانے کے لئے بڑی تعداد میں فرشتے مقرر ہوں گے۔ (مسلم)

۴ جہنم کا سب سے ہلکا عذاب آگ کے دو جوتے پہننے کا ہوگا جس سے جہنمی کا دماغ کھولنے لگے گا۔(مسلم)

۵ جہنمی کی ایک داڑھ (بڑا دانت) اُحد پہاڑ سے بھی بڑی ہوگی۔ (مسلم)

۶ جہنمی کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز سوار تین دن کی مسافت کے برابر کے فاصلہ کا ہوگا۔ (مسلم)

۷ جہنمی کے جسم کی کھال بیالیس ہاتھ (یعنی تقریباً ۶۳ فٹ) موٹی ہوگی۔(تاکہ عذاب دیا جاسکے)(ترمذی)

۸ دنیا میں تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کے برابر جسم دیا جائے گا۔ (ترمذی)

۹ جہنمی اس قدر آنسو بہائیں گے کہ اُن میں کشتیاں چلائی جاسکیں۔(مستدرک حاکم)

۱۰ جہنمیوں کو دیئے جانے والے کھانے (تھوہر) کا ایک ٹکڑا دنیا میں گرا دیا جائے تو ساری دنیا کے جانداروں کے اسبابِ معیشت برَباد کردے۔ (احمد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

۱۱ جہنمیوں کو پلائے جانے والے مشروب کا ایک ڈول (چند لیٹر) دنیا میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا کی مخلوق کو بدبودار کردے۔(ابو یعلی)

۱۲ جہنمیوں کے سر پر اس قدر کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا کہ وہ سر میں چھید کر کے پیٹ میں پہنچے گا اور پیٹ میں جو کچھ ہوگا اسے کاٹ ڈالے گا اور یہ سب کچھ پیٹھ سے نکل کر قدموں میں آ گرے گا۔ (احمد)

۱۳ کافر کو جہنم میں اس قدر سختی سے ٹھونسا جائے گا جس طرح نیزے کی نوک کو دستے میں سختی سے گاڑی جاتی ہے۔ (شرح السنہ)

۱۴ جہنم کی آگ شدید سیاہ رنگ کی ہے۔(جس میں ہاتھ کو ہاتھ سُجھائی نہیں دے گا)۔ (مالک)

۱۵ جہنمیوں کو آگ کے پہاڑ ''صعود'' پر چڑھنے میں ستر سال لگیں گے اترے گا تو پھر اُسے چڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔ (ابو یعلی)

۱۶ جہنمیوں کو مارنے کے لئے لوہے کے گُرز اتنے وزنی ہوں گے کہ انسان اور جن مل کر بھی

اُسے اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے۔ (ابویعلی)

۱۷ جہنم کے سانپ قد میں اونٹوں کے برابر ہوں گے اور اُن کے ایک دفعہ ڈسنے سے کافر چالیس سال تک اُس کے زہر کی جلن محسوس کرتا رہے گا۔ (احمد)

۱۸ جہنم کے بچھو قد میں خچر کے برابر ہوں گے اُن کے ڈسنے کا اثر کافر چالیس سال تک محسوس کرتا رہے گا۔ (احمد)

۱۹ جہنمیوں کو جہنم میں منہ کے بَل چلایا جائے گا۔ (مسلم)

۲۰ جہنم کے دروازے پر عذاب دینے والے چار لاکھ فرشتے موجود ہوں گے جن کے چہرے بڑے ہیبت ناک اور سیاہ ہوں گے جبڑے باہر نکلے ہوئے ہوں گے، وہ سخت بے رحم ہوں گے اور اِس قدر دونوں کندھوں کے درمیان موٹائی ہوگی کہ پرندے کی دو ماہ کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔ (ابن کثیر)

یہ ہے وہ ہولناک اور المناک عقوبت خانہ آخرت جس کا قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بار بار جہنم کے نام سے ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر مسلمان کو اپنے فضل وکرم سے محفوظ اور مامون فرمائے، بے شک وہ بڑا بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے۔

جہنم میں لے جانے والے اعمال

(۱) شرک کرنا، (۲) ناحق قتل کرنا، (۳) جادو کرنا یا کروانا، (۴) نماز ترک کرنا، (۵) زکوٰۃ ادا نہ کرنا، (۶) بلا عذر رمضان کے روزے ترک کرنا، (۷) استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا، (۸) والدین کی نافرمانی کرنا، (۹) قطع رحمی کرنا، (۱۰) زنا کرنا، (۱۱) عمل قوم لوط (ہم جنس پرستی)، (۱۲) سود (لینا، دینا، لکھنا، گواہی دینا)، (۱۳) یتیم کا مال کھانا، (۱۴) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام جھوٹی بات منسوب کرنا، (۱۵) میدان جہاد سے بھاگنا، (۱۶) حاکم کا رعایا پر ظلم کرنا اور اسے دھوکہ دینا، (۱۷) تکبر اور غرور کرنا، (۱۸) جھوٹی گواہی دینا، (۱۹) جھوٹی قسم کھانا (۲۰) جوا کھیلنا، (۲۱) پاک دامن عورت پر

تہمت لگانا، (۲۲) مالِ غنیمت میں خیانت کرنا، (۲۳) چوری کرنا، (۲۴) ڈاکہ ڈالنا، (۲۵) شراب پینا، (۲۶) ظلم کرنا، (۲۷) ٹیکس وصول کرنا، (۲۸) حرام کھانا، (۲۹) خودکشی کرنا، (۳۰) جھوٹ بولنا، (۳۱) کتاب وسنت کے خلاف فیصلہ کرنا، (۳۲) رشوت لینا، (۳۳) فال نکالنا اور نکلوانا، (۳۴) بے غیرت بننا، (۳۵) پیشاب سے احتیاط نہ کرنا، (۳۶) مَردوں عورتوں کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا، (۳۷) ریا اور نمائش سے کام لینا، (۳۸) دنیا حاصل کرنے کے لئے علم دین سیکھنا اور علم دین چھپانا، (۳۹) خیانت کرنا، (۴۰) احسان جتلانا، (۴۱) تقدیر کا انکار کرنا، (۴۲) دوسروں کے راز ٹٹولنا، (۴۳) چغل خوری اور غیبت کرنا، (۴۴) لعنت کرنا، (۴۵) وعدہ خلافی کرنا، (۴۶) تصویر بنانا، (۴۷) شوہر سے بیوی کا بداخلاقی سے پیش آنا، (۴۸) نوحہ اور بیان کر کے رونا، (۴۹) سرکشی کرنا، (۵۰) غلام، لونڈی اور بیوی سے بدسلوکی کرنا، (۵۱) پڑوسی کو اذیت پہنچانا، (۵۲) عام مسلمانوں کو تکلیف دینا، (۵۳) کسی مسلمان پر دست درازی کرنا، (۵۴) تہبند ٹخنوں کے نیچے رکھنا، (۵۵) مَردوں کا ریشم اور سونا استعمال کرنا، (۵۶) غلام کا بھاگنا، (۵۷) غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا، (۵۸) اصحابِ رسول کو گالی دینا، (۵۹) ناحق لڑائی جھگڑا کرنا، (۶۰) ناپ تول میں کمی کرنا، (۶۱) اپنی ضرورت سے زائد پانی دوسرے کو نہ لینے دینا، (۶۲) اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا، (۶۳) صغیرہ گُناہ پر اِصرار کرنا، (۶۴) بلا عذر مستقل بلا جماعت نماز ادا کرنا، (۶۵) غیر شرعی وصیت کرنا، (۶۶) کسی کو دھوکہ اور فریب دینا، (۶۷) اسلامی حکومت کی جاسوسی کرنا، (۶۸) حقیقی باپ کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا۔

مذکورہ بالا تمام گناہوں کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ نے قرآن وحدیث کے حوالوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ تمام کبیرہ گناہ ہیں۔

یہ سارے گناہ وہ کبیرہ گناہ ہیں جن میں سے کسی ایک کا ارتکاب بھی انسان کو جہنم

میں لے جانے کے لئے کافی ہے، لہٰذا جہنم سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاً مذکورہ بالا تمام کبیرہ گناہوں سے مکمل اجتناب کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے اکثر اوقات دعا کی جائے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جہنم سے بچنے کی شکلیں

(۱) توبہ کے ذریعہ (۲) ایمان کے ذریعہ

(۳) صالح اعمال کے ذریعہ (۴) اطاعت پر استقامت کے ذریعہ

دعا

”اے ہمارے پیدا کرنے والے کریم رب! آپ ہمارے مالک ہمارے حاکم قادر مطلق ہیں ہم مجبور و مغلوب ہیں، آپ بے نیاز اور ہم محتاج ہیں، آپ غنی ہم فقیر ہیں، ہماری پیشانیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ ہمارے فیصلے آپ کے اختیار میں ہیں“

”اے ہمارے رب! آپ کی پناہ کے علاوہ ہمارے لئے کوئی پناہ نہیں آپ کے سہارا کے علاوہ کوئی سہارا نہیں، آپ کے در کے علاوہ ہمارے لئے کوئی اور در نہیں، آپ کے آستانے کے علاوہ ہمارا کوئی آستانہ نہیں، آپ کی رحمت ہمارا زادِ سفر اور آپ کی مغفرت ہماری پونجی ہے۔“

”اے ہمارے رب! آپ نے خود ہی بتایا ہے کہ جہنم بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے، اس کا عذاب جان سے چمٹ جانے والا ہے اس میں داخل ہونے والا نہ زندہ رہے گا نہ مرے گا۔ پس جسے آپ نے جہنم میں ڈالا وہ تو رسوا ہی ہو گیا۔“

”اے ہمارے غفار، ستار، رحمن اور رحیم رب! ہم نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، ہم اپنے تمام صغیرہ اور کبیرہ، اعلانیہ اور پوشیدہ، دانستہ اور نادانستہ، معلوم اور نامعلوم گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ آپ کے عذابوں اور عقابوں سے ڈرتے ہیں، آپ کی جہنم سے پناہ مانگتے ہیں اور ہر اس قول و فعل سے بھی پناہ مانگتے ہیں جو جہنم سے قریب لے جانے والا ہو۔“

”اے سلامتی والے، امن دینے والے، گناہ معاف فرمانے والے اور عیوب کی پردہ پوشی فرمانے والے پاک رب! جس طرح آپ نے اس دنیا میں اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں پر پردہ

ڈال رکھا ہے، اسی طرح قیامت کے روز بھی اپنی رحمت سے ہمارے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھنا اور اپنی رحمت سے ہمیں اس روز کی ذلت اور رسوائی سے محفوظ رکھنا۔“

”اے عرش عظیم کے مالک! آسمانوں اور زمین کے مالک! روز جزا کے مالک! شہنشاہوں کے شہنشاہ! حاکموں کے حاکم پاک رب! اگر آپ نے ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم پر کون رحم فرمائے گا۔ اگر آپ نے ہمارے گناہ معاف نہ کئے تو ہمارے گناہ کون معاف کرنے والا ہے۔ اگر آپ نے ہمیں پناہ نہ دی تو ہمیں کون پناہ دے گا۔ اگر آپ نے ہمیں جہنم سے نہ بچایا تو ہمیں کون جہنم سے بچائے گا۔

”اے اللہ! ہم جہنم سے آپ کی پناہ مانگتے ہیں اور آپ کی رحمت سے امید رکھتے ہیں کہ قیامت کے روز آپ ہمیں مایوس نہیں فرمائیں گے۔

❀❀❀

فصل چہارم
روزہ کی قسمیں اوراس سے متعلق مسائل

روزہ کا مطلب

'الصّیام یا صوم کے لفظی معنیٰ ہوتے ہیں کسی چیز سے رکے رہنے کے شرعی اصطلاح میں اس سے مراد مخصوص وقت میں مخصوص شرطوں کے ساتھ رکے رہنا ہے۔

(نووی ابن حجر)

روزہ کی قسمیں

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب (۵) نفل (۶) حرام (۷) مکروہ۔

واجب: کفاروں کے روزے اورنذرومنت کے روزے نذرومنت میں اگروقت اوردن کی نیت کی ہے جیسے اگرمیرا فلاں کام ہوگیا تو فلاں تاریخ یا فلاں دن کا روزہ رکھوں گا،تو یہ "نذرمعین" ہے بس اسی تاریخ اوراسی دن کا روزہ رکھنا واجب ہے اوراگردن اورتاریخ متعین نہیں کی بلکہ مطلق روزہ کی نیت کی ہوتو یہ نذرمعین نہیں ہے جس کا پورا کرنا واجب ہے،لیکن اسے جب چاہے پورا کرسکتا ہے۔

سنت: عاشورہ یعنی محرّم کے دوروزے اوربہتر یہ ہے کہ ۹ اور ۱۰ تاریخ ہو ورنہ ۱۰ اور ۱۱ ہو،اور ۹ ذی الحجہ کا روزہ سنت ہے۔

مستحب

ہرمہینہ میں تین روزے مستحب ہیں ایام بیض یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵۔تاریخ کے روزے اورپیر جمعرات کا روزہ چھ شوال کے اورحضرت داؤدؑ کا روزہ یعنی ایک روز روزہ رکھے اورایک روز افطار کرے۔

نفل: ان کے علاوہ سب روزے نفل ہیں سوائے مکروہ اورحرام روزوں کے۔

حرام: عیدین کا روزہ اور ایام تشریق کا روزہ یعنی ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں کا روزہ اور غیراللہ کا روزہ رکھنا بھی حرام ہے۔

مکروہ: صرف سنیچر کے دن کا روزہ یا صرف جمعہ کے دن کا روزہ یا صرف عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ یا نوروز کے دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے ساتھ میں ایک اور شامل کر لے تو بہتر ہے، مگر جیسا مشہور ہے کہ ایک روزہ بھٹکتا ہے یہ بات غلط ہے۔

چاند دیکھنے کا بیان

۲۹ شعبان کو غروب کے وقت چاند کی جستجو واجب ہے اگر چاند نہ ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کئے جائیں، شعبان کے چاند کی جستجو بھی بہتر ہے تاکہ اس کے حساب سے شعبان کے تیس دن پورے کر لئے جائیں۔

اگر انتیسویں شعبان کو رمضان شریف کا چاند دیکھ لیا جائے تو صبح کو روزہ رکھا جائے، اگر انتیسویں شعبان کو آسمان صاف نہ ہو اور ابر یا غبار ہو تو ایک مسلمان عاقل، بالغ، دیندار، پرہیزگار، سچے آدمی کی گواہی معتبر ہے، چاہے وہ خبر دینے والی عورت ہی ہو، اگر ایسے شخص نے گواہی دی جس کا فاسق ہونا معلوم نہیں اور بظاہر دیندار پرہیزگار ہے، تو اس کی گواہی معتبر ہوگی، اور آسمان صاف نہ ہونے کی صورت میں عیدین کے چاند کے لئے دو پرہیزگار مرد یا اسی طرح کے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی شرط ہے۔

اگر آسمان صاف ہو تو رمضان شریف اور عیدین کے دن کے چاند کے لئے کم از کم اتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے کہ جتنے آدمیوں کے جھوٹ بولنے اور بناوٹی بات بنانے کا دل میں یقین نہ ہو سکے بلکہ انکی گواہی سے چاند ہونے کا یقین ہو اور چاند کے بارے میں نجومیوں کا قول معتبر نہیں، اگر دوسرے شہر سے چاند دیکھنے کی خبر ایسے طریقہ پر آئے جس کا شریعت میں اعتبار ہے تو یہ خبر معتبر ہوگی۔

اگر کوئی شخص رمضان کا چاند دیکھے تو اس پر روزہ رکھنا واجب ہے، اس کی شہادت

قبول ہو یا نہ ہو پھر اگر اس شخص کے تیس روزے پورے ہو گئے، لیکن امام یا مفتی نے افطار کا حکم نہیں دیا تو اس کو چاہئے کہ اکتیسواں روزہ بھی رکھے۔

اگر کوئی شخص چاند دیکھے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ شہر کے قاضی یا مفتی کو اس کی اطلاع کر دے، اگر ایسی جگہ چاند دیکھا جہاں کوئی حاکم یا مفتی نہیں تو اس کو چاہئے کہ گاؤں کی مسجد میں آکر اطلاع دے، پھر اگر آسمان صاف نہ ہو اور وہ شخص متّقی دیندار بھی ہو تو لوگوں کو اس کی شہادت پر روزہ رکھ لینا چاہئے۔

یوم الشک

اگر انتیس شعبان کو آسمان صاف نہ ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا تو اگلا دن یوم الشک ہوگا، یعنی اس دن یہ شک ہو کہ آج شعبان ہے یا رمضان اگر آسمان بالکل صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو وہ یوم الشک نہیں کہلائیگا، کیونکہ یہ دن شعبان کا ہونا اغلب ہے، شک کے دن رمضان یا کسی واجب روزہ کی نیت کرنی مکروہ ہے۔

یوم الشک کو نفلی روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا، اس میں یہ تفصیل ہے کہ جو شخص تمام شعبان کے روزہ رکھے یا کسی خاص دن کا روزہ رکھتا ہو اور وہی یوم الشک ہو یا شعبان کے آخری تین دن کے روزے رکھے تو اس کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے، ورنہ خواص کے لئے روزہ رکھنا بہتر ہے، اور عوام زوال سے پہلے تک چاند کی خبر کا انتظار کر کے روزہ افطار کریں، خواص سے وہ لوگ مراد ہیں جو یوم الشک سے واقف ہوں اور جو شخص یوم الشک کے مسائل سے واقف نہ ہو وہ عوام میں داخل ہے، یوم الشک کی نیت یہ ہے کہ صرف نفل روزہ کی نیت کرے اور اس بات کا خطرہ دل میں نہ لائے کہ اگر رمضان ہوا تو رمضان کا روزہ ہو جائے گا۔

روزہ کی شرطیں

روزہ کی شرطیں دو قسم کی ہیں:۔

(۱) شرائط وجوب۔ روزہ واجب ہونے کے لئے جن باتوں کا پایا جانا ضروری ہے ان کوشرائط وجوب کہتے ہیں۔

(۲) شرائط صحت۔ روزہ صحیح ہونے کے لئے جن باتوں کا پایا جانا ضروری ہے ان کو شرائط صحت کہتے ہیں۔

روزہ کے شرائط وجوب

روزہ واجب ہونے کی چار شرطیں ہیں:۔

۱۔اسلام:- اسلام کا ماننے والا ہو، کافر پر روزہ واجب نہیں۔

۲۔بلوغ:- بالغ ہو، نابالغ بچہ پر روزہ واجب نہیں البتہ عادت ڈالنے کے لئے نابالغ بچوں سے بھی روزہ رکھوانا چاہئے، جس طرح نماز پڑھوانے کا اہتمام کرنے کی حدیث میں تاکید ہے، اسی طرح روزہ رکھوانے کی بھی ترغیب دی گئی ہے، لیکن انہی بچوں سے رکھوایا جائے جو روزہ کی بھوک پیاس برداشت کرنے کی قوت رکھتے ہوں۔

۳۔صوم:- رمضان کے روزہ کی فرضیت سے واقف ہوں۔

۴۔معذور نہ ہو- یعنی کوئی ایسا عذر نہ ہو جس میں شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہو، جیسے۔سفر، بڑھاپا، مرض، جہاد وغیرہ۔

شرائط صحت

۱۔ کافر کا روزہ صحیح نہیں ہوگا، جب تک کہ اسلام قبول نہ کرلے۔

۲۔ عورتوں کا حیض ونفاس سے پاک ہونا ضروری ہے۔

۳۔ نیت کرنا، یعنی دل میں روزہ رکھنے کا ارادہ کرنا، روزہ رکھنے کا ارادہ کئے بغیر کوئی شخص دن بھر ان سب چیزوں سے رکا رہے جن سے روزہ میں رکا جاتا ہے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

روزہ کے فرائض

روزہ میں صبح صادق نمودار ہونے سے غروب آفتاب تک تین باتوں سے رکے رہنا فرض ہے۔

۱۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کچھ نہ کھانا۔

۲۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک کچھ نہ پینا۔

۳۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک جنسی لذت سے رکے رہنا۔

روزہ کے سنن ومستحبات

۱۔ سحری کا اہتمام کرنا سنت ہے، چاہے وہ چند کھجوریں، یا چند گھونٹ پانی ہو۔

۲۔ سحری آخری وقت میں کھانا مستحب ہے، جبکہ صبح صادق ہونے میں کچھ ہی دیر باقی ہو۔

۳۔ روزہ کی نیت رات ہی میں کرلینا مستحب ہے۔

۴۔ افطار جلد کرنا، یعنی سورج ڈوب جانے کے بعد دیر نہ کرنا مستحب ہے۔

۵۔ چھوہارے، کھجور یا پانی سے افطار کرنا مستحب ہے۔

۶۔ غیبت، چغلی، غلط بیانی، شور وہنگامہ، غصہ وزیادتی سے بچنے کا اہتمام کرنا مسنون ہے، یہ کام یوں بھی غلط ہیں لیکن روزہ میں ان سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔

روزہ کے فاسد ہونے کی چیزیں

روزہ میں تین چیزوں سے بچنا فرض ہے:-

۱۔ کوئی بھی چیز کھانے سے۔

۲۔ کوئی بھی چیز پینے سے۔

۳۔ جنسی لذت حاصل کرنے سے۔

وہ چیزیں جن سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ فاسد تو نہیں ہوتا، لیکن مکروہ ہو جاتا ہے، ان سب چیزوں کی کراہت تنزیہی ہے، تحریمی نہیں۔

۱۔ کسی چیز کا ذائقہ چکھنا، البتہ کوئی خاتون مجبور ہو تو وہ کھانے کی چیزوں کا ذائقہ پکاتے وقت، یا بازار سے خریدتے وقت چکھ لے اگر اس کا شوہر بدمزاج ہو، یا اسی طرح کوئی نوکر اپنے آقا کے خوف سے چکھ لے تو یہ مکروہ نہیں۔

۲۔ منھ میں کوئی چیز چبانا، جیسے۔ کوئی خاتون اپنے ننھے بچہ کو کھلانے کے لئے اپنے منھ میں کوئی چیز دبائے یا نرم کرنے کے لئے یا ٹھنڈا کرنے کے لئے منھ میں ڈالے تو یہ مکروہ ہے، البتہ مجبوری کی صورت میں جائز ہے۔ جیسے۔

کسی کا بچہ بھوکا ہے اور وہ صرف وہی چیز کھاتا ہے جو منھ میں چبا کر اس کو دی جائے، اور کوئی بنا روزے والا آدمی بھی موجود نہ ہو تو اس صورت میں چبا کر کھلانا مکروہ ہے۔

۳۔ روزہ میں کوئی ایسا کام کرنا مکروہ ہے جس سے اتنی زیادہ کمزوری پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑنا پڑے۔

۴۔ کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے میں ضرورت سے زیادہ غلو کرنا مکروہ ہے۔

۵۔ بلا وجہ منھ میں تھوک جمع کر کے بار بار تھوکنا مکروہ ہے۔

۶۔ روزہ کی حالت میں بے قراری، گھبراہٹ کا اظہار کرنا مکروہ ہے۔

۷۔ غسل کی حاجت ہو اور موقع بھی ہو پھر بھی کوئی شخص بلا وجہ جان بوجھ کر صبح صادق کے بعد تک غسل نہ کرے تو یہ مکروہ ہے۔

۸۔ منجن، پیسٹ یا کوئلہ وغیرہ چبا کر اس سے دانت صاف کرنا مکروہ ہے۔

۹۔ روزہ میں غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، گالی گلوچ اور شوروہنگامہ کرنا، مارنا، پیٹنا اور کسی پر زیادتی کرنا۔ یہ سب کام ممنوع ہیں۔

۱۰۔ جان بوجھ کر حلق میں دھواں یا غبار پہنچانا مکروہ ہے، اور اگر لوبان وغیرہ سلگا کر اس کو سونگھا یا حقہ، سگریٹ، بیڑی وغیرہ پی لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۱۔ روزہ کا خیال نہ رہا اور بھولے سے کچھ کھا پی لیا، چاہے ایک بار ایسا ہوا ہو، یا کئی بار ایسا ہوا، حد یہ ہے کہ بھولے سے پیٹ بھر کھا بھی لیا، تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا اور نہ مکروہ ہوا۔

۲۔ دن میں روزہ دار سو گیا اور سوتے وقت کوئی ایسا خواب دیکھا جس سے غسل کی حاجت ہو گئی، تو اس سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔

۳۔ دن میں سرمہ لگانا، سر میں تیل ڈالنا، یا بدن پر مالش کرنا، خوشبو سونگھنا درست ہے، سرمہ لگانے کے بعد اگر بلغم میں سرمہ کی سیاہی محسوس ہو تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴۔ اپنی بیوی کے ساتھ لیٹنا، بغلگیر ہونا درست ہے، ہاں اگر منی کے خارج ہونے کا اندیشہ ہو یا صحبت کر لینے کا خطرہ ہو تو پھر یہ سب کام مکروہ ہیں۔ جن سے پرہیز لازم ہے۔

۵۔ روزہ میں حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا بے اختیار گردوغبار و دھواں چلا گیا تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر ان میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر پیٹ میں پہنچائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ ان میں پانی چلا جائے یا کوئی جان بوجھ کر ڈال لے تو اس سے روزہ مکروہ نہیں ہوگا۔

۷۔ دانتوں کے درمیان غذا یا بوٹی کا کوئی ریشہ یا ڈلی کا کوئی ٹکڑا رہ گیا اور اس کو منھ سے نہیں نکالا بلکہ اندر ہی نگل گیا، اور یہ چنے کی مقدار سے کم ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔

۸۔ بے اختیار قے ہونے کی صورت میں اگر تھوڑا سا پیٹ میں لوٹ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۹۔ روزہ میں کسی وقت بھی مسواک کرنا، چاہے خشک لکڑی سے کی جائے یا بالکل تازی لکڑی سے، نیم کی لکڑی کا کڑوا ذائقہ منھ میں محسوس ہو، تب بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۱۰۔گرمی کی شدت میں کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، منہ ہاتھ دھونا، غسل کرنا، کپڑا اتر کر کے بدن پر رکھنا مکروہ ہے۔

۱۱۔اگر پان کھانے کے بعد اچھی طرح کلی اور غرارہ کر کے منہ صاف کرلیا، لیکن تھوک میں سرخی اب بھی محسوس ہو رہی ہے تو کوئی حرج نہیں اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۱۲۔اگر جان بوجھ کر تے کی لیکن تھوڑی کی، منہ بھر کر نہ ہو، تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

۱۳۔سواک کرنے میں یا یوں ہی منہ سے خون نکلا اور تھوک کے ساتھ نگل لیا، اگر خون کی مقدار تھوک سے کم ہو اور حلق میں خون کا مزہ معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

نیت کا بیان

کسی کام کے قصد اور ارادہ کو نیت کہتے ہیں، نیت کے لئے دل سے ارادہ کر لینا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی کہہ لے، روزہ کے لئے نیت کرنا شرط اور ضروری ہے، بغیر نیت کے روزہ نہ ہوگا اگر بلا روزہ کی نیت کئے صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزہ کے توڑنے والی چیزوں سے بچا رہا تو یہ روزہ نہ ہوگا۔

نیت کا وقت

روزہ کی نیت کا اصل وقت صبح صادق سے پہلے کا ہے، البتہ رمضان شریف اور نذر معین، سنت اور نفل روزوں کی نیت صبح صادق کے بعد آدھے دن سے پہلے پہلے کر لینا بھی جائز ہے، قضا رمضان، کفاروں اور غیر معین روزوں کی نیت صبح صادق سے پہلے کر لینا ضروری ہے۔

اس طرح قضا رمضان اور نذر غیر معین اور کفاروں کے روزہ کی نیت کے لئے نیت کرنا ضروری ہے، مطلق روزوں کی نیت کرنے سے یہ روزے ادا نہ ہونگے۔

سحری اور افطار

روزہ رکھنے کی غرض سے صبح صادق سے پہلے جو کچھ کھایا پیا جاتا ہے اسے 'سحری'

کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ خود بھی سحری کا اہتمام فرماتے اور دوسروں کو بھی سحری کھانے کی تاکید فرماتے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سحر کے وقت مجھ سے فرماتے:

''میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے مجھے کچھ کھلاؤ تو میں کچھ کھجوریں اور ایک برتن میں پانی پیش کر دیتا''۔

اور آپ ﷺ نے سحری کھانے کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''سحری کھا لیا کرو اسلئے کہ سحری کھانے میں بڑی برکت ہے''۔

برکت سے مراد یہ ہے کہ دین کے کاموں میں اور عبادت و اطاعت میں کمزوری محسوس نہ ہوگی اور روزہ میں آسانی ہوگی پس ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دن کو روزہ رکھنے میں سحری کھانے سے مدد لیا کرو اور قیام لیل کے لئے قیلولہ سے مدد لیا کرو''۔

سحر کھانا سنت ہے

سحری کھانا سنت ہے اور مسلمانوں کے اور یہود و نصاریٰ کے روزوں میں فرق یہ بھی ہے کہ وہ سحری نہیں کھاتے اور مسلمان سحری کھاتے ہیں اگر بھوک نہ ہو تو کچھ تھوڑا سا میٹھا، یا دودھ یا کم سے کم پانی ہی پی لینا چاہئے، اس لئے کہ سحری کھانے کا بڑا اجر و ثواب ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"سحری کا کھانا سراسر برکت ہے، سحری کھانا کبھی نہ چھوڑو چاہے پانی کا ایک گھونٹ ہی پیو، کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں اور فرشتہ ان کے لئے استغفار کرتے ہیں" (الترغیب)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اپنے بندوں میں سب سے زیادہ مجھے وہ پسند ہیں جو افطار میں جلدی

کریں“ (یعنی غروبِ آفتاب کے بعد ہرگز تاخیر نہ کریں)۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لوگ اچھی حالت میں رہیں گے جب تک وہ افطار میں جلدی کریںگے“۔ (بخاری ومسلم)

کس چیز سے افطار مستحب ہے

کھجور اور چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے اور یہ میسر نہ ہو تو پھر پانی سے بھی افطار مستحب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی انہی چیزوں سے افطار فرماتے تھے۔

”حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز سے پہلے کچھ تر کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر یہ نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی ہی نوش فرما لیتے تھے“۔ (جامع ترمذی، ابوداؤد)

انہی چیزوں سے افطار کی ترغیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ ؓ کو دی اور فرمایا:

”جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرے، کھجور میسر نہ ہو تو پھر پانی سے افطار کرے پانی انتہائی پاک ہے“۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

افطار کی دعا

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

(سنن أبی داؤد، کتاب الصیام، باب القول عند الأفطار، رقم: ۲۳۵۸)

ترجمہ: ”اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا، اور تیری ہی دی ہوئی روزی سے میں نے افطار کیا“

افطار کروانے کا ثواب

دوسروں کو افطار کروانا پسندیدہ عمل ہے اور افطار کروانے والے کو بھی اتنا ہی اجر و ثواب ملتا ہے جتنا روزہ رکھنے والے کو ملتا ہے چاہے وہ چند لقمہ کھلائے یا ایک کھجور ہی افطار

کروادے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ”جس شخص نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا تو اس کو روزہ دار کی طرح اجر وثواب ملتا ہے“۔

بغیر سحری کا روزہ

رات میں سحری کھانے کے لئے اگر آنکھ نہ کھلے، تب بھی روزہ رکھنا چاہئے سحری نہ کھانے کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا بڑی کم ہمتی کی بات ہے، صرف سحری نہ کھانے کی وجہ سے روزہ چھوڑنا گناہ ہے۔

اگر کبھی آنکھ دیر سے کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اور کچھ کھا پی لیا پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق کے بعد کھایا پیا ہے، اس صورت میں روزہ نہ ہوگا، مگر دن بھر روزہ داروں کی طرح رہے گا نہ کچھ کھائے گا نہ پئے گا۔

اگر اتنی دیر سے آنکھ کھلی کہ سحر کا وقت ختم ہوجانے کا اندیشہ ہو تو ایسے وقت میں کھانا پینا مکروہ ہے اور شبہ ہوجانے کے باوجود کھانا گناہ ہے اور بعد میں یہ معلوم ہوجائے کہ صبح ہوچکی تھی تو قضا واجب ہوگی اور اگر سحر کا وقت باقی تھا تو قضا واجب نہیں لیکن احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ قضا کا روزہ رکھے۔

ایسی مجبوریاں جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

ایسی معذوریاں جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، وہ صرف دس ہیں، ان میں سے کوئی معذوری ہو تو اس وقت روزہ چھوڑ دینے کی اجازت ہے، مگر بعد میں پورا کرنا ہوگا معذوریوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ شرعی سفر ہو۔ ۲۔ شدید بیماری ہو۔ ۳۔ حمل سے ہو۔
۴۔ بچہ کو دودھ پلانا ہو۔ ۵۔ بھوک پیاس کی شدت جس میں ہلاک ہونے کا خطرہ ہو۔
۶۔ ضعف اور بڑھاپا غالب ہو۔ ۷۔ خوف و ہلاک ہونے کا قوی امکان ہو۔
۸۔ جہاد ہو رہا ہو۔ ۹۔ بیہوشی ہو۔ ۱۰۔ جنون ہو۔

شرعی سفر

شریعت نے احکام میں بندوں کی سہولت اور آسانی کا پورا خیال کیا ہے، اور کسی معاملہ میں بھی ان کو کسی بیجا مشقت اور تنگی میں مبتلا نہیں کیا، قرآن مجید میں روزہ کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے بھی قرآن نے مسافر اور مریض کی معذوری کا خیال کیا ہے اور ان کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ (سورہ بقرہ۔۱۸۵)

ترجمہ: ’’تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اس پر لازم ہے کہ وہ اس مہینہ کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (روزہ رکھ کر) گنتی پوری کرلے‘‘۔

۱۔ سفر چاہے کسی بھی چیز کے لئے ہو اور اس میں ہر طرح کی سہولتیں حاصل ہوں یا مشقتیں برداشت کرنی پڑ رہی ہوں ہر حال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے البتہ جس سفر میں کوئی خاص دقت نہ ہو تو مستحب یہی ہے کہ روزہ رکھ لے، تاکہ رمضان کی فضیلت و برکت حاصل ہو سکے، لیکن مشقت و پریشانی کی صورت میں روزہ رکھنا بہتر نہیں۔

۲۔ اگر روزہ کی نیت کرلینے کے بعد یا روزہ شروع ہوجانے کے بعد کوئی شخص سفر پر روانہ ہو تو اس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے البتہ اگر وہ روزہ توڑ دے تو قضا لازم ہوگی، کفّارہ لازم نہ آئے گا۔

۳۔ اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے پہلے کہیں مقیم ہوجائے اور اس وقت تک اس نے روزہ کو فاسد کرنے والا کوئی عمل نہیں کیا تو اس کے لئے بھی اس دن روزہ رکھنا ضروری ہے، البتہ اگر وہ روزہ فاسد کردیگا تو کفّارہ واجب نہ ہوگا۔

۴۔ اگر کوئی مسافر کسی مقام پر کچھ دن قیام کا ارادہ کرلے، چاہے پندرہ دن سے کم ہی کا ارادہ کرلے، تب بھی بہتر یہ ہے کہ وہ روزہ رکھے ان دنوں میں روزہ نہ رکھنا مکروہ ہے اور

اگر پندرہ دن قیام کا ارادہ کرلے تو پھر روزہ نہ رکھنا جائز نہیں۔

بیماری کی حالت میں

۱۔ اگر روزہ رکھنے سے کسی بیماری کے پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہو یا یہ خیال ہو کہ دوا نہ ملنے کی وجہ سے یا غذا نہ ملنے کی وجہ سے بیماری بڑھ جائے گی یا یہ خیال ہو کہ دیر میں صحت حاصل ہوگی تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، لیکن یہ واضح رہے کہ ایسا خیال کرنے کی کوئی وجہ ضرور ہونی چاہئے جیسے یہ کہ کوئی نیک ماہر ڈاکٹر ہدایت کرے، یا اپنا بار بار کا تجربہ ہو، یا گمان غالب ہو یوں ہی وہم و خیال کی بنا پر روزہ ترک کردینا جائز نہیں۔

۲۔ اگر کسی نے صرف اپنے وہم خیال سے کہ شاید روزہ رکھنے سے مرض پیدا ہوجائے گا یا بڑھ جائے گا، نہ خود اس کا کوئی تجربہ ہے اور اس نے کسی ماہر حکیم اور ڈاکٹر ہی سے مشورہ لیا ہو، اور روزہ نہیں رکھا تو وہ گنہگار ہوگا اور اس کو کفارہ بھی دینا پڑیگا۔

۳۔ کسی بے دین اور شریعت کی قدر و قیمت محسوس نہ کرنے والے ڈاکٹر کے مشورہ پر عمل کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔

حمل کی حالت میں

۱۔ اگر کسی خاتون کو گمان ہو کہ روزہ رکھے گی تو بچہ کو نقصان پہنچے گا یا خود اسی کو نقصان پہنچے گا تو اس کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

۲۔ اگر روزہ کی نیت کرلینے کے بعد کسی خاتون کو معلوم ہوا کہ وہ حاملہ ہے اور اس کو گمان غالب یہ ہے کہ حمل کی صورت میں روزہ اس کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کے لئے اجازت ہے کہ روزہ توڑ دے اور پھر قضاء رکھے، اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔

دودھ پلانے والی عورت

۱۔ دودھ پلانے والی خاتون کو روزہ رکھنے سے غالب گمان یہ ہو کہ کو شدید نقصان

پہنچے گا، جیسے۔

دودھ خشک ہوجائیگا اور بچّہ بھوک سے تڑپے گا یا خود اپنی ہی جان کا خطرہ ہوتو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

۲۔ اور اگر اجرت دے کر دودھ پلوایا جاسکتا ہو اور بچّہ بھی کسی دوسری خاتون کا دودھ پی لے تو پھر روزہ رکھنا درست ہے اور اگر بچہ کسی خاتون کا دودھ پیتا ہی نہ ہو تب روزہ چھوڑنا درست ہے۔

۳۔ اجرت پر دودھ پلانے والی خاتون کو بھی اگر غالب گمان ہو کہ روزہ رکھنے سے بچّہ کو یا خود اس کو نقصان پہنچے گا تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے۔

۴۔ کسی خاتون نے رمضان کے دن ہی دودھ پلانے کی ملازمت شروع کی، اس دن اگر وہ روزہ کی نیت بھی کر چکی ہو تب بھی اس کے لئے روزہ توڑنا جائز ہے، روزہ توڑنے سے اس پر صرف قضا لازم ہوگی، کفّارہ واجب نہ ہوگا۔

بھوک پیاس کی شدت

اگر کوئی شخص بھوک پیاس کی شدّت سے اس قدر بے تاب ہوجائے کہ جان جانے کا خطرہ پیدا ہوجائے تو ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

ضعف اور بڑھاپا

۱۔ کوئی شخص بیمار تو نہیں ہے لیکن بیماری کی وجہ سے اتنی کمزوری ہوگئی ہے کہ روزہ رکھنے سے دوبارہ بیماری لوٹ آنے کا گمان غالب ہے تو اسکے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

۲۔ کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے انتہائی کمزور ہوگیا ہے اسکے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور چونکہ ایسے ضعیف کے بارہ میں یہ توقع نہیں ہے کہ وہ کبھی تندرست ہوکر قضا رکھے گا، اس لئے اس پر واجب ہے کہ روزہ کا فدیہ ادا کرے، چاہے اسی وقت دے یا بعد

میں ادا کرے، فدیہ کی تعداد وہی ہے جو صدقۂ فطر کی ہے۔

خوف و ہلاکت

اگر محنت و مشقت کی وجہ سے جان ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو یا کوئی ظالم مجبور کر رہا ہو، کہ اگر تو نے روزہ رکھا تو جان سے مار ڈالوں گا تو ایسے شخص کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

جہاد

دشمنِ دین سے جہاد کی نیت ہو اور یہ خیال ہو کہ روزہ رکھنے سے کمزوری آجائے گی، تو اس صورت میں بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اگر جہاد ہو رہا ہو تب بھی روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے، اگر جہاد نہیں ہو رہا ہے لیکن جلد ہی اندیشہ ہے تب بھی اجازت ہے، اور اگر روزہ رکھ لیا ہو اور ایسا موقع پیش آجائے تو روزہ توڑ دینے کی بھی اجازت ہے، اور روزہ توڑ دینے سے کفّارہ لازم نہ آئے گا۔

بیہوشی

اگر کسی پر بیہوشی طاری ہوجائے اور کئی دن تک یہی صورت رہے تو اس صورت میں وہ روزے نہیں رکھے جائیں گے ان کی قضا واجب ہوگی، البتہ جس رات میں بیہوشی طاری ہوئی ہے، اگر اس دن بیہوش ہونے والے سے کوئی ایسا کام نہیں ہوا ہے جو روزہ کو فاسد کرنے والا ہو، اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ بیہوش ہونے والے نے روزہ کی نیت کی تھی یا نہیں، تو اس دن کا روزہ سمجھا جائے گا اور اس دن کی قضاء لازم نہ آئیگی البتہ بقیہ سارے دنوں کی قضاء واجب ہوگی۔

جنون

اگر کسی پر جنون طاری ہوجائے اور اس حالت میں وہ روزہ نہ رکھ سکے تو اس کی دو

صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ کسی وقت بھی جنون میں کوئی افاقہ نہیں ہوتا، ایسی صورت میں تو روزے بالکل معاف ہیں انکی نہ قضا ہی واجب ہوگی اور نہ فدیہ واجب ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی وقت جنون میں افاقہ ہوجاتا ہو تو اس شکل میں اس پر قضا واجب ہوگی۔

وہ صورتیں جن میں روزہ توڑ دینا جائز ہے

۱۔ اچانک کوئی زبردست دورہ پڑ گیا، یا کوئی ایسی بیماری ہوگئی کہ جان پر بن آئی یا حادثہ ہوگیا ہو کسی اونچے مقام سے گر پڑنے کی وجہ سے حالت بگڑ جائے تو ان تمام صورتوں میں روزہ توڑ دینا جائز ہے۔

۲۔ اگر کوئی اچانک بیمار پڑ گیا اور یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ جان جاتی رہے گی، البتّہ یہ اندیشہ ہے کہ اگر روزہ نہ توڑا تو بیماری بہت زیادہ بڑھ جائے گی، تو اس صورت میں بھی روزہ توڑنے کی اجازت ہے۔

۳۔ اگر کسی کو ایسی شدّت کی بھوک یا پیاس لگی ہو کہ نہ کھانے پینے کی وجہ سے ہلاک ہوجانے کا قوی اندیشہ ہو، تب بھی روزہ توڑ دینا درست ہے۔

۴۔ کسی حاملہ خاتون کو کوئی حادثہ پیش آجائے، اپنی یا بچّہ کی جان کا ڈر ہو تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینے کا اختیار ہے۔

۵۔ کسی کو سانپ وغیرہ نے کاٹ لیا اور فوراً دوا کا استعمال ضروری ہو تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔

۶۔ کمزوری تو تھی لیکن ہمّت کر کے روزہ رکھ لیا، دن میں محسوس ہوا کہ اگر روزہ نہ توڑا تو جان پر بن آئے گی یا پھر مرض کا شدید حملہ ہوجائے گا، تو ایسی صورت میں بھی روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔

قضا کا بیان

بلا کسی عذر کے فرض یا نذر معین کے روزے نہیں رکھے یا کسی عذر کی وجہ سے یہ روزے چھوٹ گئے یا روزہ رکھ کر کسی وجہ سے ٹوٹ گیا، یا جان کر توڑ دیا، تو ان روزوں کی قضا رکھنا فرض ہے، ایسے ہی اگر سنت یا نفل روزہ رکھ کر پھر توڑ دیا یا کسی وجہ سے ٹوٹ گیا تو اس کی بھی قضا واجب ہے، اس لئے کہ روزہ شروع کرنے کے بعد پھر اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی کے روزے چھوٹ گئے ہوں تو جب موقع ملے ان کی قضا کریں، قضا کرنے میں جلدی کرنی چاہئے، بلا وجہ دیر کرنا مناسب نہیں، قضا کے روزہ مسلسل رکھنا بھی ضروری نہیں، چاہے مسلسل رکھیں یا درمیان میں چھوڑ کر کے دونوں طرح جائز ہے اگر پہلے رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا پوری نہیں کی تھی کہ دوسرا رمضان المبارک آگیا تو اب موجودہ رمضان شریف کے روزے رکھے، اس کے بعد پہلے روزوں کی قضا کرے۔

کفارہ کا بیان

روزہ کے کفّارہ کی تین صورتیں ہیں:-

۱۔ یہ کہ ایک مملوک غلام آزاد کرنا۔

۲۔ یا دو مہینہ کے مسلسل روزے رکھنا۔

۳۔ یا اگر دو مہینہ کے مسلسل روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا ساٹھ مسکینوں کو فی آدمی نصف صاع گیہوں جس کی مقدار (1.691 kg) یا اس کے برابر قیمت ادا کرے۔ اور اگر کھجور یا جو دینا ہو تو اس کی مقدار ایک صاع یعنی (3.382 kg) ہوگی۔

گیہوں یا اس کی قیمت دینے کے بجائے مسکین کو کھانا کھلانا چاہیں تو ہر روزہ کے

بدلے ایک ہی مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہوگا۔

جن ملکوں میں غلام مملوک نہیں ہوتے جیسے ہندوستان میں کفّارہ کی صرف آخری دو صورتیں ہیں۔

ایک دن کے دونوں وقتوں کا کھانا یا کھانے کا غلّہ یا اس کی قیمت ایک ہی آدمی کو دے دی جائے اگر ایک شخص کو ایک دن کی مقدار سے کم دیا تو ادا نہ ہوگا۔

روزے کا فدیہ

اگر کوئی شخص اتنا بوڑھا ہوگیا کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا اور آئندہ طاقت آنے کی امید بھی نہیں رہی یا اس طرح کا بیمار ہے کہ صحت پانے کی امیدّ نہیں رہی تو ان صورتوں میں روزوں کا فدیہ دے دینا کافی ہے۔

روزہ کے فدیہ کی مقدار

ہر روزہ کے بدلہ نصف صاع گیہوں جس کی مقدار (1.691 kg) یا ایک صاع کھجور یا جَو جس کی مقدار (3.382 kg) ہوگی۔

اگر کسی شخص کا انتقال ہوگیا اور اس کے ذمّہ فرض نمازیں یا روزے تھے تو ورثاء کو چاہئے کہ اس کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ اسی طرح ادا کریں۔

روزہ کے متفرق احکام وآداب

۱۔ جو لوگ کسی وجہ سے روزہ رکھنے سے معذور ہوں ان کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ رمضان المبارک میں کھلّم کھلاّ نہ کھائیں پیئیں بلکہ بظاہر روزہ داروں کی طرح رہیں۔

۲۔ جن لوگوں میں یہ ساری شرائط موجود ہوں جن کے ہوتے روزہ رکھنا صحیح بھی ہے اور واجب بھی پھر کسی وجہ سے ان کا روزہ فاسد ہوجائے تو ان پر واجب ہے کہ دن کے باقی حصّہ میں روزہ داروں کی طرح رہیں اور کھانے پینے اور جنسی افعال سے پرہیز کریں۔

۳۔ کوئی مسافر دوپہر کے بعد اپنے گھر پہنچ جائے یا کہیں قیام کا ارادہ کرلے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دن کے باقی حصّہ میں روزہ دار کی طرح کھانے پینے سے پرہیز کرے، اسی طرح کوئی خاتون اگر دوپہر کے بعد حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ شام تک کھانے پینے سے پرہیز کرے۔

۴۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر روزہ فاسد کردے یا کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ رات باقی ہے صبح صادق کے بعد کھانا کھالے، تو اس کے لئے بھی واجب ہے کہ وہ دن کے باقی حصّہ میں روزہ داروں کی طرح رہے اور کھانے پینے سے احتیاط کرے۔

۵۔ اگر بچّہ دوپہر کے بعد بالغ ہوجائے یا کوئی غیر مسلم ایمان لے آئے تو اس کے لئے بھی مستحب ہے کہ شام تک روزہ داروں کی طرح کھانے پینے وغیرہ سے پرہیز کرے۔

۶۔ اگر روزہ رکھنے کے بعد کسی خاتون کو حیض آجائے تو اس کا روزہ فاسد ہوجائے گا لیکن اس کے لئے بھی مستحب یہی ہے کہ روزہ داروں کی طرح رہے اور کھانے پینے سے احتیاط کرے۔

❀❀❀

نمازتراویح کا بیان

لفظ تراویح، ترویحہ کی جمع ہے، ترویحہ کے معنٰی ہیں آرام کرنے کے لئے تھوڑی دیر بیٹھنا، لیکن اصطلاح میں ترویحہ سے مراد وہ جلسۂ استراحت ہے، جو رمضان المبارک کی راتوں میں پڑھی جانے والی مسنون نماز کے دوران ہر چار رکعت کے بعد کیا جاتا ہے اور چونکہ اس بیس رکعت نماز کے دوران پانچ ترویح کرتے ہیں اس لئے اس مسنون نماز کو تراویح کہنے لگے۔

نمازتراویح کا حکم

نماز تراویح سنت مؤکّدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اس کا اہتمام فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے بھی، جوشخص کسی عذر کے بغیر نمازِ تراویح ترک کرے گا وہ گنہگار ہوگا، یہ جس طرح مردوں کے لئے سنت مؤکّدہ ہے اسی طرح خواتین کے لئے بھی سنّتِ مؤکّدہ ہے۔ (درّمختار)

پھر یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ نمازِ تراویح روزہ کی تابع نہیں ہے یعنی یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ تراویح پڑھنا صرف اس کے لئے ضروری ہے جس نے دن میں روزہ رکھا ہو، دونوں الگ الگ عبادتیں ہیں جولوگ کسی عذر یا مجبوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں، جیسے۔

کوئی مریض ہو یا سفر میں ہو اور روزہ نہ رکھ سکے یا خواتین حیض ونفاس کی حالت میں ہو اور تراویح کے وقت پاک وصاف ہوجائیں تو ان کو نماز پڑھنا چاہئے، نہ پڑھنے کی صورت میں ترک سنت کا گناہ ہوگا۔

رمضان شریف کے مہینہ میں عشاء کے بعد بیس رکعت پڑھنا ''نمازِ تراویح'' ہے۔ نماز تراویح کو پڑھنا مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت مؤکّدہ ہے جس کی بڑی فضیلت

ہے اور افضل یہ ہے کہ نمازِ تراویح کو جماعت کے ساتھ ادا کیا جائے جماعت کے ساتھ نمازِ تراویح کا ادا کرنا سنّتِ کفایہ ہے اور اگر کسی جگہ تراویح کی جماعت نہ ہو تو محلّہ کے تمام مسلمان گنہگار ہونگے۔

بیس رکعت نمازِ تراویح کے بعد نمازِ وتر بھی جماعت کے ساتھ ادا کی جائے عورتیں بھی نمازِ تراویح جماعت کے ساتھ گھر میں پڑھ سکتی ہیں چند عورتیں گھروں میں جمع ہو کر کسی مرد کو امام بنالیں، امام مقتدی عورتوں کا محرم ہو یا پھر پردہ کا پورا انتظام ہو۔

شب قدر کا بیان

رمضان المبارک کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بھی افضل ہے، اسی رات کو شبِ قدر کہتے ہیں اس مبارک رات میں قرآن پاک لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اتارا گیا، اس لئے اس رات کا جتنا اعزاز واکرام ہو کم ہے۔

اللہ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ① وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ② لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ③ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ④ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤ (سورہ القدر)

ترجمہ: ''ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا، اور آپ کو کیا معلوم کہ قدر کی رات کیا ہے؟ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس میں فرشتے اور روح الامین (جبرئیلؑ) اپنے رب کی اجازت سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں یہ (رات امن و) سلامتی ہے، فجر کے طلوع ہونے تک''۔

اس ایک رات کو ہزار مہینوں سے افضل بتایا گیا ہے، ہزار مہینوں کے تراسی برس چار ماہ ہوتے ہیں پس جس خوش قسمت نے اس ایک رات کو پالیا اور عبادتِ الٰہی میں گذار دیا

اس نے گویا تراسی برس چار مہینہ سے زیادہ کا عرصہ عبادتِ الٰہی میں گذار دیا، حقیقت میں یہ رات امّتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام واکرام ہے کہ تھوڑی دیر کی مشقت میں اتنا بڑا اجر وثواب ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔

اسی وجہ سے یہ امّت سابقہ تمام امتوں سے بڑھ جائیگی بیشتر کہ ان چیزوں کو معمولی نہ سمجھا جائے اوانکی شان کے موافق ان کی قدر کی جائے۔

شبِ قدر عام طور سے عشرہ کی طاق راتوں میں ہوتی ہے یعنی۔ ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ بس مناسب ہے کہ کم سے کم ان چند راتوں کو جاگ کر عبادتِ الٰہی، دعاء اور استغفار میں گذاریں۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر مجھے شبِ قدر کا پتہ چل جائے تو کیا دعا مانگوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی

ترجمہ: ''اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے اور پسند کرتا ہے معافی کو، پس معاف فرمادے مجھ کو''۔

صدقہ وخیرات کا بیان

فرض زکوٰۃ کے علاوہ جو کچھ بھی خدا کے لئے خدا کے بندوں پر خرچ کیا جائے وہ صدقہ خیرات ہے۔

صدقہ خیرات کی بڑی فضیلت اور خیر و برکت ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ: "-اور جو کچھ آگے بھیجو گے تم اپنی ذات کے لئے بھلائی پاؤ گے"۔

صدقۂ فطر

فطر کے معنٰی روزہ کھولنے کے ہیں، اس خوشی اور شکریہ میں رمضان المبارک خیر وخوبی کے ساتھ ختم ہو گیا اور روزے کھل گئے، عید الفطر کا مبارک دن آ گیا تو مسلمانوں پر ایک اور انعام کیا گیا وہ یہ کہ ان پر عید کے دن ایک صدقہ مقرّر کیا گیا تاکہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مزید رضا اور خوشنودی حاصل کر سکیں، اور اس خوشی کے دن اپنے مفلس و نادار مسلمان بھائیوں سے غفلت ولاپرواہی نہ ہو، بلکہ ہر مسلمان کے گھر کھانے پینے کا سامان پہنچ جائے، اس صدقہ کو صدقۂ فطر کہتے ہیں، صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد پر جب کہ وہ بقدرِ نصاب مال کا مالک ہو واجب ہے۔

بس جو شخص مالکِ نصاب ہو اس پر واجب ہے کہ اپنی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے، البتّہ اگر نابالغ بچّوں کے پاس اپنا مال بھی ہو تو ان کے مال سے صدقۂ فطر ادا کیا جا سکتا ہے

صدقۂ فطر کا نصاب

جو مقدار زکوٰۃ کے نصاب کی ہے وہی مقدار صدقۂ فطر کے نصاب کی ہے یعنی

ساڑھے باون تولہ (612.35 گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (87.479 یعنی تقریباً 87.5 گرام) سونا یا اتنی مقدار میں مال یا رقم ہو کہ 612.35 گرام چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

لیکن فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے پورے مال پر پورا سال گذر جائے تب زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

صدقۂ فطر کے نصاب پر پورا سال گذرنا ضروری نہیں، بلکہ اگر اسی روز نصاب کا مالک ہوا ہو تب بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

اور صدقۂ فطر کے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لیا جائے گا، بشرطیکہ حاجتِ اصلیہ اور قرض سے بچا ہوا ہو، اگر کسی شخص کے پاس اس کے استعمال کے کپڑوں سے زائد کپڑے رکھے ہوں، یا روز مرّہ کی ضرورت سے زائد تانبہ پیتل چینی وغیرہ کے برتن رکھے ہوں، یا کوئی مکان خالی پڑا ہو اور کسی قسم کا سامان یا کوئی غلّہ اس کے پاس موجود ہو جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہو اور ان چیزوں کی قیمت نصاب کے برابر یا زائد ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ لیکن صدقۂ فطر واجب ہے۔

صدقۂ فطر کی مقدار

جس شخص کے پاس اپنی اور اپنے اہل وعیال کی بنیادی ضروریات زندگی کے علاوہ ساڑھے باون تولہ (یعنی 612.35 گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (87.479 گرام) سونا یا اتنی مقدار میں مال ورقم ہو کہ 612.35 گرام چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ نصف صاع (1.691 kg) گیہوں یا ایک صاع (3.382 kg) کھجور یا جَو نکالے۔

ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی محتاج کو دے یا تھوڑا تھوڑا کئی محتاجوں کو دے یا کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی آدمی کو دے، ہر طرح سے جائز ہے۔

صدقۂ فطر میں دینے والی چیزیں

مختلف احادیث میں صدقۂ فطر کے لئے درج ذیل چیزوں کا ذکر ہوا ہے (۱) گندم (۲) جَو (۳) کھجور (۴) کشمش (۵) آٹا (۶) ستّو۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ان میں سے اس چیز کا صدقہ دینا افضل ہے جو سب سے قیمتی ہو۔ امام صاحب کے نزدیک صدقۂ فطر میں قیمت بھی دی جاسکتی ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک ہر اس چیز کا صدقۂ فطر دیا جاسکتا ہے جس پر عشر ہو جیسے چاول، چنا، دال وغیرہ قیمت کا دینا جائز نہیں۔

صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا وقت

امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور داؤد ظاہری کے نزدیک یہ وقت عید کے روز طلوع فجر کے بعد ہے لیکن اس کا پیشگی ادا کرنا جائز ہے۔

صدقۂ فطر کا مستحق

صدقۂ فطر ہر اس شخص کو دیا جاسکتا ہے جو زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ان کو صدقۂ فطر دینا بھی جائز نہیں، جس شخص پر خود صدقۂ فطر واجب ہو اور صدقۂ فطر کا نصاب موجود ہو اسکو زکوٰۃ یا صدقۂ فطر یا کوئی اور واجب صدقہ لینا جائز نہیں۔

صدقۂ فطر عید کے دن صبح صادق کے بعد واجب ہوتا ہے بس جو شخص صبح صادق سے پہلے مر گیا اس کے مال میں سے صدقۂ فطر نہیں دیا جائے گا اور جو بچّہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا اسکی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے گا اگر وقت سے پہلے رمضان شریف ہی میں صدقۂ فطر دیا جائے تو جائز ہے، صدقۂ فطر ادا کرنے کا افضل وقت عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے ہے اور عید کی نماز کے بعد بھی ادا کرے تب بھی جائز ہے، اور جب تک اس صدقہ کو ادا نہ کیا جائے گا وہ واجب باقی رہے گا چاہے کتنی ہی مدّت گذر جائے۔

❁❁❁

اعتکاف کی تعریف

اعتکاف کے لغوی معنٰی منع کرنا اور رکے رہنے کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں مسجد میں عبادت کے ارادہ سے روزہ اور اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا۔

اعتکاف کے ارکان وشرائط

اعتکاف میں ایک رکن ہے، اور وہ یہ کہ مسجد میں ٹھہرنا شرط ہے، جہاں تک شرائط کی بات ہے، تو اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ معتکف (اعتکاف میں بیٹھنے والے) سے متعلق۔

۲۔ اعتکاف گاہ سے متعلق۔

معتکف سے متعلق شرائط

۱۔مسلمان ہونا: کافر کا اعتکاف معتبر نہیں ہوگا، کیونکہ وہ عبادت کا اہل نہیں ہے، اس لئے کہ نیت کے بغیر عبادت صحیح نہیں ہوتی، اور وہ نیت کا اہل نہیں ہے یعنی اس کی نیت معتبر نہیں۔

۲۔عاقل ہونا: پاگل اور لاشعور بچّہ کا اعتکاف درست نہیں ہوگا، وجہ وہی ہے جو اوپر ذکر ہوئی۔

۳۔جنابت سے پاک ہونا: عورت کے لئے حیض ونفاس سے پاک ہونا چونکہ جنبی (ناپاک) کا مسجد میں آنا منع ہے واجب اعتکاف مسنون اعتکاف اور ایک قول کے مطابق نفل اعتکاف بھی روزہ کے بغیر درست نہیں۔

۴۔نیت: بغیر نیت کے کوئی عبادت درست نہیں ہوتی۔

۵۔روزہ: واجب اور مسنون اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے، نفل اعتکاف کے لئے شرط نہیں ہے کیونکہ ظاہر روایت کے مطابق نفل اعتکاف ایک دن سے کم بلکہ چند سیکینڈ کا بھی ہوتا ہے، اور روزہ کے لئے کم سے کم ایک دن کا ہونا ضروری ہے۔

۶۔جماع سے پرہیز: اعتکاف صحیح ہونے کے لئے ہم بستری سے پرہیز شرط ہے۔

اعتکاف گاہ کی ایک شرط

مسجد کا ہونا

مرد کے لئے مسجد باجماعت ہونا شرط ہے، چاہے اعتکاف واجب ہو، یا سنت اور عورت کے لئے گھر کی مسجد کا ہونا شرط ہے اللہ تعالیٰ نے مسجد میں اعتکاف کرنے والے کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’اور بیویوں سے اس حال میں صحبت نہ کرو جب کہ تم اعتکاف کئے ہوئے مسجدوں میں ہو‘‘۔ (سورہ بقرہ۔۱۸۷)

بس آیت کی دلالت اس بات پر ہے کہ اعتکاف کی جگہ مسجد ہو، چاہے اعتکاف واجب ہو، یا مسنون یا نفل، کیونکہ یہ آیت عام ہے اور رسول اللہ ﷺ کا عمل مبارک ہمیشہ یہی رہا ہے کہ آپ ﷺ مسجد نبوی میں اعتکاف فرماتے رہے ہیں۔

افضل اعتکاف

سب سے افضل اعتکاف کی جگہ مسجد حرام مکہ مکرمہ ہے، اسکے بعد مسجد نبوی، مدینہ منورہ، اس کے بعد مسجد اقصیٰ بیت المقدس فلسطین، اس کے بعد ایسی جامع مسجد جس میں زیادہ لوگ نماز پڑھنے آتے ہوں اور پانچوں نمازیں بھی باجماعت ہوتی ہو، اس کے بعد جس میں زیادہ مصلّی آتے ہوں، اس میں اعتکاف دوسری مسجد کے مقابلہ میں افضل

ہوگا، جیسا کہ فقہاء کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:-

۱۔واجب ۲۔سنّت ۳۔نفل

واجب

واجب اعتکاف نذر مطلق ہو جیسے:

''اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دن کے اعتکاف میں بیٹھوں گا۔''

یا نذر مقید ہو جیسے" کوئی یوں کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے بیماری سے شفا دی تو میں رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں بیٹھوں گا"

نذر کی صحت کے لئے زبان سے الفاظ ضروری ہیں، اگر صرف دل میں نیت کی، تو نذر صحیح نہیں ہوگی۔

نذر کا اعتکاف

نذر کا اعتکاف کم سے کم ایک دن کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ اس میں روزہ رکھنا ضروری ہے، اگر کوئی بغیر روزہ کے اعتکاف میں بیٹھے گا، تو اس کی نذر پوری نہیں ہوگی۔

اگر کوئی شخص صرف دن کے اعتکاف کی نذر مانے، تو نذر صحیح ہوگی، اور اس پر لازم ہوگا کہ صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے مسجد آجائے، اور غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر جاسکتا ہے، کیونکہ روزہ صبح صادق سے شروع ہو کر غروبِ آفتاب پر ختم ہو جاتا ہے۔

اس کے برخلاف اگر صرف رات میں اعتکاف کی نذر مانے، تو نذر صحیح نہیں ہوگی اور اس کا پورا کرنا لازم نہیں ہوگا، کیونکہ رات میں روزہ نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف دن میں ہوتا ہے، اور نذر کے اعتکاف کے لئے روزہ ضروری ہے، ہاں اگر دن و رات چوبیس گھنٹہ کے

اعتکاف کی نذر مانے تو نذر درست ہوگی، اور پورا کرنا واجب ہوگا۔

اس طرح ایک دن سے زیادہ راتوں کو چھوڑ کر صرف دنوں کے اعتکاف کی نذر مانے یا رات ودن ملا کر جتنی بھی راتوں ودنوں کے اعتکاف کی نذر مانے، تو نذر درست ہوگی، اور اتنے دنوں یا اتنی راتوں دونوں کا اعتکاف تفصیل کے ساتھ لازم ہوگا اگر نذر مانتے وقت صرف دن کہے، رات نہ کہے، تو دن کے ساتھ رات کا بھی اعتکاف لازم ہوگا، جبکہ عرف عام میں صرف دن بولنے کی صورت میں رات چھوڑنا نہ ہوتا ہو، یا نذر ماننے والے نے خود صاف لفظوں میں رات کو چھوڑنے کی بات نہ کہی ہو، ورنہ رات کا اعتکاف لازم نہ ہوگا، بلکہ صرف دن کا واجب ہوگا۔

ایسی صورت میں ہر دن صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے مسجد میں داخل ہوگا، اور غروبِ آفتاب کے بعد مسجد سے نکل جائے گا اگر مسجد میں رکنا چاہے تو کوئی حرج نہیں۔

اگر کوئی آدمی روزہ کو چھوڑ کر اعتکاف کی نذر مانے، تو روزہ چھوڑ نہیں سکتا، اس لئے کہ روزہ کے بغیر نذرِ واجب کا اعتکاف نہیں ہوسکتا، فتاویٰ رحیمیہ میں لکھا ہے-

جب کوئی آدمی کہے: اللہ کے واسطہ بغیر روزہ کے ایک مہینہ اعتکاف میں بیٹھوں گا تو اس پر روزہ کے ساتھ ایک مہینہ کا اعتکاف لازم ہوگا۔

اگر کوئی آدمی مطلق ایک مہینہ کے اعتکاف کی نذر مانے اور وہ رمضان المبارک کے مہینہ میں معتکف ہو گیا، تو اس کی نذر کا اعتکاف نہیں ہوگا، بلکہ وہ نفل ہوگا، نذر کے اعتکاف کو ادا کرنے کے لئے رمضان کے مہینہ کو چھوڑ کر دوسرے مہینوں میں روزہ کے ساتھ اعتکاف کرنا لازم ہوگا۔

اگر کسی نے پورے رمضان یا بعض دنوں میں اعتکاف کی نذر مانی، لیکن مقرّرہ ماہ رمضان یا دنوں میں اعتکاف نہیں کرسکا، یہاں تک کہ رمضان گذر گیا، تو وہ آنے والے رمضان اور دیگر واجب روزہ کو چھوڑ کر دوسرے دنوں میں اسی رمضان کی قضا یا مطلق مسلسل

روزہ کے ساتھ نذرِ اعتکاف پورا کرے گا، اس لئے کہ نذر معین جب اس کا وقت مقررہ گذر جائے تو نذر مطلق کے حکم میں ہوجاتی ہے۔

اگر کسی نے نفل روزہ رکھا، اور سورج نکلنے کے بعد اس دن اعتکاف کی نذر مانی، تو اس کا اعتکاف درست نہیں ہوگا، کیونکہ شرعی دن طلوع صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک ہوتا ہے، اور یہاں پورے دن کا اعتکاف نہیں پایا گیا، اور نذر کا اعتکاف کم سے کم ایک دن کا ہوتا ہے، اسلئے اس کی نذر درست نہیں ہوگی۔

سنّت اعتکاف

سنت رمضان المبارک کا آخری عشرہ (دس دن) ہے، یہ صحیح قول کے مطابق ''**سنت مؤکدہ علی الکفایہ**'' ہے، کیونکہ آپ ﷺ ہمیشہ آخری عشرے کا اعتکاف فرماتے رہے، صاحب ہدایہ کا بیان ہے:

''صحیح بات یہ ہے کہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے آخری دس دن اعتکاف میں بیٹھنے پر پابندی کی ہے، اور اعتکاف پر پابندی سنت ہونے کی دلیل ہے''۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ: ''**ان النبی ﷺ کان یعتکف العشر الأواخر من رمضان حتی قبضه الله ثم اعتکف ازواجه من بعده**''

"نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرماتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے یہاں بلالیا، پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات نے (ان دنوں کا) اعتکاف فرمایا" (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

نفل اعتکاف

ظاہر روایت کے مطابق نفل اعتکاف چند منٹ کا بھی درست ہے، مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کرلے تو جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔

امام محمدؒ نے کتاب الاصل میں لکھا ہے:- ''جب کوئی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو، تو وہ جب تک مسجد میں رہے گا معتکف سمجھا جائے گا، اور جب مسجد سے نکلے گا، تو اعتکاف ختم ہوجائے گا یہی ظاہر روایت ہے''۔

واجب اور مسنون اعتکاف کے لئے چاہے وہ ادا ہو یا قضا، ہر صورت میں روزہ ضروری ہے، البتہ نفل اعتکاف کے لئے روزہ ضروری نہیں ہے، کیونکہ اعتکاف چند منٹوں کا بھی ہوسکتا ہے، اور روزہ پورے دن کا ہوتا ہے۔

''نفل اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے، اس کی صراحت مبسوط شرح طحاوی، فتاویٰ قاضی خاں، بدایہ والنہایہ، غایت البیان وغیرہ میں ہے۔

سبھی نے صریح الفاظ میں کہا ہے کہ ظاہر روایت یہ ہے کہ نفل اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں ہے''۔ (البحر الرائق حصہ ۲۔۳۰۰)

دوسرے عشرہ کا اعتکاف

آخری عشرہ کا اعتکاف سنّتِ مؤکّدہ کفایہ ہے، اس کے علاوہ عشرہ (۱ تا ۱۰ رمضان) اور دوسرا عشرہ (۱۱ تا ۲۰ رمضان) کا اعتکاف مستحب ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے آخری عشرہ کے اعتکاف کی پابندی فرمائی ہے، ایک مرتبہ کسی عذر کی وجہ سے ترک فرمایا، تو شوّال میں اس کی قضا فرمائی، پہلے اور دوسرے عشرہ کا اعتکاف کرنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا، پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف چھوٹے خیمہ میں فرمایا، اس اعتکاف کے دوران سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا، میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا تو لیلۃ القدر تلاش کرتا رہا، پھر میں نے دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا تو مجھ سے ایک فرشتہ نے آکر کہا کہ لیلۃ القدر تو رمضان کے آخری عشرہ میں ہے، اب جو میری سنت کی اتباع میں اعتکاف کا ارادہ رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ (مسلم)

نابالغ کا اعتکاف

نابالغ کا اعتکاف درست ہے، کیونکہ اعتکاف کے صحیح ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے، البتہ سمجھدار باشعور ہونا شرط ہے، ایسے باشعور نابالغ بچّہ کے اعتکاف سے سنت مؤکدہ الکفایہ بھی ادا ہوجائے گا، البحر الرائق میں ہے کہ۔

''نابالغ ہونا اعتکاف کے لئے شرط نہیں ہے، یہاں تک کہ عاقل بچّہ کا اعتکاف بھی درست ہوجاتا ہے، جس طرح اس کا روزہ درست ہوتا ہے''۔ (فتح القدیر حصّہ ۲۔ ۴۰۳)

کس کا اعتکاف میں بیٹھنا بہتر ہے

اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے باشعور اور مسلمان ہونا ضروی ہے، لہٰذا اس قید کی رعایت سے ہر مسلمان (بچّہ، نوجوان، اور بوڑھا) اعتکاف میں بیٹھ سکتا ہے، چاہے عبادت گذار ہو، یا گنہگار ہو، البتہ اعتکاف کے احکام سے آگاہ شخص اعتکاف میں بیٹھے تو زیادہ بہتر ہوگا، کیونکہ وہ اعتکاف کا حق زیادہ ادا کرسکے گا، ویسے بدکار شخص کو خاص طور پر اعتکاف میں بیٹھنا چاہئے کیونکہ اسے گناہوں سے توبہ کا زیادہ موقع ملے گا، اور اس حالت میں نفس بھی توبہ کی طرف مائل ہوگا۔

اعتکاف اور مسلمانوں کی آبادی

اعتکاف کرنا مسلمانوں کی ذمّہ داری ہے نہ کہ مسجد کا حق، البتہ اعتکاف کے درست ہونے کے لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے، چنانچہ مبسوط میں ہے۔

"ایک شخص مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھا، مسجد منہدم ہوگئی یہ ایک ایسا عذر ہے جس کی بناء پر دوسری مسجد منتقل ہوجائے گا، اس لئے کہ منہدم مسجد میں ٹھہرنا ممکن نہیں ہے اور وہ مسجد اعتکاف کے لائق نہیں رہی، کیونکہ اعتکاف اس مسجد میں درست ہے جہاں پانچ وقت باجماعت نماز ہورہی ہو، اور یہاں منہدم مسجد میں پانچ وقت باجماعت نماز قائم نہیں

رہی، لہٰذا دوسری مسجد منتقل ہونے کے سلسلہ میں معذور ہوگا"۔ (مبسوط حصّہ ۳، ۱۲۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف درست ہونے کے لئے مسجد کا ہونا شرط ہے، جیسا کہ قرآن پاک میں بھی اس طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔

"جب تم اعتکاف کئے ہو مسجدوں میں" (سورہ بقرہ۔۱۸۷)

چونکہ اعتکاف مسلمانوں کی ذمّہ داری ہے، اسی وجہ سے اس کو اعتکاف کی تکمیل کے لئے دوسری مسجد منتقل ہونا ضروری ہوگا، اگر اعتکاف مسجد کا حق ہوتا تو اعتکاف ختم ہوجانا چاہئے، کیونکہ مسجد منہدم ہوچکی ہے۔

اعتکاف کے لئے مسجد باجماعت

ایسی مسجد میں اعتکاف درست ہے جہاں پانچوں وقت باجماعت نماز ہوتی ہے، فتاویٰ خانیہ میں ہے۔

''ہر اس مسجد میں اعتکاف درست ہے جہاں اذان واقامت ہوتی ہو، یہی صحیح قول ہے، حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے اعتکاف صرف ایسی مسجد میں درست ہے جہاں اذان واقامت ہوتی ہو''۔

اللہ تعالیٰ نے مسجد میں اعتکاف کرنے والوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''اور بیویوں سے اس حال میں صحبت نہ کرو جب کہ تم اعتکاف کئے ہوئے مسجدوں میں ہوں''۔ (سورہ بقرہ۔۱۸۷)

آیت میں مطلق مسجد کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں نماز باجماعت یا مسجد میں ایک دو وقت کی جماعت ہوتی ہو یا مطلق جماعت نہ ہوتی ہو سب میں اعتکاف درست ہے، لیکن اس آیت کے عموم میں تخصیص رسول اللہ ﷺ کے قول وعمل اور آثارِ صحابہؓ سے ہوتی ہے، چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجدِ نبوی میں اعتکاف فرماتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اعتکاف (درست) نہیں مگر جماعت والی مسجد میں''۔ (سنن بیہقی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ''اعتکاف صرف ایسی مسجد میں صحیح ہوتا ہے، جہاں باجماعت نماز ہوتی ہو، انہی الفاظ کے ساتھ حضرت حذیفہؓ ،حضرت علیؓ اور امام زہریؒ وغیرہ تابعین سے مروی ہے''۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

نوٹ:۔نفل اعتکاف کے لئے مسجد باجماعت ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ ایسی مسجد میں بھی درست ہے جہاں باجماعت نماز نہ ہوتی ہو۔

کتنی مسجدوں میں اعتکاف ضروری ہے

سوال:۔اگر ایک آبادی میں متعدد مسجدیں ہوں، ان میں سے ایک مسجد میں کوئی شخص معتکف ہوجائے، تو یہ تمام اہل شہر کی طرف سے سنت کفایہ کی ادائیگی کے لئے کافی ہوگا؟ یا ہر محلّہ کی مسجد میں مستقل طور پر معتکف ہونا ضروری ہے؟

جواب۔اعتکاف مسلمانوں کی آبادی پر ہے، اور باجماعت والی مسجد ہونا اعتکاف درست ہونے کے لئے ضروری ہے، لہٰذا جب قریب قریب کئی مسجدیں ہوں، تو کسی بھی ایک ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا تمام اہل شہر کی طرف سے کافی ہوجائے گا جس میں پانچوں وقت باجماعت نماز ہوتی ہو، البتہ بہتر یہ ہے کہ شہر کی تمام مساجد میں اعتکاف کیا جائے، (مجمع الانہر، حصہ ۱۔۲۵۵) میں لکھا ہے:

''کہا گیا ہے کہ اعتکاف سنّتِ مؤکدہ کفایہ ہے، یہاں تک کہ اگر شہر کے تمام لوگوں نے اعتکاف چھوڑ دیا، تو گنہگار ہونگے، ورنہ نہیں، اعتکاف کا مسئلہ بھی اذان کی طرح ہے''۔

اس کی نظیر تراویح کی جماعت کی ہے کہ اگر ایک شہر کے کسی بھی مسجد میں تراویح کی جماعت قائم ہوجائے، تو پورے شہر والوں کی طرف سے کفایت کر دی جاتی ہے، چونکہ تراویح کی جماعت سنت مؤکدہ کفایہ ہے، اور اعتکاف بھی سنت مؤکدہ کفایہ ہے، اسلئے شہر

کے کسی بھی ایک مسجد میں کوئی شخص معتکف ہوجائیگا، تو تمام اہل شہر کی طرف سے سنت مؤکدہ کفایہ کی ادائیگی کیلئے کافی ہوجائے گا۔ (ردّ المختار، حصہ ۲۔۴۹۵)

اعتکاف میں بیٹھنے کا وقت

رمضان المبارک میں سنت اعتکاف ادا کرنے کے لئے بیسویں رمضان کو سورج غروب ہونے سے پہلے اعتکاف میں بیٹھیں، یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے:

"امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمدؒ فرماتے ہیں معتکف سورج ڈوبنے سے پہلے مسجد میں داخل ہو، چاہے ایک مہینے کی اعتکاف کی نیت ہو یا دس دن کے اعتکاف کی نیت ہو۔

ان ائمہ اربعہ نے اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ آپ ﷺ کے نمازِ فجر کے بعد داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد آپ ﷺ معتکف میں داخل ہوئے اور تنہائی اختیار فرمائی"۔ (مشکوٰۃ)

شرعی اعتبار سے راتیں دن کے تابع ہوتی ہیں، سوائے عرفہ اور نحر کی راتوں کے کہ ان میں دن رات کے تابع ہوتا ہے اسی بنیاد پر علّامہ ابن عابدین شامیؒ نے اعتکاف نذر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''کیا آپ نہیں دیکھتے کہ تراویح رمضان کی پہلی رات میں پڑھی جاتی ہے، اور شوال کی پہلی رات میں نہیں پڑھی جاتی، اسی بنا پر جب تثنیہ یا جمع کے صیغہ سے اعتکاف کی نذر مانے تو سورج غروب ہونے سے پہلے مسجد میں داخل ہو، اور نذر کے آخری دن سورج ڈوبنے کے بعد نکل آئے، جیسا کہ فتاویٰ رحیمیہ میں اس کی صراحت ہے''۔ (البحر الرائق، حصہ ۲۔۳۰۵)

لہٰذا رمضان المبارک میں بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد آجانا ضروری ہے، اگر مغرب بعد یا عشاء بعد مسجد آیا تو سنت کفایہ ادا نہ ہوگا، ہاں! نفس اعتکاف میں بیٹھنے کا ثواب ملے گا، اور وہ نفل اعتکاف ہوگا۔ (شرح اللطیبی)

معتکف کے حدود

اعتکاف میں بیٹھنے والا شخص مسجد کے حدود سے بلاضرورت اور بغیر عذر کے باہر نہیں جاسکتا، مسجد کے حدود سے مراد یہ ہے کہ جہاں تک کا حصّہ خاص نماز پڑھنے کے لئے متعیّن کیا گیا ہے، وہ مسجد کے حکم میں ہونے کی وجہ سے قابل احترام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بلاضرورت مسجد کے حدود سے باہر نہیں نکلتے تھے، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد سے اعتکاف کی حالت میں سر مبارک میری طرف کر دیتے، اور میں کنگھا کر دیتی اور بلاضرورت گھر تشریف نہیں لاتے''۔ (بخاری، حصّہ ۱: ۲۷۱)

ایک اور روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹھکانہ حالتِ اعتکاف میں سوائے مسجد کے اور کہیں نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں: یہ بات احادیث اور نصوص سے ثابت ہے۔

(نسب الرّ ائے حصّہ ۲-۴۹۱)

وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا کی جگہ، نمازِ جنازہ پڑھنے کی جگہ امام کا کمرہ، مسجد کا سامان رکھنے کے لئے گودام، گیٹ سے داخل ہونے کی سیڑھی، گیٹ کے پاس جہاں جوتے چپل اتارنے کے لئے نشان لگا رہتا ہے یہ سب مسجد کے حدود سے باہر ہیں، بعض مسجدوں کے صحن میں حوض بنا ہوتا ہے، اور اسکے چاروں طرف وضو بنانے کی جگہیں بنی ہوتی ہیں، اور مسجد کے حصّہ سے ممتاز ہوتی ہیں، یہ بھی مسجد کے حدود سے خارج ہیں۔

اسی طرح بعض مساجد میں اصل مسجد کے ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے، عام طور پر مسجد کے ایک کنارہ پر ہوتی ہے، اسکے بارہ میں معلوم کیا جائے کہ یہ جگہ متولّی نے مسجد کے حدود میں داخل کیا ہے یا نہیں اگر مسجد قرار نہ دیا ہو بلکہ بچوں کی تعلیم ہی کے لئے خاص کیا ہو، تو وہ مسجد کی حدود سے باہر ہے۔

معتکف (اعتکاف میں بیٹھے والا) کے لئے بلا عذر شرعی وفطری کے ان جگہوں پر

آنا درست نہیں، آنے کی صورت میں گنہگار ہونگے، اور امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق تو اعتکاف ہی ٹوٹ جائے گا، البتہ صاحبینؒ کے قول کے مطابق دن کا اکثر حصّہ اگر ٹھہرا رہا تو ٹھہرے رہنے کا اعتکاف ٹوٹے گا، یہی فتویٰ ہے، مگر بلاضرورتِ شرعی وفطری مسجد کے حدود سے باہر ایک لمحہ کے لئے بھی نکلنا کراہت سے خالی نہیں۔ (بحر الرّائق حصّہ ۲-۳۰۲)

اعتکاف ٹوٹنے کی صورتوں کا بیان

۱۔ بلا عذر شرعی وطبعی مسجد سے باہر دن کا اکثر حصّہ ٹھہرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، عورت گھر سے بلا عذر دن کا اکثر حصّہ باہر رہی تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(درّ مختار حصہ ۳: ۴۳۷)

۲۔ بیوی سے ہم بستری کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، چاہے رات ہو یا دن، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، انزال ہو یا نہ ہو، مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر۔

(فتاویٰ ہندیہ حصّہ ۱-۲۱۳)

اسی طرح شرم گاہ کو چھوڑ کر جسم کے دوسرے حصّہ سے لطف اندوز ہونے کے نتیجہ میں انزال ہوگیا، تو اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، مگر یہ عمل حرام ہوگا، دوسرے الفاظ میں بحالتِ اعتکاف ہر وہ عمل جو بیوی سے ہم بستری کی طرف راغب کرے، جیسے۔ معانقہ کرنا اور بوسہ لینا حرام ہے۔

۳۔ دورانِ اعتکاف حیض ونفاس کے خون کے آنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا، کیونکہ حیض ونفاس روزہ کے منافی ہیں، اور روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں ہوتا، اس اعتبار سے دیکھا جائے تو حیض ونفاس سے پاک ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔ (درّ مختار حصّہ ۳-۴۴۳)

۴۔ دن میں جان بوجھ کر کھانا، کیونکہ جان بوجھ کر کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(فتح القدیر حصّہ ۲-۳۱۶)

۵۔ مرتد ہونے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے، اس صورت میں قضا لازم نہیں ہوگی، گو بعد میں دوبارہ اسلام قبول کرلے۔ (خانیہ حصّہ ۱-۲۲۴)

۶۔ مسجد منہدم ہوجائے اور معتکف دن کا اکثر حصّہ گذارنے سے پہلے دوسری مسجد میں منتقل نہ ہوسکے، تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (درّ مختار حصّہ ۳۔ ۴۳۸)

۷۔ بیہوشی اور جنون کی وجہ سے کوئی روزہ فوت ہوجائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، کیونکہ نیت نہ پائی جانے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوا اور روزہ کے بغیر اعتکاف درست نہیں۔
(درّ مختار حصّہ ۱۔ ۴۴۳)

۸۔ دن میں نشہ طاری ہونے کی وجہ سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (درّ مختار)

۹۔ مسجد جب ویران ہوجائے یا مسلم آبادی منتشر ہوگئی ہو اور جب اس میں جماعت قائم نہ ہوتی ہو، تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (فتح القدیر حصّہ ۲۔ ۳۱۱) کیونکہ اعتکاف کے لئے ایسی مسجد کا ہونا شرط ہے جس میں پانچوں نمازیں باجماعت ہوتی ہو۔

اعتکاف توڑنا کب جائز ہے

ان صورتوں میں اعتکاف توڑنا جائز ہے، بلکہ بعض مرتبہ واجب ہوتا ہے، یعنی توڑنے سے گناہ نہیں ہوگا، لیکن اعتکاف توڑنے کی قضا لازم ہوگی۔

۱۔ اعتکاف کی حالت میں شدید بیمار پڑجائے، مسجد میں رہتے ہوئے علاج ممکن نہ ہو، تو اعتکاف توڑنا جائز ہے، یعنی مسجد سے باہر نکل کر علاج کرواسکتا ہے۔
(فتاویٰ ہندیہ حصّہ ۱۔ ۲۱۳)

۲۔ اگر جنازہ کی نماز پڑھنے والا کوئی نہ ہو، اور جنازہ کو دفنانے والا بھی کوئی نہ ہو، تو اس وقت اس مقصد کے لئے اعتکاف توڑنا جائز ہے، بلکہ واجب ہے۔ (ہندیہ حصّہ ۱۔ ۲۱۳)

۳۔ آگ میں جلنے والے کو بچانے کیلئے۔

۴۔ پانی میں ڈوبنے والے کو بچانے کے لئے۔

۵۔ آگ بجھانے کے لئے اعتکاف توڑ کر مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے، بلکہ وہاں اس کے علاوہ اور کوئی نہ ہو تو اس مقصد کے لئے اعتکاف توڑنا واجب ہوجائے گا۔ (بحر حصّہ ۲۔ ۵۲۹)

۶۔ جب جہاد کے لئے سب کو جہاد میں شرکت کے لئے اعلان ہو تو اس وقت اعتکاف کو توڑنا جائز ہے۔ (ہندیہ حصّہ ۱۔ ۲۱۲)

۷۔ ادائیگی شہادت کے لئے بلکہ اگر مظلوم کو حق دلانا اسی کی شہادت پر ہو، تو شہادت دینے کے لئے اعتکاف توڑ کر مسجد سے نکلنا واجب ہوجائے گا۔ (بحر حصّہ ۲۔ ۵۲۹)

۸۔ ماں، باپ، اور بیوی بچّوں میں سے کسی کی سخت بیماری کی وجہ سے بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے۔

۹۔ کوئی معتکف زبردستی مسجد سے باہر نکال کر لے جایا جائے جیسے، اس کے نام حکومت کی طرف سے گرفتاری کا وارنٹ ہو، یا کسی بھی وجہ سے مسجد سے نکلنے پر مجبور کیا گیا ہو، تو اسکے لئے اعتکاف توڑ کر مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

۱۰۔ معتکف کو اپنی جان و مال کا خوف ہو۔ (فتح القدیر حصّہ ۲۔ ۳۱۰)

۱۱۔ جس مسجد میں معتکف ہو وہ ڈھادی جائے تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔
(درّ مختار حصّہ ۳۔ ۴۳۸)

۱۲۔ مسجد کے ارد گرد مسلم آبادی منتشر ہوجائے، اور مسجد ویران ہوجائے، اور جماعت قائم نہ ہو تو اعتکاف توڑنا جائز ہے۔ (فتح القدیر حصّہ ۲۔ ۳۱۱)

اعتکاف نہ توڑنے کی صورتیں

ان صورتوں میں اعتکاف نہیں ٹوٹتا:

۱۔ اعتکاف کی حالت میں معتکف بالغ ہوجائے تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹیگا، کیونکہ اسمیں اس کے عمل کو کوئی دخل نہیں۔

۲۔ کسی کو احتلام ہوجائے۔ (ہندیہ حصّہ ۱۔ ۲۱۳)

۳۔ غیر جامع مسجد میں معتکف تھا، نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد گیا، اور نماز پڑھ کر وہیں ٹھہر گیا، تو مکروہ عمل قرار پائیگا، مگر اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، یہاں تک کہ چوبیس گھنٹہ گذر

جائیں، بلکہ اعتکاف کی بقیہ مدّت پوری وہیں گذر جائے تو بھی اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، بلکہ اعتکاف پورا کرنے والا کہلائیگا۔(بحر حصّہ ۲۔۵۲۸)

۴۔ عورتوں کو دیکھنے یا کسی کی محبت میں کھو جاتے ہوئے سوچتے سوچتے انزال ہوجائے تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹیگا۔ (ہندیہ حصّہ ۱۔۲۱۳)

۵۔ دن میں بھول کر کھانے سے، کیونکہ بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ہندیہ)

۶۔ لڑائی، جھگڑا، گالی گلوچ، یہ عمل شرعاً ممنوع اور گناہ ہیں۔(فتح القدیر حصّہ ۲۔۳۱۶)

۷۔ رات میں کسی دوسرے کا مال بغیر اجازت کھانا، گو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا ہے، لیکن دوسرے کا مال بغیر اجازت کے کھانا شرعاً ممنوع اور گناہ ہے۔

(ہندیہ حصّہ ۱۔۲۱۳)

اعتکاف کے حالت میں مباح کام

اعتکاف کی حالت میں یہ کام بلا کراہت درست ہیں:

۱۔ غروب آفتاب کے بعد سے طلوع صبح صادق تک کھانا پینا۔

۲۔ سونا۔

۳۔ کپڑے بدلنا۔

۴۔ تیل لگانا۔

۵۔ عقد نکاح کرنا۔ (ترمذی)

۶۔ طلاق رجعی کے بعد عدّت میں رجعت کرنا۔(ہندیہ حصّہ ۱۔۲۱۳)

۷۔ مسجد میں سامان نہ لا پاتا ہو تو اشد ضروری خرید وفروخت کرنا، جو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریاتِ زندگی کے لئے ہو، البتہ مسجد کو باقاعدہ تجارت گاہ بنانا درست نہیں، گو مسجد میں سامان نہ لائے، یا موبائل فون پر بات کرے، اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حدیث پاک میں مسجد میں خرید وفروخت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ (ہندیہ حصّہ ۱۔۲۱۳)

۸۔ دینی اور مباح گفتگو۔(ہندیہ حصّہ ۱۔۱۲۱)

۹۔ حجامت کرانا البتہ بال مسجد میں نہ گرنے پائیں۔

۱۰۔ حج یا عمرہ کا احرام باندھنا، البتہ جتنے دنوں کا اعتکاف ہوا تنے دن مسجد میں رہنے کے بعد نکلے گا، ہاں اگر حج فوت ہوجانے کا اندیشہ ہو، تو اعتکاف چھوڑ دیگا اور حج پورا کریگا، بعد میں اعتکاف کی قضا کرلیگا، کیونکہ حج اعتکاف سے زیادہ اہم ہے۔(بحر حصّہ ۲۔۵۲۸)

۱۱۔ بلا اجرت کپڑے سینا۔ (بحر حصّہ ۲۔۵۳۰)

۱۲۔ اگر معتکف مسجد میں اپنا سر اس طرح دھوئے کہ اسکے استعمال کئے ہوئے پانی سے مسجد گندی نہ ہو، تو کوئی حرج نہیں، اور اگر گندی ہو تو دھونے سے روکا جائیگا، اسلئے کہ مسجد کی صفائی ستھرائی ضروری ہے، یہی حکم وضو کا ہے کہ اگر کسی کے برتن میں وضو کرے یا مسجد کے کنارہ اس طور پر کرے کہ ماءِ مستعمل (وضو میں استعمال ہونے والے پانی) سے مسجد گندی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور گندی ہو تو روکا جائیگا۔(ہدایہ حصّہ ۲۔۲۸۴)

۱۳۔ کنگھا کرنا۔(مسلم)

۱۴۔ معتکف کے لئے مسجد میں بستر اور ضروری سامان لانا۔

۱۵۔ معتکف چار پائی بھی لاسکتا ہے، البتہ مسجد کے ایک گوشہ میں رکھے گا۔

۱۶۔ مسجد کے کسی کنارہ حصّہ کو اعتکاف گاہ کے لئے مقرر کرنا جائز ہے، کیونکہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ" نبی کریم ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ فرماتے، تو آپؐ کے لئے مسجد میں بستر بچھایا جاتا تا استوانہ توبہ کے پیچھے چار پائی بچھائی جاتی تھی"۔(ابن ماجہ۔۱۷۷۴)

مکروہات اعتکاف

اعتکاف کی حالت میں یہ چیزیں مکروہ ہیں:

۱۔ بلا عذر شرعی وطبعی ایک لمحہ کے لئے بھی مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے۔

(فتح القدیر حصّہ ۲۔۲۹۶)

۲۔ شرعی اور طبعی حاجت سے فراغت کے بعد فوراً اپنی (اعتکاف گاہ) مسجد کی طرف واپس آنے کے بجائے کہیں اور ٹھہرنا مکروہ ہے۔(درّ مختار حصّہ ۲۔۲۲۷)

۳۔ مسجد میں بیچنے والا سامان لانا۔(بحر حصّہ ۲۔۵۳۱)

۴۔ مسجد کو تجارت گاہ بنانا۔(بحر حصہ ۲۔۵۳۰)

۵۔ اجرت لے کر کپڑے سینا، تعلیم دینا یا کتاب (لکھنا) سکھانا۔(بحر حصہ ۲۔۵۳۰)

۶۔ عبادت کے خیال سے ہمیشہ رہنا۔(بحر حصہ ۲۔۱۵۳۱)

۷۔ غیر مباح گفتگو۔(بحر حصہ ۲۔۵۳۱)

۸۔ اعتکاف کی حالت میں بیوی سے مباشرت فحش مکروہ ہے، جیسے۔ بوسہ لینا، معانقہ کرنا، چھونا وغیرہ بھی مکروہ ہے۔(خانیہ، حصّہ ۱۔۲۲۲)

معتکف کی آرام گاہ

معتکف کے لئے درست ہے کہ مسجد کے جس گوشہ کو مناسب سمجھے اسے اپنی آرام گاہ بنالے، اور وہاں بستر بچھالے، اور کپڑے وغیرہ سے گھیر کر کمرہ بنالے، چنانچہ علاّمہ طیبؒ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل نقل فرماتے ہیں کہ۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے کوئی ایسی جگہ مخصوص فرما لیتے تھے کہ جس میں لوگوں کی نذر سے اوجھل رہیں، اسی مفہوم میں ایک دوسری صحیح حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چٹائی کا کمرہ بنایا"۔(شرح الطیبی مشکوۃ المصابیح حصّہ ۴۔۲۱۱)

معتکف کے لئے وضو اور غسل کی جگہ

معتکف کیلئے فطری و شرعی عذر کی بنیاد پر مسجد سے نکلنا جائز ہے، اور شرعی اعذار میں سے غسل اور وضو بھی ہیں لہٰذا غسل واجب ہونے کے لئے قریبی غسل خانہ اور وضو کے لئے وضو خانہ جائے، تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

البتہ مسجد میں اس طرح وضو یا غسل کرنا ممکن ہو کہ استعمال کیا ہوا پانی مسجد کے فرش پر نہ گرے، تو مسجد ہی میں وضو یا غسل کر سکتا ہے کہ مسجد میں پانی نہ گرے۔

اسی طرح کسی برتن میں وضو کرے یا مسجد کے کنارہ اس طرح وضو کرے کہ مسجد کے فرش پر پانی نہ گرے، یا مسجد کے اندر پانی کی ٹوٹی اس طرح لگی ہو کہ معتکف مسجد کے اندر رہ کر وضو کرے، اور وضو کا پانی ٹوٹی کے ذریعہ مسجد سے باہر گرے، تو اس انتظام سے معتکف فائدہ اٹھائے، ورنہ اگر مسجد کے گندی ہونے کا اندیشہ ہو تو کسی بھی حال میں مسجد میں وضو یا غسل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

"اگر مسجد میں اپنا سر ایک برتن میں دھویا تو کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ مسجد مستعمل پانی سے آلودہ نہ ہو، اگر مسجد آلودہ ہو جاتی ہو، تو یہ ممنوع ہوگا، کیونکہ مسجد کی صفائی ستھرائی واجب ہے، اسی طرح کسی نے برتن میں وضو کیا، تو اسکا حکم بھی اسی تفصیل کے مطابق ہوگا"۔ (بحر الرّائق حصّہ ۲۔۳۰۳، فتح القدیر ۲۔۳۹۶)

حدیث شریف میں مسجد کو بچّوں، پاگلوں، مقدمات اور حدود کے قیام وغیرہ سے بچانے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ مسجد کا احترام باقی رہے، چنانچہ حضرت واصلہؓ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی مسجدوں کو بچّوں، پاگلوں، خرید و فروخت، شور و غل، اور تلوار کی بے نیامی سے بچاؤ۔(معظّم کبیر الطبرانی حصّہ ۲۲۔۵۷)

مسجد کے اندر غسل اور وضو کرنے کی یہ تدبیریں عام ہیں، چاہے غسل واجب ہو، یا سنت یا ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے، اسی طرح وضو فرض نماز کے لئے ہو یا نفل نماز کے لئے یا واجب کے لئے ہو، یا وضو پر وضو کرنے کے لئے ہو۔

مسجد میں غسل یا وضو کرنا ممکن نہ ہو، تو غسل مسنون (جمعہ کا غسل) یا صرف ٹھنڈک حاصل کرنے کی غرض سے غسل اور وضو پر وضو کے لئے مسجد سے باہر نہیں نکلے گا، اگر نکلا تو مکروہ عمل ہوگا، بجائے ثواب کے گناہ ہوگا، اور اگر دن کے اکثر حصّہ کے بقدر وقت

لگ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، ہاں اگر نفلی اعتکاف ہو تو بنا کراہت مسنون غسل اور ٹھنڈک کی خاطر غسل کے لئے جا سکتا ہے، چاہے جتنی دیر مسجد سے باہر رہے، اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا، البتہ اتنی دیر کا اعتکاف شمار نہیں ہوگا۔

جن صورتوں میں معتکف کے لئے مسجد سے باہر نکل کر غسل یا وضو کرنا جائز ہے، ان صورتوں میں مسواک، کرنا یا صابن لگانا اور تولیہ سے اعضاء خشک کرنا درست ہے۔

مستحبات اعتکاف

نیک کاموں اور اچھی باتوں میں مشغول رہنا قرآن پاک کی تلاوت کرنا، دعا، درود، استغفار میں مشغول رہنا، دین کی باتوں کو سیکھنا اور سکھانا وعظ و نصیحت کرنا، جامع مسجد میں اعتکاف کرنا۔

وہ امور جو معتکف کے لئے جائز ہیں

پیشاب یا پاخانہ کے لئے نکلنا، غسل فرض کے لئے نکلنا، نمازِ جمعہ کے لئے زوال کے وقت یا اتنی دیر پہلے نکلنا کہ جامع مسجد پہنچ کر خطبہ سے پہلے چار سنت پڑھ سکے، مؤذن کا اذان کہنے کے لئے اذان کی جگہ پر خارجِ مسجد جانا، مسجد میں کھانا پینا، سونا اور ضرورت کی چیزوں کی خرید و فروخت بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں موجود نہ ہو۔

نمازِ عید کا بیان

عید کا دن خوشی کا دن ہے، جو سال میں دو مرتبہ آتا ہے، پہلی خوشی اس کی کہ رمضان شریف کا مبارک مہینہ آیا اس میں خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں کی بارش ہوئی، تم نے جی لگا کر مہینہ بھی اپنے پروردگار کی خوب عبادت کی اس کے حکم کے مطابق صبح و شام تک بھوکے و پیاسے رہے اور رات کو یادِ الٰہی میں بسر کیا، اسکی خوشی میں رمضان المبارک کے ختم ہوتے ہی پہلی شوّال کا دن تمہارے لئے خوشی کا دن مقرّر کر دیا گیا اور اس دن کو "عید الفطر" کہتے

ہیں اسلئے کہ مہینہ بھر کی بندش کے بعد آج کھانے پینے کی اجازت حاصل ہوئی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جب عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو فرشتہ راستوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں، اے جماعتِ مسلمین اپنے رب کریم کی طرف لپکو وہ تمہیں ایک اچھے کام کی توفیق دیتا ہے پھر اس پر ثواب عظیم عطا فرماتا ہے اس نے تمہیں رمضان المبارک کی راتوں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا اور تم نے نماز پڑھی، تمہیں دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا تم نے روزہ رکھا، تم نے اپنے رب کے حکم کی اطاعت کی اب اس کا انعام حاصل کرو"۔

جب نمازِ عید ختم ہوتی ہے تو فرشتے آواز لگاتے ہیں، خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری مغفرت فرما دی اب تم خوشی خوشی اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ، اسی لئے اس دن کو انعام و اکرام کا دن کہتے ہیں اور آسمانوں میں اس دن کا نام "یوم جائزہ" ہے۔ (جمع الفوائد)

دوسری خوشی

دوسری خوشی فریضۂ حج کی ادائیگی کی خوشی ہے، ۹، ذی الحجہ کو حجاج میدان عرفات دربارِ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں، ان پر خداوند کریم کی نعمتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں، پھر وہ لوگ جو وہاں کی حضوری سے محروم رہیں انکے لئے دس ذی الحجہ کے دن کو خوشی کا دن مقرر فرمایا تاکہ یہ بھی خداوند کریم کی نعمتوں اور رحمتوں سے سرفراز ہوں، اس دن کو عید الاضحیٰ اور بقر عید کہتے ہیں، اس لئے اس دن نمازِ عید کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو اہل مدینہ سال میں دو میلے کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمانہ جاہلیت میں، ہم ان دنوں میں خوشی مناتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ نے انکے بدلہ میں ان سے بہتر دن خوشی منانے کے لئے تمہیں عطا فرمائے، ایک

عیدالفطر دوسرے عیدالاضحیٰ ۔(مجمع الفوائد، ابوداؤد، نسائی)

عیدین کے دن دو رکعت نماز واجب ہے، جن لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض ہے ان پر عیدین کی نماز بھی واجب ہے، اور جو شرطیں جمعہ کی نماز کی ہیں وہی شرطیں عید کی نماز کی بھی ہیں، مگر عیدین کی نماز کا خطبہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

عید کی نماز کے لئے اذان اور تکبیر نہیں ہوتی بلکہ آفتاب بلند ہونے کے بعد تمام مسلمان ایک جگہ جمع ہو جائیں تو امام انکو پہلے دو رکعت نماز پڑھائے اور ہر رکعت میں تین تکبیر زائد کہیں، ان زائد تکبیروں کا کہنا امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے، پھر امام کھڑا ہو کر دو خطبہ جمعہ کی طرح پڑھے اور تمام لوگ خاموشی کے ساتھ بیٹھ کر سنیں، اگر عیدالفطر کی نماز ہے تو خطبہ میں صدقہ فطر کے مسائل بیان کئے جائیں، اور اگر عیدالاضحیٰ کی نماز ہے تو خطبہ میں قربانی کے مسائل بیان کئے جائیں۔

عید کی نماز کا طریقہ

اول اس طرح نیت کریں کہ میں عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی دو رکعت نماز واجب مع چھ زائد تکبیروں کے اس امام کے پیچھے پڑھتا ہوں، پھر تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لیں، اور ثناء پڑھیں پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں، اور ہاتھ چھوڑ دیں، پھر دوسری بار اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور ہاتھ چھوڑ دیں پھر تیسری بار اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائیں اور ہاتھ باندھ لیں، پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ آہستہ پڑھے۔

اور امام سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ آواز میں پڑھے اور مقتدی کچھ نہ پڑھیں۔، پھر رکوع اور سجدہ کر کے دوسری رکعت میں کھڑے ہو جائیں۔

دوسری رکعت میں امام سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھے پھر امام اور مقتدی اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ کانون تک اٹھائیں اور ہاتھوں کو چھوڑ دیں، پھر تیسری دفعہ اللہ اکبر کہتے

ہوئے ہاتھ اٹھائیں اور ہاتھوں کو چھوڑ دیں، پھر چوتھی مرتبہ بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہکر رکوع میں چلے جائیں اور دوسری نمازوں کے مطابق باقی نماز پوری کریں۔

نوٹ: -اگر کوئی شخص عید کی نماز میں حالت قیام میں شریک ہوا تو اس کو چاہئے کہ نیت کر کے زائد تکبیریں کہہ لے، چاہے امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر امام کے رکوع میں جانے کے بعد پہنچا اور گمان غالب ہو کہ تکبیریں کہنے کے بعد رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر پہلے زائد تکبیریں کہے اور پھر رکوع میں جائے اور اگر رکوع کے نہ ملنے کا خطرہ ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے، اور حالتِ رکوع میں بجائے سبحان ربی العظیم پڑھنے کے جو زائد تکبیریں بچی ہیں کہہ لے مگر ہاتھ نہ اٹھائے، اگر اس کی تکبیریں پوری ہونے سے پہلے امام رکوع سے سر اٹھالے تو اس کو بھی سر اٹھالینا چاہئے اور جو تکبیریں رہ گئیں وہ معاف ہیں۔

اور اگر کسی کو عید کی ایک رکعت ملی تو اس کو چاہئے کہ امام کے فارغ ہونے کے بعد دوسری رکعت ادا کرے جس میں پہلے قرأت کرے پھر تکبیریں کہے۔

عید کے مستحبات

۱۔ غسل اور مسواک کرنا۔

۲۔ اپنے پاس جو کپڑے موجود ہوں ان میں سے اچھے کپڑے پہننا۔

۳۔ خوشبو لگانا۔

۴۔ عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھنا۔

۵۔ عیدگاہ پیدل جانا۔

۶۔ ایک راستہ سے جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

۷۔ عید کی نماز سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھنا، اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نفل نہ پڑھنا، گھر واپس آکر پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

۷۔ نماز عیدالفطر کے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا۔

۸۔ اگر صدقۂ فطر واجب ہو تو اس کو نماز سے پہلے ادا کرنا۔

۱۰۔ عید الاضحیٰ میں نمازِ عید کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا، عید الفطر کی نماز کو جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ آہستہ تکبیر کہنا مستحب ہے، اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جانا مستحب ہے۔

عید الاضحیٰ کے خاص احکام

اگر صاحب نصاب ہو تو اسکو عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد قربانی کرنا واجب ہے، اور نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر فرض کے بعد ایک مرتبہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔

تکبیر یہ ہے "اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لآ اٰلہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر ولِلّٰہ الحَمْد" نویں تاریخ کو یومِ عرفہ کہتے ہیں اور دسویں کو یوم النحر اور گیارہویں بارہویں تیرہویں یہ تین دن ایام تشریق کہلاتے ہیں۔

❁❁❁

فصل پنجم

روزہ سے متعلق چند اہم مسائل

چاند کی شہادت کے بعد افطار نہ کرنا

سوال:۔اگر رویت ہلال کی شرعی شہادت آنے پر عید کا حکم دیدیا گیا اور صرف ایک شخص نے روزہ افطار نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔وہ شخص گناہ گار رہا توبہ کرے۔(ردالمختار ج ۲ ص ۱۲۵ کتاب الصوم)

جو شخص حاکم کے فیصلہ شرعی کے بعد بھی افطار نہ کرے وہ گناہ گار رہوگا کیونکہ یہ دن شہادت شرعیہ سے عید کا دن ثابت ہوگیا اور عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

رمضان میں ہر روزہ کی نیت کرنا

رمضان کے ہر روزے میں نیت کرنا ضروری ہے ایک روز نیت کرلینا تمام روزوں کے لئے کافی نہیں۔(علم الفقہ ج ۳ ص ۱۸)

رات سے نیت کرنا شرط نہیں

رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کرے تب بھی فرض ادا ہوجاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا اور صبح ہوگئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج روزہ نہ رکھوں گا پھر دن چڑھے خیال آگیا کہ فرض چھوڑ دینا بُری بات ہے اس لئے اب روزہ کی نیت کرلی تب بھی روزہ ہوگیا۔لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی لیا تھا تو اب نیت نہیں کرسکتے۔

نیت کا آخری وقت

اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کے ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کرلینا درست ہے۔صبح صادق سے غروب آفتاب تک کل وقت کے نصف کو نصف النہار شرعی کہا جاتا ہے۔

صبح اور طلوع آفتاب کے درمیان جتنا وقت ہوتا ہے،نصف النہار شرعی و نصف النہار عرفی (وقتِ زوال) کے درمیان اس کا نصف ہوتا ہے۔

مثلاً عرفی سے پون گھنٹے پہلے نصف النہار شرعی ہوگا اس وقت کی مقدار ہر موسم میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتی ہے اس لئے اس کی مقدار گھنٹوں سے متعین نہیں کی جاسکتی ضابطہ مذکورہ کے مطابق عمل کیا جائے۔

دل کے خیال کا نام نیت

رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کرلینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہوجائے گا اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے تب بھی روزہ ہوجائے گا۔

نفلی روزے اور نذر معین اور رمضان شریف کے روزوں کی رات سے نیت کرے یا صبح کو نصف النہار تک کرلینا درست ہے اور باقی روزوں میں رات سے نیت کرلینا ضروری ہے۔(بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۱۱۶)

سحری کھانا نیت میں شمار ہوگا یا نہیں؟

ماہ رمضان میں ہر روز نیت کرنی چاہئے۔سحری کھانا بھی نیت ہے یہ اور بات ہے کہ کھاتے وقت روزہ رکھنے کا ارادہ نہ ہو۔(تو سحری کا کھانا نیت میں شمار نہیں ہوگا)

اگر اول شب میں روزے کی نیت کی پھر طلوعِ فجر سے پہلے نیت توڑ دی تو یہ نیت کا توڑنا ہر قسم کے روزوں کی نیت میں معتبر ہوگا۔(کتاب الفقہ علیٰ المذاہب الاربعۃ ج ۱ ص ۸۸۱)

نیت کا زبان سے ظاہر کرنا ضروری نہیں

نیت کا زبان سے ظاہر کرنا ضروری نہیں صرف دل کا ارادہ کافی ہے حتیٰ کہ سحری کا کھانا خود نیت کے قائم مقام ہے اس لئے سحری روزہ رکھنے کی غرض سے کھائی جاتی ہے۔

ہاں اگر کسی کی عادت اس وقت کھانا کھانے کی ہو یا کوئی بد بخت سحری کھاتا ہو، اور روزہ نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے سحری کھانا نیت کے قائم مقام نہیں ہے۔ (علم الفقہ ج ۳ ص ۱۸)

بغیر نیت کے بھوکا رہنے سے روزہ نہیں ہوگا

اگر کسی نے پورے دن کچھ نہیں کھایا پیا شام تک بھوکا پیاسا رہا لیکن دل میں روزے کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک ہی نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتا تو روزہ ہو جاتا۔

نیت کرنے کے بعد بھی صبح صادق تک کھا سکتے ہیں

شریعت میں روزے کا وقت صبح صادق کے وقت شروع ہوتا ہے اس لئے جب تک صبح صادق نہ ہو کھانا پینا سب کچھ جائز ہے۔

بعض حضرات شروع رات میں سحری کھا کر نیت کی دعاء پڑھ کر لیٹ جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اب نیت کرنے کے بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہئے یہ خیال غلط ہے جب تک صبح نہ ہو برابر کھا سکتے ہیں چاہے نیت کر چکے ہوں یا نیت نہ کی ہو۔

دل میں نیت کر کے سونے کا حکم

نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے، زبان سے ادائیگی ضروری نہیں اس لئے اگر کوئی رات کو دل میں ارادہ کر کے سویا تھا تو پھر مزید نیت کی کوئی ضرورت نہیں۔

کن روزوں میں رات سے نیت ضروری ہے؟

رمضان کے قضاء روزوں میں اور نذرِ غیر معین اور کفارات کے روزوں میں اسی طرح اس نفل روزے کی قضاء میں جسے شروع کر کے فاسد کر دیا گیا ہو غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک نیت کر لینا ضروری ہے۔ صبح صادق کے بعد اگر

نیت کی جائے گی تو کافی نہ ہوگی۔ (علم الفقہ ج ۳ ص ۱۹)

نوٹ:۔ نیت میں تبرکاً "انشاء اللہ" کہہ لینا کچھ مضر نہیں ہے (نیز) روزے کی حالت میں افطار کی نیت کر لینے سے روزے کی نیت باطل نہیں ہوتی۔ (علم الفقہ ج ۳ ص ۱۹)

نیت کر کے روزہ توڑنا

سوال:۔ کسی شخص نے رمضان کی رات میں روزے کی نیت کی یا غیر رمضان میں رات کو یا دن کو نفل روزے کی نیت کی اب وہ رات کو یا دن کو عذر کی وجہ سے یا بلا عذر نیت توڑ سکتا ہے یا نہیں۔

جواب:۔ نیت کا رات کو توڑنا ممکن ہے اس طریقہ سے کہ اگلے دن کھانے پینے کا ارادہ کرے۔ لیکن دن میں جب روزہ شروع ہو گیا تو اب نیت توڑنا لغو ہے۔ پس رمضان کے روزے میں اگر رات کو نیت کر کے توڑ دی اور دن کو کھا پی لیا تو صرف قضاء لازم آئے گی۔

اور اگر دن میں نیت توڑ کر کھا پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا اور اگر غیر رمضان میں رات کو نیت توڑ دی تو نہ قضاء ہے نہ کفّارہ اور اگر دن میں نیت ختم کر کے کھا پی لیا تو صرف قضاء لازم آئے گی۔

اور جن روزوں میں ان کا وقت متعین ہے اس میں بلا عذر نیت توڑنا جائز نہیں اور غیر معین میں توڑنا بغیر عذر کے بھی جائز ہے۔

اذان دیر میں ہونے پر دیر تک سحری کھاتے رہنا

سوال:۔ عبد اللہ کہتا ہے کہ ناواقف لوگ جو اوقات سحری کی خبر نہیں رکھتے جب تک اذان نہ سنیں کھا پی سکتے ہیں، صحیح مسئلہ کیا ہے۔

جواب:۔ صبح صادق کے بعد کھانا پینا درست نہیں ہے، خواہ اذان ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، اس لئے بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ (بحوالہ ردالمختار ج ۱ ص ۱۱۰)

رمضان میں فجر کی جماعت جلدی کرنا

سوال:۔ رمضان شریف کے دنوں میں سحری کھانے کے بعد اگر امکان ہو کہ فجر کے وقت آنکھ نہ کھلے گی تو اول وقت میں نماز پڑھ لینا کیسا ہے؟

اور اسی وقت اذان کہہ کر جماعت کر لینا، اس وجہ سے کہ لوگوں کی اکثر وبیشتر جماعت چھوٹ جاتی ہے اور بعض اوقات قضاء بھی ہوجاتی ہے، کیسا ہے؟

جواب:۔ رمضان المبارک میں سحری کے بعد اول وقت فجر کی نماز کے لئے اگر نمازی جمع ہوجائیں اور ہر روز کے وقت معمول تک تاخیر ہونے سے جماعت چھوٹنے یا قضاء ہوجانے کا اندیشہ ہو تو اول وقت جماعت کر لینا بہتر ہے۔

روزے میں سُرمے، تیل اور خوشبو کا استعمال

روزہ کی حالت میں دن میں سُرمہ لگانا، تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے اس سے روزہ میں کوئی نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک یا ناک کی غلاظت میں سرمہ کا اثر دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے۔

(بحوالہ قدوری ۴۵)

ناپاکی کی حالت میں روزہ رکھنا

سونے کی حالت میں احتلام ہوگیا پھر بغیر غسل کئے ہوئے روزہ رکھ لیا تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (ناپاکی کا گناہ الگ ہوگا)۔ (علم الفقہ ج ۳ ص ۳۱)

روزے میں کان کے اندر تیل یا پانی جانا

کان میں پانی کے خود بخود چلے جانے سے یا قصداً ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا بخلاف تیل کے اس کے ڈالنے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے۔ بشرطیکہ تیل پیٹ میں داخل ہوجائے۔ (علم الفقہ ج ۳ ص ۳۲)

ناک میں پانی چلا جانا

سوال:۔ روزہ کی حالت میں روزہ یاد ہوتے ہوئے وضو کرتے وقت غلطی سے یا جان بوجھ کر دماغ تک پانی پہنچ گیا یا دماغ تک تو نہیں پہنچا مگر اتنی دور تک کہ اس سے تکلیف ہوئی تو شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب:۔ ناک کی راہ سے پانی پہنچانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر ناک سے حلق میں پانی چلا آیا، تب روزہ فاسد ہوجائے گا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۲، ج ۲ ص ۱۲۹)

آنکھ میں دوا ڈالنا

جسم کے مساموں (سوراخوں) سے جو تیل اندر (جسم میں) داخل ہوجاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح جو شخص پانی سے نہایا اور اس کو جسم کے اندر سردی محسوس ہوئی تو اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

نیز آنکھوں میں دوا ٹپکائی تو روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا ہو۔

(فتاویٰ عالمگیری، اردو ج ۲ ص ۱۸)

کلّی کرنے کے بعد منہ میں پانی کے اثرات

کلی کرنے کے بعد پانی کی تری جو منہ میں باقی رہ جاتی ہے اس کو نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر اس میں شرط یہ ہے کہ کلی کرنے کے بعد ایک دو مرتبہ تھوک منہ سے نکال دیا جائے اس لئے کہ کلی کرنے کے بعد کچھ پانی باقی رہ جاتا ہے۔

ہاں دو ایک مرتبہ تھوک دینے کے بعد پھر پانی نہیں رہ جاتا البتہ ہلکی سی تری رہ جاتی ہے (اس میں کوئی حرج نہیں)۔ (علم الفقہ ج ۳ ص ۳۲)

ناک کو حلق کی جانب چڑھانا

ناک کو روزے کی حالت میں اتنی زور سے سُڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو اس سے

روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سڑک کر نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(بحوالہ عالمگیری ج ا ص ۲۷۸)

روزے میں تھوک یا رال نگل جانا

روزے کی حالت میں منہ میں تھوک (یا رال) جو جمع ہوجائے اس کو نگل لے یا دانتوں کی جھرّی میں کھانے کی کوئی چیز رہ گئی ہے اس کو نگل لے تو اس سے بھی روزہ کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اگر قصداً ایسا کیا تو بھی روزہ درست ہوگا۔ ہاں اگر اس چیز کی مقدار اتنی ہو جس کو عموماً زیادہ کہا جاتا ہے تو اس کے نگلنے سے خواہ بے ارادہ ہی ایسا ہو روزہ باطل ہوجائے گا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص ۹۲۰)

خون میں ملا ہوا تھوک نگل جانا

منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل جائے تو روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مصنوعی دانت کا حکم

سوال:۔ جو شخص منہ میں ہر وقت مصنوعی دانت لگائے رہتا ہے، نہ ان میں بو ہے اور نہ مزہ ہے روزے کی حالت میں یہ دانت منہ میں رہتے ہیں کیا اس سے روزہ مکروہ ہوتا ہے۔؟

جواب:۔ مکروہ نہیں ہوگا۔

پائیریا کی پیپ منہ میں چلی جانا

سوال:۔ مرض پائیریا کی وجہ سے مسوڑوں میں پیپ آجاتی ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل جانے سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں، معلوم یہ کرنا ہے کہ جو منہ میں ہی پیدا ہو رہی ہے اس کے اجزاء قصداً یا بلا قصد تھوک کے ساتھ حلق میں چلے جائیں تو کیا حکم ہے۔

جو چیز خارج سے منہ میں رکھی جائے، جیسے سونے میں پان منہ میں رہ گیا اور صبح کو آنکھ کھلی تو کیا دونوں میں فرق ہے یا نہیں؟

جواب:۔ پائیریا کے خون کو پان کی پیک پر قیاس کرنا اور مفسدِ صوم قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ پان خارج سے منہ میں رکھا جاتا ہے، اس کی پیک تھوک پر غالب ہوتی ہے، بخلاف پائیریا کے خون کے، کہ پائیریا ایک مستقل مرض ہے، خون منہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اس سے احتراز ممکن نہیں، خون کی مقدار بھی کم اور تھوک سے مغلوب ہوتی ہے لہٰذا مفسدِ صوم نہیں ہونا چاہئے۔ (بحوالہ عالمگیری ج ۲ ص ۱۳۱)

ڈکار کے بعد منہ میں پانی آجانا

جس شخص نے سحری میں اس قدر کھایا ہو کہ طلوعِ آفتاب کے بعد ڈکاریں آتی ہیں اور ان کے ساتھ پانی آتا ہے، اس سے روزہ میں کچھ حرج نہیں آتا ہے۔

خون روکنے کے لئے منجن کا استعمال

سوال:۔ جب مسوڑھوں سے خون اور مواد نکلتا ہو تو کسی ایسے منجن کا جو خون کو روکے اور دافع مواد ہو استعمال جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جائز ہے مگر منجن سے فوراً منہ دھولے اور کلّی کرلے تاکہ اس کا اثر پیٹ میں نہ جائے اور منجن ایسا ہو کہ عادتاً پیٹ میں نہ پہنچتا ہو، مگر بچنا اچھا ہے، اس لئے کہ کراہت تنزیہی تو بہرحال ہے، احتیاط کے ساتھ منجن ملیں اور دانتوں کو صاف کریں کہ حلق کے اندر کچھ نہ جائے تو مکروہ نہیں ہے، یعنی مکروہ تحریمی نہیں ہے خلافِ اولیٰ ضرور ہے جس کا مطلب کراہت تنزیہی ہے۔ (بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۱۵۳)

مسواک کا ریشہ پیٹ میں چلا جانا

سوال:۔ مسواک کرتے وقت اس کا ریشہ پیٹ میں چلا گیا اور کوشش کے باوجود باہر نہ

نکلا، کیا اس سے روزہ فاسد ہو گیا؟

جواب:۔ دانتوں میں اٹکا ہوا کھانے کا ذرہ اگر چنے کے دانے سے کم مقدار میں حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اس کی وجہ یہی ہے کہ اس سے بچنا مشکل ہے، اس سے ثابت ہوا کہ مسواک کے ریشہ سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر کا استعمال

روزے کی حالت میں فقہاءِ احناف نے مسواک کی اجازت دی ہے چاہے وہ خشک لکڑی کی ہو جس میں کچھ ذائقہ موجود ہوتا ہے، لیکن ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پاؤڈر کا حال اس سے مختلف ہے اس میں ذائقہ بہت محسوس ہوتا ہے۔

مسواک کا نہ اس پر اطلاق ہوتا اور نہ مسواک کی سنت ادا کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے اس لئے کسی ضرورتِ شدیدہ کے بغیر اس کا استعمال کراہت سے خالی نہ ہوگا، ہاں عذر کی بنا پر کیا جا سکتا ہے۔

روزے میں قے کرنا

سوال:۔ قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اگر قے منہ بھر کر آئی اور ایک چنے کی برابر یا اس سے زائد جان بوجھ کر عمداً واپس لوٹالی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ قضاء فرض ہے کفّارہ نہیں۔

اور اگر جان بوجھ کر منہ بھر کے قے کی تو اس صورت میں بہر حال روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر چہ واپس نہ لوٹائے۔ البتہ منہ بھر کے قے نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۱۲۰)

قصداً قے میں سے کچھ منہ میں چلی جانا

اگر کوئی شخص قصداً قے کرے تو اگر منہ بھر کر نہ ہوگی تو روزہ فاسد نہ ہوگا، جو قے قصداً کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو وہ اگر بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہ

ہوگا۔ (علم الفقہ ج ۳ ص ۲۳)

اپنے آپ قے ہو جانا

اپنے آپ ہی قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر کر قے ہو گئی تو روزہ جاتا رہا۔

اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں ٹوٹے گا نیز تھوڑی سی قے آئی پھر خود بخود حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا۔

البتہ اگر قصداً لوٹالی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (بحوالہ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۲۰۲)

روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار

سوال:۔ کیا روزے کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار جائز ہے؟

جواب:۔ یہ امور جائز ہیں مگر جوان آدمی ایسا فعل روزے کی حالت میں نہ کرے جس میں خوف ہو کہ جماع کی طرف راغب ہو جائے گا۔ (بحوالہ ہدایہ ج ۱ ص ۱۹۹)

روزے میں میاں بیوی دونوں کی شرمگاہوں کا مل جانا

سوال:۔ زید نے روزے میں دن میں بیوی سے پیار کیا یا بغل گیر ہوا، یا ایک نے دوسرے کی شرمگاہ کو ملایا جس سے شہوت پیدا ہو گئی پھر دونوں علیحدہ ہو گئے تو کیا روزہ باقی رہے گا؟

جواب:۔ اس صورت میں روزہ رہے گا مگر جوان آدمی کو ایسا کرنا بہتر نہیں ہے۔

روزے میں مذی کا نکلنا

سوال:۔ روزے میں بیوی کے ساتھ پیار وغیرہ کرنے کی وجہ سے جوش سے مذی آجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ پیار وغیرہ کی وجہ سے جو پانی نکلتا ہے اس کو مذی کہتے ہیں اس سے روزہ میں

کوئی نقصان نہیں آتا، البتہ منی کے نکلنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اگر روزہ کے خراب ہونے کا خطرہ ہو تو بوس و کنار جائز نہیں ہے، مکروہ تحریمی ہے
(بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۱۲۳)

روزہ میں محض دیکھنے سے اِنزال ہوجانا

محض دیکھنے سے یا خیال کرنے سے انزال ہوجائے (منی کا اخراج) اور یہ غیر ارادی طور پر ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا جیسا کہ احتلام سے نہیں ٹوٹتا۔

یعنی اگر کسی شخص کو محض شہوت انگیز چیز کے دیکھنے یا سوچنے سے انزال ہوجائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۹۲۰)

رمضان میں جنابت کا غسل صبح کو کرنا

سوال:۔ رمضان میں غسلِ جنابت صبح کو کرنے سے روزہ میں تو کچھ نقصان نہیں آتا؟

جواب:۔ اس سے روزہ میں کچھ خلل اور خرابی لازم نہیں آتی۔

(ردالمختار ج ۲ ص ۲ ص ۱۳۸، باب مایفسد ومالا یفسدہٗ)

روزہ میں خون نکلوانا

سوال:۔ روزہ کی حالت میں بذریعہ انجکشن خون نکلوانا مفسدِ صوم ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر ایسے ضعف و کمزوری کا خطرہ ہو کہ روزہ کی طاقت نہ رہے گی تو مکروہ ہے۔

قضاء روزہ رکھنے کا مناسب طریقہ

قضاء روزوں کا مسلسل رکھنا ضروری نہیں، خواہ رمضان کے روزوں کی قضاء ہو یا کسی اور قسم کے روزوں کی قضاء میں روزوں کا عذر زائل ہوتے ہی رکھنا ضروری نہیں، اختیار ہے جب چاہے رکھے۔

نماز کی طرح اس میں ترتیب بھی فرض نہیں ادا کے روزے بغیر قضاء روزوں کے رکھے ہوئے رکھ سکتے ہیں۔ (علم الفقہ ج ۳ ص ۳۹)

قضاء رکھنے کا مناسب طریقہ

کسی عذر سے روزہ قضاء ہوگیا ہو تو جب عذر جاتا رہے تو روزہ جلدی ادا کر لینا چاہئے۔ زندگی اور طاقت کا بھروسہ نہیں، قضاء روزوں میں اختیار ہے کہ لگاتار رکھے یا ایک ایک دو دو کر کے رکھے۔ (جواہر الفقہ ج ۱ ص ۳۸۱)

قضاء رکھنے نہیں پائے تھے کہ دوسرا رمضان آگیا

ابھی گذشتہ رمضان قضاء رکھے تھے کہ دوسرا رمضان آگیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے، عید کے بعد قضاء رکھے، لیکن اتنی دیر کرنا بہتر نہیں ہے۔ (بحوالہ قدوری ص ۴۷)

روزے میں کان کے اندر تیل ڈالنا

کسی نے روزے میں کان میں تیل ڈالا یا اجابت کی دوا کھائی نہیں بلکہ دوا دبر (پاخانہ) کے راستے سے اندر لے لی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن کفّارہ واجب نہیں صرف قضاء واجب ہے۔ (بحوالہ جوہرہ ج ۱ ص ۱۴۵)

کان میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹنے کی وجہ

سوال:۔ روزہ دار کان میں تیل کیوں نہیں ڈال سکتا؟ جب کہ پانی جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

جواب:۔ ہدایہ میں وجہ فرق یہ بیان کی گئی ہے کہ کان میں پانی کا پہنچنا یا پہنچانا بدن کی اصلاح کے لئے نہیں ہے بخلاف تیل کے۔ اور یہ بھی وجہ فرق کی ہو سکتی ہے کہ پانی سے بچنا دشوار ہے اور اس میں ضرورت ہے۔

روزے میں پیار کرنے کی وجہ سے انزال ہوجانا

سوال:۔ ایک شخص نے ماہ رمضان کے دنوں میں اپنی بیوی کو پیار کیا جس کی وجہ سے انزال ہوگیا (منی خارج ہوگئی) اس صورت میں شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ اس صورت میں صرف اس روزے کی قضاء واجب ہوگی کفّارہ واجب نہیں ہوگا، مگر اسی کے ساتھ رمضان کا احترام ضروری ہے اس کے بعد دن میں کچھ کھائے پیئے نہیں۔ (بحوالہ ردالمختار ج۲ ص ۱۴۲)

کیا ہاتھ سے منی نکالنا مفسدِ صوم ہے؟

سوال:۔ اگر کوئی شخص روزے کی حالت میں ہاتھ سے منی زائل کرے تو روزہ ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء لازم ہوتی ہے پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ فعل بہت بُرا ہے اس پر لعنت بھیجی گئی ہے۔ (بحوالہ ردالمختار ج۱ ص ۱۴۲)

پاخانے کے راستے سے کانچ نکلنا

سوال:۔ اگر کسی کی کانچ پاخانے کے مقام سے نکل آتی ہے اور اس کو تر کرکے چڑھائے تو اس سے روزہ ہوگا یا نہیں؟

جواب:۔ روزہ فاسد ہوجائے گا، کانچ کو تر کرکے چڑھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے کہ یہ اندر کے مقام تک پہونچ جاتی ہے۔

ملازم کو کام کی شدت سے روزہ توڑ دینا

سوال:۔ عبدالرحمٰن فوج میں ملازم ہے روزے کی حالت میں افسر نے دھوپ میں کام کرنے کا حکم دیا، جس سے اس کی صحت خراب ہونے کا اندیشہ تھا، یہاں پر دوا نہیں ملتی دوا کے لئے دور جانا پڑتا ہے اس لئے روزہ توڑ دیا۔

عبدالرحمٰن مسئلہ سے ناواقف تھا اس لئے اس نے روزہ توڑ دیا تو اب شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ اگر شدتِ پیاس وغیرہ سے ہلاکت یا مرض کا اندیشہ تھا تو کفّارہ نہیں ہے صرف قضاء ہے۔ (بحوالہ ردالمختار ج۲ ص ۱۵۸)

غروب آفتاب سمجھ کر افطار کرلینا

سوال:۔ رمضان شریف میں بہت بادل تھا اور یہ سمجھ کر کہ افطار کا وقت ہوگیا اور سورج غروب ہوگیا اس لئے افطار کرلیا، افطار کرنے کے بعد سورج نکل آیا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اس روزے کی قضاء لازم ہے کفّارہ واجب نہیں، اور کچھ گناہ بھی نہیں ہوا مگر روزے کی قضاء لازم ہے۔ (بحوالہ ہدایہ ج۱ ص ۲۰۷)

نفل روزے کی نیت کے بعد واجب ہونا

جو نفل روزہ قصداً شروع کیا گیا ہو، شروع کرنے کے بعد اس کا مکمل کرنا ضروری ہے فاسد ہونے کی صورت میں اس کی قضاء ضروری ہے، خواہ قصداً فاسد کرلے یا بلا قصد فاسد ہوجائے۔ (علم الفقہ ج۳ ص ۴۱)

قضاء کے چند مسائل

(۱):۔ اگر کوئی مسافر آدھے دن کے بعد مقیم ہوجائے، (۲) کسی عورت کا حیض یا نفاس بعد نصف النہار بند ہوجائے، (۳) بعد نصف النہار کسی مجنون یا بے ہوش کو افاقہ ہوجائے، (۴) کوئی مریض بعد نصف النہار اچھا ہوجائے، (۵) کسی نے بحالتِ اکراہ روزہ فاسد کردیا ہو۔ اور بعد نصف النہار اس کی مجبوری جاتی رہے، (۶) کوئی نابالغ بعد نصف النہار بالغ ہوجائے، (۷) کوئی کافر بعد نصف النہار اسلام لائے تو ان سب لوگوں کو باقی دن میں روزے داروں کی طرح کھانے پینے سے اجتناب کرنا مستحب ہے۔

اوراس دن کی قضاء ان پر واجب ہوگی۔علاوہ نابالغ اور کافر کے۔(علم الفقہ حصّہ ۳ ص ۴۱)

روزہ ٹوٹنے کے بعد کا حکم

رمضان شریف میں اگر کسی کا روزہ ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں، سارے دن روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔
(بحوالہ ہدایہ ج ۲ ص ۳۰)

جن چیزوں سے قضاء اور کفّارہ دونوں واجب ہوتے ہیں

کسی نے روزہ رکھ کر بغیر کسی مجبوری کے جان بوجھ کر توڑ دیا تو اس نے سخت غلطی کی اور حقوق اللہ کی خلاف ورزی کی۔

اب اس کو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہئے اور معافی کی صورت یہ ہے کہ ایک روزے کے بدلے ایک روزہ رکھے۔

اور ایک غلام آزاد کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو دو ماہ کے متواتر روزے رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر آخری صورت یہ ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دے یا ساٹھ آدمیوں کو ایک ایک فطرہ کی قیمت دے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ کفّارہ صرف اسی وقت ہوتا ہے جب رمضان کا روزہ رمضان ہی کے مہینے میں جان بوجھ کر توڑ دیا جائے۔

اور اگر رمضان کے مہینے کے علاوہ اور دنوں کا روزہ ہو یا رمضان کی قضاء کا روزہ ہی کیوں نہ ہو اس کو توڑ دیا جائے تو صرف قضاء واجب ہوگی، کفّارہ نہیں ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ جب کسی شبہ سے روزہ فاسد کیا جائے گا تو کفّارہ واجب نہ ہوگا، اس لئے کفّارہ ایک قسم کی سزا ہے اور سزا کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جو دیدہ و دانستہ خلاف ورزی کرے۔

صرف دو باتوں سے قضاء اور کفّارہ

حنفیہؒ کے نزدیک دو باتیں ہیں جن سے قضاء اور کفّارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔

اوّل: یہ کہ بغیر کسی عذرِ شرعی کے کوئی غذا جیسی کوئی چیز استعمال کی جائے، یعنی کھائی جائے یا پی جائے اور وہ ایسی ہو کہ اس کی جانب طبیعت راغب ہو، اور پیٹ کی طلب پوری کی جائے۔

دوم: یہ کہ اس سے خواہش نفسانی پوری کی جائے۔

پھر دونوں صورتوں میں قضاء مع کفّارہ واجب ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں:-

● پہلی شرط یہ ہے کہ رمضان کا روزہ توڑا گیا ہو اور اگر رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ ہو مثلاً قضائے رمضان کا، یا نذر کا روزہ یا کفّارے کا روزہ، یا نفلی روزہ ہو تو اس میں کفّارہ واجب نہ ہوگا، بعض صورتوں میں قضاء لازم آئے گی۔

● دوسری شرط یہ ہے کہ روزہ قصداً توڑا گیا، اگر بھولے سے یا غلطی سے یا کسی عذر سے مثلاً مرض لاحق ہوجانے سے یا سفر پیش آجانے کی وجہ سے روزہ توڑا ہو تو صرف قضاء واجب ہوگی۔(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۹۰۶، ۹۱۳)

کفّارہ کے لئے روزے کی شرائط

وہ شخص جس میں روزہ کی تمام شرائط پائی جاتی ہوں، رمضان کے اس روزے میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ پیٹ میں کوئی ایسی چیز پہونچا دے جو انسان کی غذا یا دوا میں استعمال ہوتی ہو۔

یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع یا لذّت مقصود ہو، اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو، گو وہ بہت ہی کم مقدار ہو حتیٰ کہ ایک تل کے برابر، جماع کرے یا کرائے (لواطت بھی اسی کے حکم میں ہے) جماع کے وقت عضو مخصوص سُپاری کا داخل ہوجانا کافی ہے منی کا نکلنا شرط نہیں ہے۔

ان سب صورتوں میں قضاء اور کفّارہ دونوں واجب ہوں گے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع (صحبت) ایسی عورت سے کیا جائے جو قابلِ جماع ہو، بہت کم عمر لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے۔ (درمختار ج ا ص ۱۵۱)

نیت پر ہی کفّارہ ہے

کسی نے رمضان شریف میں روزہ کی نیت ہی نہیں کی اس لئے کھا پی رہا ہے، اس پر کفارہ واجب نہیں، کفّارہ جب ہی ہے کہ نیت کر کے روزہ توڑ دے۔

(بحوالہ ہدایہ ج ا ص ۲۰۴)

صحبت کرنے سے کفّارہ واجب ہونا

صحبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی قضاء بھی اور کفّارہ بھی واجب ہے، جب مرد کے عضو مخصوص کی سُپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا قضاء اور کفّارہ دونوں واجب ہونگے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔

نیز اگر مرد نے پاخانہ کے راستے میں اپنا عضو مخصوص کر دیا اور اس کی سُپاری اندر چلی گئی تب بھی عورت اور مرد دونوں کا روزہ جاتا رہا، قضاء اور کفّارہ دونوں واجب ہیں۔

(بحوالہ درمختار ج ا ص ۱۵۱)

جس شخص نے دونوں راستوں میں سے کسی بھی راستہ میں جان بوجھ کر مجامعت کی تو اس پر قضاء و کفّارہ دونوں لازم ہوں گے اور ان دونوں مقاموں کی مجامعت میں انزال کا ہونا (منی کا نکلنا) شرط نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۲۰ کتاب الصوم)

چھپ کر مسلمان ہونے والے کا روزہ توڑ دینا

سوال:۔ ایک شخص چھپ کر اسلام لے آیا چنانچہ رمضان کے روزے بھی رکھے، راز کھلنے کی وجہ سے روزہ توڑ دیا، پھر کھلّم کھلاّ مسلم ہو گیا اس پر کفّارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب:۔ جب وہ شخص مسلمان ہو گیا، اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آیا اور تمام احکامِ اسلام کو قبول کر لیا تو وہ عند اللہ مسلمان ہو گیا، اگر چہ لوگوں پر اس کا اسلام ظاہر نہ ہوا ہو، پس اگر رمضان شریف کا روزہ رکھ کر اس نے توڑ ڈالا تو کفّارہ اس پر لازم آئے گا۔

(بحوالہ عالمگیری مصری ج ا ص ۱۵۲ کتاب الصوم)

کفّارے کے مسائل

سوال: کفّارہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب: کفارے کے روزے کئی قسم کے ہوتے ہیں یہاں ہم صرف رمضان کے کفارہ کو بیان کرتے ہیں۔

ایک روزہ کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہئے اگر یہ ممکن نہ ہو (خواہ استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے یا اس مقام پر غلام نہ ملنے کی بناء پر) تو ساٹھ روزے رکھنا واجب ہے۔

اگر کسی وجہ سے ساٹھ روزے بھی نہ رکھ سکے تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا واجب ہے اور ان ساٹھ روزوں کا مسلسل رکھنا واجب ہے درمیان میں ناغہ نہ ہونے پائے اور اگر کسی وجہ سے ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے روزہ رکھنے ہوں گے، پچھلے روزوں کا اعتبار نہ ہوگا۔

ہاں اگر کسی عورت کو حیض آ جائے اور اس وجہ سے درمیان میں روزے ناغہ ہو جائیں تو اس پر یہ ناغہ معاف ہوگا اور حیض کے بعد صرف اتنے روزے رکھنے ضروری ہوں گے، جتنے باقی رہ گئے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ پہلے قضاء کے روزے رکھے جائیں۔ اس کے بعد مسلسل کفّارہ کے روزے رکھے جائیں اگر کوئی پہلے کفّارہ کے روزے رکھ لے اور اس کے بعد قضاء کے روزے رکھے تب بھی جائز ہے۔

جماع کے علاوہ اگر کسی سے کفّارہ واجب ہوا ہو، اور ابھی ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ اس پر دوسرا واجب ہوجائے تو ان دونوں کے لئے ایک ہی کفّارہ واجب ہے، اگر چہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں، ہاں جماع کے سبب جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں ہر ایک کا کفارہ علیٰحدہ رکھنا ہوگا۔ اگر چہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

اگر کوئی کفارے کے تینوں طریقوں پر قادر ہو یعنی غلام بھی آزاد کر سکتا ہو، ساٹھ روزے بھی رکھ سکتا ہو، ساٹھ محتاجوں کو کھانا بھی کھلا سکتا ہو تو اس میں سے جو طریقہ اس پر شاق گذرتا ہو اسے اس کا حکم دینا چاہئے۔

اس لئے کہ کفّارہ مقصود جزر و توبیخ اور تنبیہ ہے اس لئے ظاہر ہے کہ آسان صورت اختیار کرنے میں اسے کوئی تنبیہ نہ ہوگی۔

● صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ اگر بادشاہ پر کفارہ واجب ہو تو اس کو غلام کے آزاد کرنے یا ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانے کا حکم نہ دینا چاہئے کیونکہ یہ چیزیں اس کے نزدیک کچھ دشوار نہیں اور ان سے اِسے کچھ تنبیہ نہ ہوگی، بلکہ ساٹھ روزے رکھنے کا حکم دینا چاہئے کہ اس کو گراں گزرے اور آئندہ پھر رمضان کے روزے کو اس طرح فاسد نہ کرے۔

(علم الفقہ سوم ص ۴۰)

● ایک شرط یہ بھی ہے کہ ساٹھ محتاجوں کو دو وقت پیٹ بھر کھانا کھلانا واجب ہے اس طرح چاہے تو انہیں ایک ہی دن دو وقت یعنی صبح و شام کھلا دے چاہے دو دن صبح کے وقت یا دن شام کے وقت یا عشاء و سحر کے وقت کھلا دے مگر شرط یہ ہے کہ محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے، دوسرے وقت بھی انہیں محتاجوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

چنانچہ اگر کسی نے ایک وقت ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا دیا اور پھر دوسرے وقت ان کے علاوہ دوسرے ساٹھ محتاجوں کو کھلایا تو یہ کافی نہ ہوگا۔ بلکہ کفّارہ اسی وقت ادا ہوگا ان دونوں جماعتوں میں سے کوئی شخص ایک ہی محتاج کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

اسی طرح کفّارہ ادا ہو جائے گا اگر کوئی شخص ایک ہی روز ساٹھ یا ان سے کچھ کم محتاجوں کے کھانے کے بقدر کسی ایک محتاج کو صدقہ دے دے تو اس سے ان سب کا حصّہ ادا نہ ہوگا بلکہ ایک ہی محتاج کا ادا ہوگا۔

قصداً روزہ توڑنے سے قضاء اور کفّارہ دونوں لازم

سوال:۔ فقہ کی کتابوں میں جو یہ لکھا ہے کہ رمضان شریف میں بلا عذرِ شرعی روزہ توڑنے سے قضاء اور کفّارہ واجب ہے تو اب یہ معلوم کرنا ہے کہ قضا اور کفّارہ کے مجموعی طور پر روزے رکھے یا کفّارہ و قضاء ایک ساتھ ساٹھ روزے رکھنے سے دونوں ادا ہوجائیں گے؟

جواب:۔ رمضان شریف کا روزہ قصداً توڑنے سے کفّارہ اور قضاء دونوں لازم ہوتے ہیں یعنی ایک روزہ قضاء کا اور ساٹھ روزے کفّارے کے واجب ہیں۔

(بحوالہ ردالمحتار جلد ۲ ص ۱۴۷ و ص ۱۴۹ باب ما یفسد الصوم)

کفارے میں تسلسل کا ہونا

ضروری ہے کہ دو ماہ کے روزے مسلسل ہوں، اگر ایک دن کا روزہ بھی رہ گیا خواہ اس کو کوئی شرعی عذر ہو۔

مثلاً سفر درپیش آجائے، تو جو روزے رکھے گئے وہ نفل ہوجائیں گے۔ اور پھر از سرِ نو روزے رکھنے ہوں گے، کیونکہ روزوں کا تسلسل ضروری تھا اور وہ پورا نہیں ہوا۔

اور اگر کوئی شخص شدید تکلیف وغیرہ کے باعث روزہ نہ رکھ سکے تو ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو (دونوں وقت پیٹ بھر کر) کھانا کھلائے (اور واضح رہے کہ) کفارہ جو فرض ہے اس میں ساٹھ روزے ایسے محتاجوں کو کھلانا واجب ہے جو کفارہ دینے والے کے اپنے خاندان کے لوگ نہ ہوں اور خاندان سے مراد یہ ہے کہ جس کا نفقہ اس پر واجب ہے، مثلاً اس کے باپ

دادا، وغیرہ یا بیٹے، پوتے اور بیوی وغیرہ نہ ہوں۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ا ص ۹۴۱)

کھانا کھلانے میں تسلسل کی ضرورت نہیں

اگر ساٹھ دن تک کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں یہ درست ہے۔ (بحوالہ سراقی الفلاح ص ۳۰۶)

بیماری یا رمضان کا، کفّارے کے درمیان آجانا

اگر بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفّارہ کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے پڑیں گے۔

اس طرح اگر بیچ میں رمضان شریف آجائے، تب بھی کفّارہ صحیح ادا نہ ہوگا۔

(بحوالہ درمختار ص ۱۵۰ ج ۳)

کفّارے میں دو ماہ کا کھانا مقرر کر دینا

سوال:۔ روزے کے کفّارے میں کھانا دو ماہ کا مقرر کر دینا۔ یعنی ساٹھ وقت کا تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ روزے کے کفّارے میں ساٹھ دن ایک طالب علم کو دونوں وقت بٹھا کر پیٹ بھر کھانا کھلانا درست ہے اور اس سے کفّارہ ادا ہو جاتا ہے۔ مگر بٹھا کر کھلانا چاہئے۔ کیونکہ دینے میں ہر روز پوری مقدار پونے دو سیر ایک فطرہ کے بقدر یا اس کی قیمت دینے کی ضرورت ہے۔

کفّارہ میں مسکین کو دو وقت کھانا کھلانا

سوال:۔ روزے کے کفّارے میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اگر کھانے کی قیمت سے مدرسہ میں ٹاٹ خرید کر طلبہ کے لئے انتظام کر دیں، یا مدرسہ میں صرف کر دیں تو کیا جائز ہے؟

جواب:۔ اگر ساٹھ روزوں کی طاقت نہ ہو تو پھر ایک روزے کے عوض ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا ایک مسکین کو پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت دینا ضروری ہے مدرسہ کا ٹاٹ خریدنا یا اس سے مدرسے کی مرمت اور تعمیر درست نہیں

(بحوالہ ردالمختار ج ۲ ص ۱۴۹ اباب مایفسد الصوم)

سوال: کیا کفارے کی رقم مسجد یا مدرسہ میں دینا درست ہے؟

جواب: کفّارے کی رقم مسجد اور مدرسہ میں دینا درست نہیں ہے اس سے کفّارہ ادا نہ ہوگا البتہ مدرسہ میں اگر طلبہ کے کھلانے میں لگا دیں تو درست ہے بشرطیکہ ساٹھ (۶۰) طلبہ کو دونوں وقت کھلا دے۔

یا بقدر فطرہ ہر ایک کو پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت دیدیں۔

(بحوالہ ردالمختار باب الصرف ص ۷۹ ج ۲)

کفّارے میں مہتمم مدرسہ کی وکالت

سوال: مدرسہ کا مہتمم کفّارہ کا کھانا کھلانے کا وکیل ہو کر کیا طلباء کے کھانے میں روپیہ کو صرف کر سکتا ہے جو کفّارہ ادا کرنے کی نیت سے رکھے ہیں؟ یا کیا مہتمم کپڑا خرید کر دے سکتا ہے؟

جواب: اس طرح کر سکتا ہے کہ کفّارے کے پورے روپئے کا کپڑا خرید کر محتاج طلباء کی ملک کو دے دے یہ درست ہے۔ (بحوالہ ردالمختار ص ۸۰۲ ج ۲)

حیض کی تعریف اور اس کے مسائل

مسئلہ: ۱۔ ہر مہینہ جو آگے کی راہ سے (عورتوں کو) معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔

مسئلہ: ۲۔ کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے کسی کو تین رات سے کم خون آیا ہے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے، اور دس دن رات سے زیادہ خون آیا ہے تو

جتنے دن دس سے زیادہ آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔

مسئلہ: (۳) اگر تین دن تو ہو گئے لیکن راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کی صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: (۴) حیض کی مدت کے اندر سُرخ زرد، سبز، خاکی مٹیالا، سیاہ رنگ آئے وہ سب حیض ہے، جب تک گدّی (جو کپڑا یا اس جیسی کوئی بھی چیز رکھتی ہیں) بالکل سپید نہ دکھلائی دے اور جب سپید رہے جیسی کے رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہو گئی۔

کفّارے کے روزے کے درمیان حیض آجانا

ماہواری کی وجہ سے کفارہ کے روزوں میں ناغہ مضر نہیں، ماہواری ختم ہوتے ہی فوراً روزہ شروع کردے۔

اسی طرح ساٹھ روزے پے در پے پورے کرے، اگر ماہواری ختم ہونے کے بعد ایک دن کا بھی ناغہ کیا تو پھر نئے سرے سے ساٹھ (۶۰) روزے رکھنے ہوں گے۔

(بحوالہ شرح وقایہ ص ۳۱۶ ج ۱)

روزے کی حالت میں شرمگاہ میں ٹیوب لگانا

سوال:۔ روزہ کی حالت میں دن میں عورت کو اپنی شرمگاہ میں ٹیوب یعنی دوا لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ فرج داخل میں دوا پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اوپر کے مستطیل سوراخ کے آخر میں گول سوراخ سے فرج داخل شروع ہوتا ہے۔

عورتوں کی شرمگاہ کے اندرونی حصّہ میں کوئی چیز رکھی جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے

اس لئے کہ عورتوں کے اندر فطری منفذ موجود ہوتا ہے جو پیٹ تک پہنچتا ہے۔

اگر مردوں کے عضو تناسل میں کوئی چیز ڈالی جائے تو روزہ ہمارے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ اس لئے کہ معدہ اور اس کی نال کے درمیان براہِ راست منفذ نہیں ہوتا ہے بلکہ مثانہ کا واسطہ ہے جہاں سے قطرہ قطرہ پیشاب نیچے آکر جمع ہوجاتا ہے (عالمگیری ج۱۰۴) میں ہے کہ پیشاب کی راہ میں قطرہ ڈالے تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے یہاں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

البتہ عورت کی شرمگاہ میں قطرہ ٹپکانے کی صورت میں بلا اختلاف روزہ ٹوٹ جائے گا اور یہی صحیح ہے۔ (بحوالہ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۴)

❁❁❁

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی کی تصانیف

اردو کتابیں

۱۔معانی قرآن الکریم
(لفظی ترتیب کے اعتبار سے رواں اردو ترجمہ)
۲۔قرآنی آیات اور اسلامی معاشرہ
۳۔ہندوستان میں قرآن کے ترجمے و تفاسیر کا مختصر تعارف
۴۔تفسیر کا بنیادی ماخذ اور مفسر کی خصوصیت
۵۔قرآن میں انسان کا مقام اور اس کا اعلیٰ مقصد
۶۔قرآن کی دعوت اور اسلامی جہاد
۷۔قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ
۸۔کائنات کے عجائبات اور انسان کا اللہ سے تعلق
۹۔کلمۂ طیبہ کی حقیقت اور اس کے تقاضے
۱۰۔اللہ تعالیٰ کا تعارف اور کلمۂ شہادت کے فضائل
۱۱۔اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں)
۱۲۔کفر وشرک کی حقیقت (شریعت کی روشنی میں)
۱۳۔کفر، شرک اور فسق کا ذکر اور صحابہ سے متعلق عقیدہ
۱۴۔رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے انمول موتی
۱۵۔رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت مستند کتب کی روشنی میں
۱۶۔حضرت محمد ﷺ اور جزیرۂ عرب
۱۷۔رسول اکرم ﷺ کے کریمانہ اخلاق اور آپ ﷺ کی سیرت
۱۸۔رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کی سنتیں
۱۹۔رسول اللہ ﷺ کی صفات احادیث کی روشنی میں
۲۰۔اعمال صالحہ حصہ اول (حقوق اللہ)
۲۱۔اعمال صالحہ حصہ دوم (حقوق العباد)
۲۲۔خاتم النبیین (قرآن کی روشنی میں)
۲۳۔نبیوں کی سیرت (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۲۴۔اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت
۲۵۔مسلمانوں کے فرقے اور ان کے عقائد
۲۶۔حرام، حلال اور مباح چیزیں
۲۷۔اخلاص کی فضیلت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۲۸۔آخرت کا عقیدہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۲۹۔تعدد ازدواج اور اسلام (مذاہب عالم کی روشنی میں)
۳۰۔مستند مسنون دعائیں
۳۱۔امت محمدیہ کی عزت کا معیار اور بنی اسرائیل
۳۲۔اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات
۳۳۔جہاد آتنکواد اور اسلام
۳۴۔داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)
۳۵۔مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ اور ہندی زبان کی ضرورت
۳۶۔جنات وشیاطین کا تعارف اور معالج کی صفات
۳۷۔قیامت تک کے فتنے
(رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کی روشنی میں)
۳۸۔اسلام کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر
۳۹۔غیر عربی رسم الخط (فانٹ) میں قرآن کی
اشاعت (شریعت کی روشنی میں)
۴۰۔دعوت کی ذمہ داری (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۴۱۔آخری رسول ﷺ کہاں کب اور کون؟
۴۲۔حضرت محمد ﷺ کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں
۴۳۔ہندو دھرم فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف
۴۴۔غیر مسلموں میں طریقۂ دعوت
۴۵۔اسلام کے خلاف الزامات اور اس کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر
۴۶۔بدھ مت اور اسلام
۴۷۔غیر مسلموں سے تعلقات اور مذہبی آزادی
۴۸۔اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق
۴۹۔غیر مسلموں سے دوستی یا دشمنی اعتراضات کے تناظر میں
۵۰۔عطیات قدرت اور دولت کی پیدائش
۵۱۔قرآن کے مطابق دولت کا استعمال
۵۲۔اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم اور کمزور طبقے کی کفالت
۵۳۔اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ
۵۴۔اسلام میں تجارت کا طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۵۵۔اسلام کا زرعی نظام (شریعت کی روشنی میں)
۵۶۔جنت کے حالات اور جنت کی نعمتوں کا ذکر
۵۷۔جہنم کے حالات اور جہنمی (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۵۸۔کاغذی نوٹ اور بیع کی حقیقت
۵۹۔اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم
۶۰۔مسافر اور سفر کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۶۱۔عید اور قربانی کی حقیقت اور اس سے متعلق مسائل
۶۲۔عمرہ کا آسان طریقہ
۶۳۔حج اور عمرہ کا مکمل طریقہ
۶۴۔روزہ، تراویح، صدقہ اور اعتکاف کے احکام ومسائل

۶۵۔طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۶۶۔صدقۂ فطر اور عقیقہ سے متعلق مسائل
۶۷۔زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ
۶۸۔اسلامی پردہ اور آزاد معاشرے کی بربادی
۶۹۔محرم کی حقیقت اور عاشوراء کے واقعات، اسلامی جنتری اور اعمال
۷۰۔زبردستی اسلام قبول کروانے کی ممانعت اور اسلامی جہاد
۷۱۔غیر مسلموں سے متعلق مسائل (شریعت کی روشنی میں)
۷۲۔وفات سے پہلے رسول کریم ﷺ کی امت کو نصیحتیں
۷۳۔دعا کی قبولیت کے اوقات وآداب اور مانگنے کا طریقہ
۷۴۔صحابہ کی سیرت (تاریخ کی روشنی میں)

عربی کتابیں

۷۵۔أهمية المرأة في ضوء القرآن والسنة
۷۶۔الإنسان في ضوء القرآن والسنة
۷۷۔نبذة عن صفات رسول الله ﷺ
۷۸۔غزوة حنين والطائف في ضوء القرآن والسنة
۷۹۔أسباب تحبط الأعمال وأهمية النية في ضوء القرآن والسنة
۸۰۔الفتن الواقعة إلى قيام الساعة في ضوء القرآن والسنة
۸۱۔النبي الخاتم من، متى، وأين
۸۲۔الهندوسية فرقها، عقائدها، منظماتها، آهدافها
۸۳۔أهمية الدعوة والتبليغ في ضوء القرآن والسنة
۸۴۔ذكر سيدنا محمد ﷺ والمنع عن عبادة
الأوثان في الكتب الهندوسيه
۸۵۔أهمية المرأة في ضوء القرآن والسنة

انگریزی

۸۶۔قرآن (20X3016)
۸۷۔اسلام؟
۸۸۔محمد ﷺ اینڈ دا اسٹیٹس آف ورشپ
۸۹۔اذان اے کالنگ فار ہیومینٹی
۹۰۔بیسک ٹیچنگ آف اسلام
۹۱۔محمد دی لاسٹ پرفٹ انڈر دی شیڈ آف وید
۹۲۔ہندوازم بیلیفس اِٹس سیکٹ آرگنائزیشن اینڈ انٹروڈکشن آف اِٹس انسٹی ٹیوشن

ترجمہ کی ہوئی کتابیں

۹۳۔رمضان کا تحفہ (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی)
۹۵۔منتخب احادیث (حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ)
۹۶۔دار ارقم کا احسان انسانی دنیا پر (حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)
۹۷۔قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (شیخ محمد بن عبداللہ السبیل)
۹۸۔یکساں سول کوڈ اور مہلاؤں کے ادھکار (محمد سید محمد رابع حسنی ندوی)
۹۹۔مالک ومخلوق (محمد مصطفیٰ قادری)
۱۰۰۔یتیموں کی کفالت (محمد عامر صدیقی ندوی)
۱۰۱۔مانو تا آج بھی اسی چوکھٹ کی محتاج ہے (سید محمد حسنیؒ)

ہندی کتابیں

۱۰۲۔قرآن کا پیغام (قرآن آسان ہندی ترجمہ۔20X30X8)
۱۰۳۔قرآن کا پیغام (قرآن آسان ہندی ترجمہ۔20X30X16)
۱۰۴۔قرآن کا پیغام (قرآن آسان ہندی ترجمہ۔20X30X32)
۱۰۵۔تفسیر فاروقی (جلد اول)
۱۰۶۔تفسیر فاروقی (جلد دوم)
۱۰۷۔تفسیر فاروقی (جلد سوم)
۱۰۸۔تفسیر فاروقی (جلد چہارم)
۱۰۹۔تفسیر فاروقی (جلد پنجم)
۱۱۰۔تفسیر فاروقی (جلد ششم)
۱۱۱۔تفسیر فاروقی (جلد ہفتم)
۱۱۲۔قرآن کا پیغام (پارہ عمہ کی تفسیر)
۱۱۳۔اسلام دھرم کیا ہے؟
۱۱۴۔انتم سندیشٹا کب کہاں اور کون
۱۱۵۔جہاد آتنکواد اور اسلام
۱۱۶۔پوتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام
۱۱۷۔تفسیر سورۃ الفاتحہ
۱۱۸۔اسلام کیا ہے؟
۱۱۹۔کفر وشرک کی حقیقت
۱۲۰۔توحید کی حقیقت
۱۲۱۔لا الہ الا اللہ کی گواہی
۱۲۲۔سرشٹی کا سرشٹا کون؟
۱۲۳۔پراکرتک ایش دوتوں کا دھرم اور پرلوک وشواش
۱۲۴۔اللہ کے ادھکار اور بندوں کے ادھکار
۱۲۵۔اسلامی شاشن اور شاشک ایتہاسک درشٹی سے